صحیح اور مستند روایات پر مشتمل

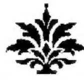
تاریخ خلفائے راشدینؓ



سیرتِ عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ

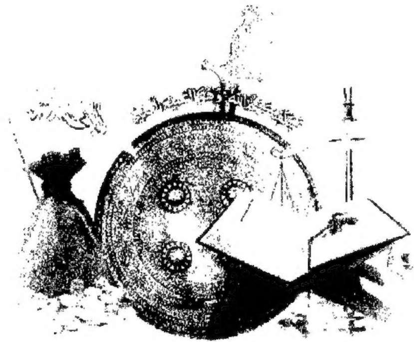
ابو نعمان سیف اللہ خالد





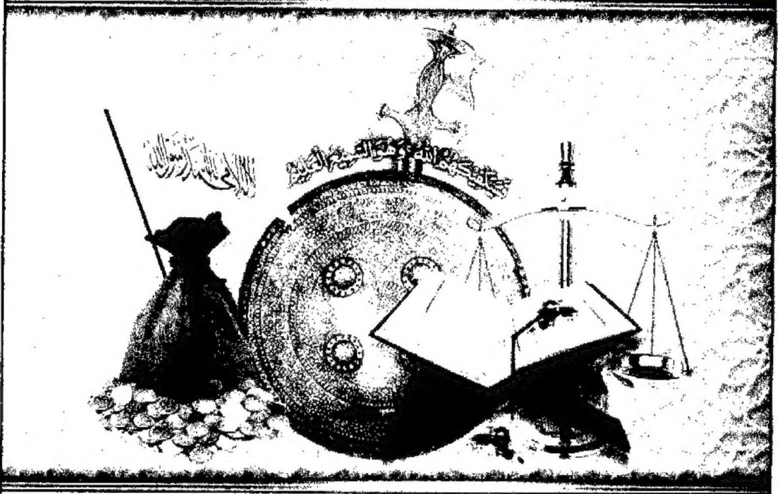
بسم الله الرحمن الرحيم





صحیح اور مستند روایات پر مشتمل

تاریخ خلفائے راشدین



سیرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تالیف: ابونعمان سیف اللہ خالد

تحقیق وتخریج: ابوالحسن سید تنویر الحق

تہذیب وتسہیل: ابوعمر اشتیاق اصغر

سیرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تالیف: ابونعمان سیف اللہ خالد

تحقیق وتخریج: ابوالحسن سید تنویر الحق

تہذیب وتسہیل: ابوعمر اشتیاق اصغر

سرورق .... عبدالرحمٰن خالد

تزئین .... ابوخزیمہ محمد شفیق

کمپوزنگ .... حافظ نعمان خالد، عطاء الرحمٰن طاہر

دارالاندلس

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی
+92-21-34835502

Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.c

فہرست

باب 2

مدنی معاشرہ میں کردار اور بعض فضائل

بابْ 3

خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ

باب 4
فتنۂ خوارج اور شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ!

امتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والا ہلاکت خیز اور تباہ کن فتنہ ''فتنۂ خوارج'' ہے۔ اس فتنے کے آثار رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک ہی میں ظاہر ہو گئے تھے، لیکن اس کا باقاعدہ ظہور عہدِ عثمان میں ہوا۔ اس فتنے نے اُس وقت ایک خطرناک اور خوفناک شکل اختیار کر لی جب دشمنِ اسلام عبد اللہ بن سبا یہودی الاصل نے خارجی فتنے کے اشتعال انگیز اور زہر آلود پروپیگنڈے کو ہتھیار کے طور پر امتِ مسلمہ کے خلاف استعمال کیا اور خلافتِ اسلامی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

بعض گمراہ اور باطل نظریات کے حامل دانشوروں، کج فہم اور نام نہاد مسلمان مصنّفین نے ابن سبا کی بیان کردہ جھوٹی اور من گھڑت روایات کی بنیاد پر خیر القرون کی ایک ایسی جماعت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو بالعموم اور خلفائے راشدین کو بالخصوص ہدفِ تنقید بنایا، جن کی تعلیم و تربیت، تزکیۂ نفس اور کردار سازی خاتم النّبیین سیدنا محمد ﷺ نے کی تھی، جو نبوی دانش گاہ کے فیض یافتگان تھے، جنھوں نے جہاں بانی اور جہاں گیری کے اصول و قوانین براہِ راست وحیٔ الٰہی کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک اور آپ ﷺ کے پاکیزہ عمل سے سیکھے تھے، جو فہم و فراست، ادراکِ امور اور فقہ الواقع میں الہامی سوچ کے حامل تھے، جن کی معاملہ فہمی، دور اندیشی اور اصابتِ رائے کی تائید و موافقت میں متعدد قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اس پسندیدہ جماعت کی سرکردہ اور نمایاں شخصیات میں سے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے، جنھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد امت کی زمامِ اقتدار سنبھالی اور خلیفۂ ثالث مقرر ہوئے۔

ان کا دورِ حکومت تاریخ اسلام کا ایک تابناک اور روشن باب ہے۔ ان کے عہدِ زریں میں عظیم الشان فتوحات کی بدولت اسلامی سلطنت کی حدود اطرافِ عالم تک پھیل گئیں اور انھوں نے اس دور کی بڑی بڑی ایمپائرز روم، فارس اور مصر کے بیشتر علاقوں میں پرچم اسلام بلند کرتے ہوئے عہدِ فاروقی کی عظمت و ہیبت اور رعب و دبدبے کو برقرار رکھا اور باطل نظاموں کو ختم کر کے ایک مضبوط، مستحکم اور عظیم الشان اسلامی مملکت کو استوار کیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور ''السابقون الاولون'' کی صف میں شامل ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و قربت حاصل رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے یکے بعد دیگرے نکاح کا شرف حاصل ہوا اور ''ذوالنورین'' کا لقب پایا۔ دو ہجرتوں ہجرتِ حبشہ اور ہجرت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ واقعۂ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سفیر بنا کر مکہ روانہ کیا اور بیعتِ رضوان کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ منکسر المزاج، حلیم و بردبار، عالی ظرف، فراخ دل، نرم خُو، خاموش طبع، صبر و استقامت کا پہاڑ، شجاعت و بہادری کا نمونہ، شرم و حیا کا پیکر، جود و سخا کا خوگر، رحم دل، حسن صورت اور حسن سیرت کا شاہکار، دامادِ رسول، حیا و پاکدامنی کا مظہر، خلیفۂ ثالث، جنت کی بشارت پانے والے، مظلوم شہید جس کی شہادت، صداقت، سخاوت، امانت و دیانت، عدالت و ثقاہت کی گواہی خود قرآن نے دی:

''بلاشبہ یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔'' [الفتح : ۱۸]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی جان و مال کے ساتھ اسلام کی سربلندی کے لیے بے شمار قربانیاں دیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیا۔ سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

آپ ﷺ ان دیناروں کو اپنی جھولی میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' [مسند أحمد : ٥/ ٦٣، ح : ٢٠٦٣]

شرم و حیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نمایاں خوبی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اس روایت میں ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کے لیے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کیا اور اس کا سبب پوچھنے پر فرمایا: ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔'' [مسلم : ٢٤٠١]

رسول اللہ ﷺ نے حق پر ڈٹ جانے والے اور اپنی جان قربان کرنے والے عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی کرتے ہوئے صحابہ سے فرمایا: ''بلاشبہ میرے بعد تمھیں فتنوں اور اختلافات کا سامنا ہوگا۔'' انھوں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! ہم اس وقت کس کا ساتھ دیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت امانت دار شخص اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دینا۔'' اور آپ ﷺ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔'' [مسند أحمد : ٢/ ٣٤٤، ح : ٣٤٥]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمھیں ایک قمیص (خلافت) عطا کرے گا، اگر منافقین اسے اتارنے کا مطالبہ کریں تو ہرگز اسے نہ اتارنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔'' یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی۔ [ترمذي : ٣٧٠٥]

اسی لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کے وسیع تر مفاد اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی خاطر سخت مصیبت و آزمائش میں ثابت قدمی اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی عزیز ترین متاع جان قربان کر کے امتِ مسلمہ کو بڑے خطرناک فتنے، اختلاف اور نقصان سے بچا لیا اور پُرفتن حالات میں کتاب و سنت پر مبنی صحیح منہج کی بنیاد رکھ دی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی، طرزِ حکومت اور کارناموں پر مشتمل کتاب ''سیرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ'' قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ جسے فاضل مصنف ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔ جس میں انھوں نے قرآن و حدیث اور مستند

روایات کی روشنی میں عہدِ عثمان میں رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور ان تاریخی حقائق کا ذکر کرتے ہوئے ثقاہت وصداقت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، موضوع اور ضعیف روایات سے مکمل اجتناب کیا ہے، موجودہ فتنوں کے دور میں کتاب وسنت پر مبنی صحیح موقف اور منہج سلف اور خلیفۂ ثالث کی شخصیت اور ان کے دورِ حکومت کی حقیقی اور سچی تصویر پیش کی ہے، تاکہ قارئین کے سامنے مستند اور قابل اعتماد تاریخی حقائق آنے کے بعد ان کے طرزِ حکمرانی پر اٹھائے جانے والے اعتراضات و اشکالات کا ازالہ ہو سکے۔ موصوف کا یہ علمی اور تحقیقی کام قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ اس سے پہلے وہ ''سیرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ'' اور ''سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ'' قارئین کی نذر کر چکے ہیں۔ ان کی قابلِ قدر تصنیفات اہل علم اور عام قارئین میں دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''سیرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ'' کتبِ سیر و تواریخ میں ایک منفرد اور شاندار اضافہ ہے، جسے دارالاندلس کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کتاب میں مذکور احادیث، روایات اور اقوال کی تحقیق وتخریج کا محنت طلب کام ابوالحسن سید تنویر الحق شاہ صاحب نے کیا ہے اور ان کی اصل مآخذ کے ساتھ مراجعت اور تہذیب وتسہیل کا لائق تحسین کام ابو عمر محمد اشتیاق اصغر نے کیا۔ اس کی پروف ریڈنگ حافظ ثناء اللہ خان اور حافظ احمد معاذ اصغر نے کی، ترتیب و تزئین ابو خزیمہ محمد شفیق اور کمپوزنگ عطاء الرحمٰن طاہر اور حافظ نعمان خالد نے کی، جبکہ اس کا دیدہ زیب ٹائٹل عبدالرحمٰن خالد نے تیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو قارئین کے لیے خلیفۂ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت وکردار اپنانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محتاج دعا

جاوید الحسن صدیقی

مدیر دارالاندلس

یکم جمادی الأخری ۱۴۳۶ھ

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ!

زیرِ نظر کتاب میں خلیفۂ راشد سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی سیرت، حالات و واقعات اور آپ کی خلافت کے عہدِ سعید کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صداقت و امانت، زہد و حیا، ایثار و فیاضی اور خشیت الٰہی کے خوگر تھے۔ نرم دل ایسے تھے کہ جب کبھی کسی قبرستان کے پاس سے گزرتے تو بے اختیار رونے لگتے، اتنا کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ شرمیلے ایسے تھے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے، جُود و سخا اور صدق و صفا کے پیکر تھے، سلیم الفطرت اور پاکیزہ دل ایسے تھے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی قطعی طور پر شراب و شباب کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ ایک کامیاب اور ہر دل عزیز تاجر تھے، جن کے پاس ہمیشہ مال و دولت کی فراوانی رہی اور انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال بے دریغ خرچ کیا۔ ''ذوالنورین'' کا لقب پانے والے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی وفات کے بعد اپنی دوسری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا، پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کا دوہرا اعزاز حاصل کرنے والے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سفارتی فرائض انجام دینے والے اور جب بیعتِ رضوان ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا اور فرمایا: ''یہ عثمان کی بیعت ہے۔'' [بخاري : ٣٦٩٩]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ہاتھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دینا بہت بڑا اعزاز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں پورے شہر میں

میٹھے پانی کا صرف ایک ہی ''بئر رومہ'' نامی کنواں تھا، جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رومہ کا کنواں کھودا (یعنی اسے خرید کر وقف کر دیا) اس کے لیے جنت ہے۔'' تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر وقف کر دیا۔ [بخاري : ۲۷۷۸]

جب مسجد نبوی تنگیٔ داماں کی شکایت کرنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی توسیع کے لیے ملحقہ زمین خرید کر مسجد میں شامل کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔'' تو یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے جنھوں نے بیس یا پچیس ہزار (درہم) میں خرید کر اسے وقف کیا۔ [ابن حبان : ۶۹۲۰]

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جیشِ عسرہ (غزوۂ تبوک کے لیے لشکر) تیار کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔'' تو اس موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کی تیاری کے لیے اتنا مال خرچ کیا کہ کوئی دوسرا اس کارِ خیر میں ان کی برابری نہ کر سکا۔ [بخاري : ۲۷۷۸۔ ترمذي : ۳۷۰۱]

اپنے دورِ خلافت میں انھوں نے قرآن کے متعدد نسخے تیار کر کے مختلف صوبوں میں بھیجے اور ساری امت کو ایک ہی مصحف پر جمع کرنے کا تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے نتیجہ میں چھ جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بالاتفاق خلیفہ منتخب کیے گئے، اس تاریخی موقع پر سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کیے ہیں، میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ (کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان) کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔'' پھر فرمایا: ''اے عثمان! میں آپ سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔'' چنانچہ سب سے پہلے سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی، پھر مہاجرین و انصار اور لشکروں کے اُمراء اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔ [بخاري : ۷۲۰۷]

اس طرح یکم محرم ۲۴ ہجری کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کے نظام کو مربوط بنانے کے لیے صوبہ جات میں

اہم ترین شخصیات کا تقرر کیا۔ چنانچہ نافع بن عبدالحارث خزاعی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ، سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کو طائف، یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ کو صنعاء، عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جند، عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو دمشق (شام)، عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

شام کے گورنر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بحری فوج تیار کرنے اور بحری بیڑا بنانے کی اجازت طلب کی، لیکن وہ اس کے حق میں نہیں تھے۔ ان کے نزدیک سمندر میں لڑائی جنگجو افراد کو ضائع کرنے کے مترادف تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مناسب مواقع پر اس کا مطالبہ کرتے رہے، چونکہ رومی سلطنت کے پاس بحری بیڑا تھا جس کی وجہ سے جزائر پر اس کا قبضہ تھا۔ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اُس کے مقابلے میں اسلامی سلطنت کے پاس بھی بحری بیڑے کا اہتمام ہو، تاکہ سمندر میں رومی فوج کا منہ توڑ جواب دیتے ہوئے جزائر پر قبضہ کیا جائے۔ اس طرح سلطنت روما کی اقتصادی برتری پر بھی کاری ضرب لگائی جا سکتی تھی۔ لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی، پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی بحری بیڑا بنانے کی اجازت طلب کی، انھوں نے اس کی اجازت دے دی۔ اس طرح امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو تاریخ اسلام میں بحری فوج کے قائم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

پہلی بحری جنگ کے متعلق، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے بشارت دے دی تھی۔ اس جنگ میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیوی اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہوئے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی رضاعی خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ (خواب میں) میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی تھے

اور سمندر کے وسط میں اپنی سواریوں پر اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں، یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر براجمان ہیں۔'' ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ (اس مرتبہ بھی جب) آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے جا رہے ہوں۔'' جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پہلے گروہ میں سے ہو۔'' ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت اور) سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری کے زمانے میں بحری سفر پر روانہ ہوئیں، لیکن سمندر پار کرنے کے بعد اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔''

[بخاري : ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

یہ عظیم المرتبت خاتونِ جنت جزیرۂ قبرص (سائپرس) میں دفن ہوئیں۔ یہ خوبصورت و دلکش جزیرہ سرزمین شام کے ساحل کے قریب بحر ابیض میں واقع ہے، اس کا رقبہ تین ہزار چھبیس مربع میل ہے۔ یہ اہم ترین جزیرہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہوا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسکندریہ، لیبیا، تیونس، مراکش، جزیرۂ قبرص، جزیرۂ اروارد، جزیرۂ رہوڈس، خراسان، سجستان، طبرستان، کابل، آذربائیجان اور ارمینیہ جیسے مشہور و معروف علاقوں پر اسلامی حکومت کا جھنڈا لہرایا گیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلے چھ سال امن و امان رہا، لیکن اس کے بعد فتوحات کی وسعت، مالِ غنیمت کی فراوانی، وظائف کی کثرت اور دولت کی ریل پیل سے عام لوگ آسودہ حال ہو گئے۔ پھر فتنے ابھرنے لگے، امیر المومنین پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ آپ کی طبیعت چونکہ بہت نرم تھی، اس لیے فتنہ پرداز بے دھڑک اپنے مشن

میں آگے بڑھنے لگے، یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش برپا کرنے والی شر پسند، فتنہ پرداز اور فسادی جماعت کے مراکز کوفہ، بصرہ اور مصر میں تھے اور اس کے افراد پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کا شب و روز مشغلہ یہی تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فضا کو مسموم کیا جائے، تاکہ رائے عامہ کو ہموار کر کے ان سے خلافت چھین لی جائے، اگر یہ اپنے منصب سے دستبردار نہ ہوں تو انھیں قتل کر دیا جائے۔ شر پسند عناصر کا اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے روز مرہ کا معمول یہی تھا کہ امیر المومنین کے خلاف جس قدر ہو سکے زہریلا پروپیگنڈا کیا جائے، تاکہ لوگ ان کا گھیراؤ کریں اور بنو امیہ کے لیے حکومت چلانا ممکن نہ رہے۔ عبد اللہ بن سبا یہودی کی چلائی ہوئی اس تحریک میں اعراب، مؤلفۃ القلوب، منافقین، مدعیانِ نبوت اور مانعینِ زکوٰۃ کی ہمدردیاں بھی شامل ہوگئیں۔ شر پسند عناصر نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے خلاف الزامات کی جو فہرست تیار کی وہ کچھ اس طرح تھی کہ جگہ جگہ وہ یہ بات کہنے لگے، غضب خدا کا کہ عثمان بن عفّان نے سعد بن ابی وقاص، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کو ان کے عہدوں سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو نامزد کر دیا اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ملک بدر کر دیا، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بند کر دیا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر ناروا سختی کی گئی، جب کہ ان تینوں کی اسلام کے لیے قابل قدر خدمات ہیں۔ وہ ہر ملنے والے کو کہتے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ بیت المال سے امیر المومنین اپنے قریبی رشتہ داروں کو نواز رہے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ لوگوں کو یہ بھی بتاتے پھرتے کہ مدینہ منورہ میں بقیع الغرقد کی چراگاہ عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے اپنے جانوروں کے لیے مخصوص کر لی ہے اور عوام کے لیے اس کے دروازے بند کر دیے ہیں۔

پھر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بنو امیہ کا کوئی افسر بالا اگر کسی غلطی کا مرتکب ہو تو اسے کچھ نہیں کہا جاتا، اس کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی، کبھی کوئی سرزنش نہیں کی جاتی، مجرموں پر

شرعی حدود نافذ کرنے میں مجرمانہ غفلت کا انداز اختیار کیا جاتا ہے۔

یہ شر پسند بڑے ہی درد بھرے انداز میں یہ کہتے، لوگو! ذرا آنکھیں تو کھولو! عثمان رضی اللہ عنہ نے دین میں مداخلت کی جسارت کا ارتکاب بھی کیا ہے، اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہمیشہ حج کے موقع پر منیٰ میں نماز قصر ادا کرتے رہے، لیکن انھوں نے منیٰ میں پوری نماز ادا کی۔ اپنی من مانی کی اور سنت کو ترک کیا۔ یہ تمام تر الزامات فتنہ پرداز افراد کے پراگندہ ذہنوں کی اختراع تھے، جسے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ پورے ملک میں پھیلایا گیا، ان میں سے کوئی بھی الزام ایسا نہ تھا جس کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ارتکاب کیا ہو۔ ان کے جملہ حکومتی اقدامات اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی تھے۔ وہ خود دولت مند تھے، اگر کسی قریبی رشتہ دار کو مالی امداد دی تو اپنی گرہ سے دی۔ لیکن یہ بدقماش قسم کے لوگ آپ سے حسد کرتے اور کہتے کہ آپ بیت المال سے اپنے عزیز و اقارب کو نوازتے ہیں۔

جہاں تک منیٰ میں نماز پوری پڑھنے کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگو! اصل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفقاء (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی سنت ہے، لیکن (میں نے اس لیے نماز قصر نہیں کی کہ) اس سال کچھ نئے لوگ آئے ہیں، سو میں ڈرا کہ وہ اسے سنت ہی نہ سمجھ لیں۔'' [السنن الکبرٰی للبیهقي: ٥٦٤٥]

اگر آپ نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے عہدوں سے معزول کیا تو وہ وہاں کے عوام کے پُرزور مطالبہ کی بنا پر حالات پر قابو پانے کے لیے کیا، ورنہ آپ نے کسی سے کوئی ذاتی انتقام کی غرض سے اقدام نہیں کیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص، مغیرہ بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعری اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم کے خلاف اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے ہنگامہ برپا کیا تھا، حالات پر قابو پانے کے لیے انھیں معزول کیا گیا، ورنہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات کی طرف سے ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو کسی نے ملک بدر نہیں کیا، وہ خود اپنی مرضی سے مدینہ کے قریب ''ربذہ'' نامی بستی میں جا کر رہنے لگے۔

رہا یہ الزام کہ بنو امیہ کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو اہم مناصب پر فائز کر دیا گیا، تو تاریخ

شاہد ہے کہ ان نوجوانوں کی جرأت، ہمت اور قائدانہ صلاحیتوں نے اسلامی ریاست کی حدود کو اتنی وسعت دی کہ مراکش سے کابل تک کے علاقے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ ان الزامات میں کوئی حقیقت نہ تھی، یہ محض اس لیے گھڑے گئے تھے کہ لوگوں کو حکومت کے خلاف ابھارا جائے۔ آخر کار شیطانی ہتھکنڈے اثر انداز ہوئے اور ایک منصوبہ بندی کے ساتھ کوفہ، بصرہ اور مصر سے فسادی جماعت کے افراد بلوہ کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ پہنچے۔ بلوائیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کر دیا۔ ان کے لیے اس کنویں کا پانی بند کر دیا جسے انھوں نے اپنی گرہ سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا اور انھیں مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دی جس کی توسیع میں انھوں نے گہری دلچسپی لی تھی۔

مدینہ منورہ میں ہُلڑ بازی ان کا روز مرہ کا معمول بن گیا۔ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا وہ مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس جگہ گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ انھوں نے بتایا: ''یہ ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔'' ہم نے کہا: ''امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کو کافی ہوگا۔'' پھر انھوں نے کہا: ''یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین طرح کے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے، ایک وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد اس کا انکار کرے (مرتد ہو جائے)، دوسرا وہ جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے اور تیسرا وہ جو بغیر قصاص کے کسی کو قتل کرے، تو اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا، نہ زمانۂ جاہلیت میں اور نہ زمانۂ اسلام میں اور نہ ہی جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے (اسلام کی) ہدایت دی ہے اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ تو پھر وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟'' [مسند أحمد: ۶۵/۱، ح: ۴۶۸۔ أبو داؤد: ۴۵۰۲۔ ترمذي: ۲۱۵۸]

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ سے مشورہ بھی کیا، ان میں سے

بعض نے بلوائیوں کے سرغنوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا، لیکن آپ نے مدینۃ الرّسول میں خون کا ایک قطرہ بہانا بھی پسند نہیں کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بار بار بلوائیوں کو مار بھگانے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے کسی کو بھی اس کی اجازت نہ دی۔ آخر کار بعض صحابہ نے اپنے جوان بیٹوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی حفاظت پر مامور کیا۔ جن میں سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے۔ انھوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ بلوا کرنے والوں کو گھر میں داخل نہ ہونے دیا جائے، سختی سے گھر پر پہرا دیا، لیکن بلوا کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ ہر صورت اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ اپنا مشن مکمل کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی لیکن انھوں نے ایک نہ مانی۔ فتنہ پرداز اور فسادیوں کی خود سری اس قدر بڑھ چکی تھی کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ، عبد اللہ بن سلام، سعد بن ابی وقاص اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے انھیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین سے اجازت طلب کی کہ ہمیں ان ظالموں سے مقابلہ کرنے دیا جائے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں روک دیا اور ایک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں (آج) اپنے ہتھیار اور ہاتھ روک کر رکھے۔'' [مصنف ابن أبي شيبة : ٣٦١/٦، ح : ٣٢٠٣٨]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے متعدد بار قصرِ خلافت سے بلوائیوں سے مذاکرات کیے اور انھیں پند و نصائح بھی کیں، مگر ان پر کسی چیز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ پہلی دفعہ نصیحت سنتے تو اس کا اثر لیتے، لیکن جب انھیں دوبارہ وہی نصیحت کی جاتی تو ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ شورش مسلسل بڑھتی جا رہی تھی، صحابہ کرام بھی اپنے گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے تھے، آخر کار بلوائیوں میں سے ایک شخص بیتِ خلافت میں داخل ہوا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔'' ابو سعید مولیٰ ابی اُسید کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر باہر نکل گیا، پھر ایک اور آدمی

اندر داخل ہوا، جسے ''الموت الاسود'' (سیاہ موت) کہا جاتا تھا، اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا اور پھر دوبارہ آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا، پھر وہ (بدبخت) باہر نکلا اور کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی (کیونکہ وہ ضعیف العمر تھے) اور اللہ کی قسم! میں نے (بہت زور سے) ان کا گلا گھونٹا، یہاں تک کہ میں نے ان کی سانس کو (یوں اکھڑتا ہوا) دیکھا جیسے کسی سانپ کا سانس اس کے جسم میں ہوتا ہے (یعنی جیسے سانپ موت کے وقت تڑپتا ہے ایسے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تڑپے تھے)۔'' پھر ایک اور آدمی اندر آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔'' اور اس وقت قرآن مجید آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے (کھلا ہوا) تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار سے وار کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے وار کو روکنا چاہا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ ہاتھ کٹ کر جسم سے الگ ہو گیا تھا یا نہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل سورتوں (حجرات سے لے کر ناس تک) کی کتابت کی تھی۔'' پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ آپ پر جھک گئیں، اس پر ان میں سے کسی (بدبخت) نے کہا: ''اللہ اسے ہلاک کرے، اس کے کولہے کتنے بڑے ہیں۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ رضی اللہ عنہا جان گئی کہ اللہ کے یہ دشمن صرف دنیا کے حصول کا ارادہ لے کر آئے ہیں۔ [مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٥٢٠، ٥٢١، ح: ٣٧٦٧٩]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پاک کی اس آیت پر گرا:

﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [البقرة: ١٣٧]

''پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' [تاريخ المدينة المنورة: ٤/ ١٣١٠]

یہ ذوالحجہ ۳۵ ہجری عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت تھا کہ کابل سے مراکش تک پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت کے فرماں روا مظلومی و بے کسی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ]

یہ اتنا بڑا المیہ تھا کہ مسلمان آج تک اس کی اذیت ناکی سے نجات نہیں پا سکے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مظلومانہ شہادت پیش کر کے دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پوری طرح ملحوظ رکھی۔ حریفوں کے خون کی ایک بوند بھی نہیں بہائی، انھوں نے چمکتی ہوئی تلواروں کی چھاؤں میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے اس طرح جان دی کہ خود ان کے قاتل بھی شرما گئے۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے متعلق کتب احادیث و تواریخ سے مواد جمع کرتے وقت میں نے اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ صرف صحیح اور مستند روایات کو لیا جائے، ضعیف، موضوع اور بے سند واقعات سے کتاب کو محفوظ رکھا جائے۔ یوں صحتِ روایات کے ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شاندار تاریخ کو داغ دار کرنے کی سازشوں کا پوری قوت سے دفاع کیا ہے اور حتی الوسع یہ کوشش کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور آپ کے دورِ خلافت کا کوئی سبق آموز پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

''سیرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ'' کی اشاعت کے اس پُر مسرت موقع پر میں ان تمام احباب گرامی قدر کا مشکور ہوں جنھوں نے کسی بھی اعتبار سے اس کتاب کی تیاری میں تعاون کیا۔ خاص طور پر برادرِ مکرم سید تنویر الحق شاہ صاحب کہ جن کے ذوقِ تحقیق کے نتیجے میں یہ صحیح اور مستند تاریخی مجموعہ تیار ہوا ہے، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے علاوہ الشیخ جاوید الحسن صدیقی مدیر دارالاندلس اور تمام رفقائے ادارہ خصوصاً ابو عمر محمد اشتیاق اصغر، حافظ ثناء اللہ خان، حافظ احمد معاذ اصغر، ابو خزیمہ محمد شفیق، عطاء الرحمٰن طاہر اور حافظ نعمان خالد کا بھی ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو سب کے لیے نفع بخش بنائے اور اس کاوش میں میری معاونت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

سیف اللہ خالد

۱۹ جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ

باب 1

ولادت تا قبل از خلافت

- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے القاب
- عمدہ لباس اور نفاست پسندی
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں
- سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی
- مؤاخاتِ مدینہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن سے تعلق
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور علم حدیث میں احتیاط
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت
- غزوۂ بدر
- غزوۂ احد
- بیعت رضوان اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
- فتح مکہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
- غزوۂ تبوک میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار

عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے پوچھا: ''بیٹا! معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟'' میں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم، تو انھوں نے کہا:

«لَمْ يَجْمَعِ اللّٰهُ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ لِغَيْرِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُوالنُّوْرَيْنِ» [السنن الكبرى للبيهقي : ٧٣/٧، ح : ١٣٤٢٧، و إسناده صحيح]

''اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے قیامت قائم ہونے تک کسی نبی کی دو بیٹیوں کو (ایک شخص کے نکاح میں) جمع نہیں کیا سوائے عثمان بن عفان کے، چنانچہ اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ونسب

ثقہ محدث امام الجرح والتعدیل عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے: ''عثمان بن عفان بن ابی عاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔'' [كتاب الجرح والتعديل : ٦/٢٠٤، ت : ٨٨٢]

محدث شام امام ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ المعروف بہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یوں بیان کیا ہے: ''عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قُصی بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فہر بن مالک، ابوعمرو وابوعبداللہ القرشی الاموی۔'' [تاريخ دمشق : ٣٩/٣، ت : ٤٦١٩]

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

((أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ، ذُوالنُّوْرَيْنِ ، وَصَاحِبُ الْهِجْرَتَيْنِ ، وَزَوْجُ الْإِبْنَتَيْنِ ، قَدِيْمُ الْإِسْلَامِ)) [تاريخ دمشق : ٣٩/٣، ت : ٤٦١٩]

''آپ امیر المومنین، ذوالنورین، دو ہجرتیں کرنے والے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) دو بیٹیوں سے (یکے بعد دیگرے) نکاح کرنے والے اور ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنے والے ہیں۔''

کنیت

ثقہ تابعی محمد بن مسلم بن عبداللہ بن عبیداللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عبد اللہ نامی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ شروع میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت اسی بیٹے کے نام کی وجہ سے ابوعبداللہ تھی، پھر بعد میں ان کی کنیت ابوعمرو پڑ گئی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان دونوں کنیتوں کے ساتھ پکارے جاتے تھے۔'' [تاريخ دمشق : ٣٩/ ٥، وإسناده صحيح إلى الزهري۔ مستدرك حاكم : ٣/ ٩٥، ح : ٤٥٢٨]

پیدائش

حافظ ابو الفضل الکنانی رحمہ اللہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''صحیح قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ واقعۂ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔''
[الإصابة في تمييز الصحابة : ٢/ ١٢٣٨، ت : ٥٤٥٠]

اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔

حلیہ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی (گھنی اور لمبی) تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو زار و قطار رونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ثقہ تابعی ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ)) [ترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء في فظاعة القبر...... الخ : ٢٣٠٨، وإسناده حسن لذاته۔ شعب الإيمان للبيهقي : ٧/ ٣٥٢، ح : ١٠٥٥٣۔ كتاب الزهد لإمام هناد ابن السري : ١/ ٢١١، ح : ٣٤٤۔ مسند أحمد : ١/ ٦٣، ٦٤، ح : ٤٥٤۔ مستدرك حاكم : ٤/ ٣٣٠، ٣٣١، ح : ٧٩٤٢]

''عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو زار و قطار روتے، یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔''

ثقہ محدث عبدالرحمٰن بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَهُوَ يَبْنِي الزَّوْرَاءَ وَقَدْ صَفَّرَ لِحْيَتَهُ » [الآحاد والمثاني لإمام ابن أبي عاصم : ۸۱/۱ ، ح : ۱۲۲ ، وإسناده صحيح۔ مصنف ابن أبي شيبة : ۱۸۵/۵ ، ح : ۲۵۰۲۵ ، و إسناده صحيح]

''میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (شہباء نامی) خچر پر سوار دیکھا، اس وقت آپ مقام زوراء کی تعمیر میں مصروف تھے اور آپ نے اپنی ڈاڑھی کو زرد خضاب لگایا ہوا تھا۔''

والدہ

ثقہ محدث امام محمد بن سعد رحمہ اللہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نسب نامہ یوں بیان کرتے ہیں: ''اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔'' [الطبقات لابن سعد : ۳۹/۳ ، ت : ۱۹]

امام ابن سعد رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی محترمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

« أُمُّ الْحَكِيْمِ وَهِيَ الْبَيْضَاءُ بِنْتُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ » [الطبقات لابن سعد : ۳۹/۳۔ تاريخ دمشق : ۸/۳۹ ، و إسناده صحيح إلى ابن سعد]

یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی کی کنیت أم الحکیم اور نام بیضاء ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔ اس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے القاب

ذوالنورین

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ یرموک کے دن اہلِ کتاب کی بعض کتب میں یوں لکھا ہوا پایا:

((عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ أُوْتِيَ كِفْلَيْنِ مِنَ الرَّحْمَةِ لِأَنَّهُ يُقْتَلُ، أَصَبْتُمْ اسْمَهُ)) [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١٠٣/١، ح : ٧٤، و إسناده صحيح إلى عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما]

''عثمان ذوالنورین ہیں، انھیں اللہ کی رحمت سے دگنا اجر عطا کیا جائے گا، کیونکہ انھیں شہید کیا جائے گا۔ تم نے انھیں ذوالنورین کہنے کی وجہ سے درست بات کو پالیا ہے۔''

عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے پوچھا: ''بیٹا! معلوم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟'' میں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم، تو انھوں نے کہا:

((لَمْ يَجْمَعِ اللّٰهُ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ لِغَيْرِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُوالنُّوْرَيْنِ))

[السنن الكبرى للبيهقي : ٧٣/٧، ح : ١٣٤٢٧، و إسناده صحيح ، أحمد بن سهل وثقه الخليلي والحاكم والذهبي بتصحيح أحاديثه۔ الإرشاد ، ص : ٣٨٥۔

مستدرك حاكم: ٢٤٨/٢، ح: ٢٩٨]

''اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے قیامت قائم ہونے تک کسی نبی کی دو بیٹیوں کو (ایک شخص کے نکاح میں) جمع نہیں کیا سوائے عثمان بن عفان کے، چنانچہ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

الامین

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے القابات میں سے ایک لقب ''الامین'' بھی ہے، یہ لقب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے عطا ہوا تھا۔ چنانچہ ثقہ تابعی ابو حبیبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو میں ان کے پاس گیا، میں نے وہاں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس بات کی اجازت لیتے ہوئے سنا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع میں کچھ کہیں۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد بیان کرنے کے بعد کہنے لگے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے:

«إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا، أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً»

''تم لوگ ضرور میرے بعد فتنہ اور اختلاف دیکھو گے، یا یہ فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ دیکھو گے۔''

(یہ سن کر) صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! (اس وقت) ہمارے لیے (قائد) کون ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ» [مسند أحمد: ٣٤٤/٢، ٣٤٥، ح: ٨٥٤١، و إسناده حسن لذاته۔ بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث: ٩٠٠/٢، ح: ٩٧٨۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري: ١١٠٥/٣]

''تم اس امین شخص اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔''

عمدہ لباس اور نفاست پسندی

ثقہ تابعی عامر بن عبدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ایک رات میں نے مقام ابراہیم میں قیام کیا تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہاں ایک شخص سفید لباس میں ملبوس عمدہ خوشبو لگائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، جب کبھی اس آدمی کو غلطی لگتی تو وہاں موجود دوسرا آدمی اسے لقمہ دے دیتا اور یہ (خوش نصیب) شخص سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔'' [تاریخ دمشق : ٣٩/ ٢٣٤، و إسناده صحیح۔ أخبار مكة للفاكهي : ٣/ ٧٢، ح : ٩٥٩]

ثقہ تابعی احنف بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے ایک زرد رنگ کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کے ساتھ انھوں نے اپنا سر بھی ڈھانپا ہوا تھا۔'' [السنن الکبریٰ للنسائي : ٣/ ٣١، ح : ٤٣٩١، و إسناده حسن لذاته۔ أنساب الأشراف : ٦/ ١٠٣۔ و صححه ابن حبان (٦٩٢٠) والضياء المقدسي (١/ ٤٧٤، ٤٧٥، ح : ٣٤٩)]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر، وہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

((فَوَاللّٰهِ ! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ)) [مستدرك حاكم : ٣٤٩/٤، ح : ٨٠٢٨، وإسناده صحيح، قال الحاكم : "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه " ووافقه الذهبي ، وصححه ابن الجارود (ح : ٨٣٦) وحسنه الترمذي (٢٠٨٤)۔ مسند أحمد : ٦١/١، ح : ٤٣٧، وصححه الضياء المقدسي (٤٤٢/١ تا ٤٤٤ ، ح : ٣١٨ ، ٣١٩)]

''اللہ کی قسم ! میں نے نہ زمانۂ جاہلیت میں کبھی زنا کا ارتکاب کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد۔''

قبول اسلام

ثقہ تابعی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شروع میں اسلام قبول کرنے والے خوش نصیب افراد میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔
[السيرة النبوية لإمام محمد بن إسحاق : ٤٥/١، ص : ١٨٤، وإسناده حسن لذاته إلى محمد بن إسحاق]

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی

ثقہ تابعی امام محمد المعروف بہ ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زمانۂ جاہلیت میں شادی کی تھی۔'' [تاريخ دمشق : ٥/٣٩، و إسناده صحيح إلى الزهري۔ مستدرك حاكم : ٩٥/٣، ح : ٤٥٢٨]

رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت حبشہ

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب حبشہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے ہمراہ ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں، پھر دونوں میاں بیوی نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔'' [الآحاد والمثاني، ص : ٢٢، و إسناده حسن لذاته إلى الزهري]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے ایک موقع پر کہا:

((وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ)) [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٦، ٣٨٧٢]

''میں نے پہلی دو ہجرتیں کی ہیں، جیسا کہ تو نے خود کہا ہے۔''

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر وہ دونوں مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پھر دونوں نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔'' [مستدرك حاكم : ٦٢٢/٢، ح : ٤٢٤٦، وإسناده حسن لذاته إلى الزهري]

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے موقع پر مجھے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار ہونے کی وجہ سے ان کے پاس (مدینہ ہی میں) چھوڑ گئے تھے۔ تو (ایک دن) سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ میں فتح بدر کی خوش خبری سنانے آئے۔'' سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے شور کی آواز سنی تو میں باہر آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ (میرے والد محترم) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (فتح بدر کی) خوش خبری سنا رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا اس وقت تک یقین نہیں آیا یہاں تک کہ ہم نے قیدیوں کو دیکھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔'' [السنن الکبری للبیهقي، کتاب السیر، باب البشارة في الفتوح: ١٣/ ٥٦٦، ٥٦٧، ح: ١٩٠٩٧، و إسناده صحیح۔ دلائل النبوة للبیهقي: ٣/ ١٣٠، ١٣١۔ مستدرك حاکم: ٣/ ٢١٧، ٢١٨، ح: ٤٩٥٩۔ التاریخ الأوسط للبخاري: ١/ ٤٤، ٤٥، وإسناده صحیح]

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی کنیت ہی سے معروف تھیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے مصعب الزبیری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نام اُمیہ تھا۔ آپ عمر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ [مستدرك حاكم : ٤٨/٤ ، ح : ٦٨٥٧، وإسناده حسن لذاته إلى الزبيري]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا کہا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! کیا میں تجھے ایسا داماد نہ بتاؤں جو تیرے لیے عثمان سے بہتر ہو اور عثمان کو ایسا سسر نہ بتاؤں جو اس کے لیے تجھ سے بہتر ہو؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''کیوں نہیں، یا رسول اللہ!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ، وَأُزَوِّجُ عُثْمَانَ ابْنَتِيْ)) [مستدرك حاكم : ١٠٦/٣، ح : ٤٥٦٩، و إسناده حسن لذاته، و قال الحاكم "هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه۔" الأحاديث المختارة للضياء المقدسي : ٤٦٢/١ ، ح : ٣٣٧ وقال الضياء المقدسي " هذا إسناد لا بأس.... ۔" دلائل النبوة للبيهقي : ١٥٩/٣]

''تو اپنی بیٹی (حفصہ) کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کر دیتا ہوں۔''

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ [ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت : ١٤٥٨، وإسناده صحيح]

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ۹ ہجری میں وفات پائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین کے وقت ان کی قبر کے پاس بیٹھے۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (ام کلثوم) کے جنازے میں شریک ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں اشکبار تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ ؟)) ''تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو آج رات اپنی بیوی کے پاس نہ گیا ہو؟'' تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا)) ''تم اس کی قبر میں اترو۔'' چنانچہ وہ قبر میں اترے اور انھیں لحد میں رکھا۔ [بخاري ، كتاب الجنائز ، باب من يدخل قبر المرأة : ١٣٤٢]

مؤاخاتِ مدینہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

مضبوط و پائیدار اسلامی معاشرہ کی بنیاد و تاسیس جن بنیادی چیزوں پر ہے ان میں اُخوت و مودّت اور ایثار و قربانی کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے، تو شاید یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّلین انجام دیے تھے ان میں ایک کام یہی اُخوت و بھائی چارے کا قیام تھا۔

چنانچہ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَلَا أَمْوَالَ لَنَا، فَوَجَدْنَا الْأَنْصَارَ نِعْمَ الْأَخْوَانَ فَوَاخَيْنَاهُمْ وَ أَوْرَثْنَاهُمْ، فَأَخَى أَبُوْ بَكْرٍ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَ آخَى عُمَرُ فُلَانًا وَ آخَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ زُرَيْقِ بْنِ سَعْدٍ الزُّرَقِيِّ وَ يَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ غَيْرَهُ)) [تفسير ابن أبي حاتم : ۹/ ۳۱۱٤، ح : ۱۷۵۸۳، و سنده حسن لذاته ـ تفسير ابن كثير : ۳۸۱/٦، تحت سورة الأحزاب : ٦]

”جب ہم (مکہ چھوڑ کر) مدینہ آئے تو ہمارے پاس کوئی مال نہیں تھا، یہاں ہماری ملاقات انصار سے ہوئی جو بہترین بھائی تھے، تو ہم نے انھیں بھائی بنایا اور انھیں وارث بنایا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فلاں شخص کو بھائی بنایا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بنو زریق بن سعد الزرقی میں سے ایک آدمی کو (اپنا) بھائی بنایا اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ (اسے نہیں بلکہ) فلاں کو بھائی بنایا تھا۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن سے تعلق

قرآن کریم کی تعلیم کا بہترین انداز

ثقہ تابعی ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ اپنے دورِ طالب علمی کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

((إِنَّا أَخَذْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَنْ قَوْمٍ أَخْبَرُوْنَا أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا تَعَلَّمُوْا عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُجَاوِزُوْهُنَّ إِلَى الْعَشْرِ الْأُخَرِ حَتّٰى يَعْلَمُوْا مَا فِيْهِنَّ فَكُنَّا نَتَعَلَّمُ الْقُرْآنَ وَالْعَمَلَ بِهِ)) [الطبقات الكبرى لابن سعد : ١٧٢/٦ ، وإسناده صحيح۔ فضائل القرآن لإمام أبي جعفر الفريابي : ١٦٥/١ ، ح : ١٥٣ ، وإسناده صحيح۔ البدع لإمام محمد بن وضاح : ٢٦٨/١ ، ح : ٢٥٢]

"یقیناً ہم نے یہ قرآن ایسی قوم سے حاصل کیا ہے جنھوں نے ہمیں خبر دی کہ جب وہ دس آیات سیکھ لیتے تو اگلی دس آیات تب تک نہیں سیکھتے تھے جب تک انھیں ان (سیکھی ہوئی) آیات میں موجود اوامر ونواہی کا پتا نہ چل جاتا تھا، سو ہم نے قرآن کا علم اور اس پر عمل دونوں چیزیں اکٹھی سیکھی ہیں۔"

ثقہ تابعی ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

[دیکھیے بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه : ٥٠٢٧۔ ترمذي : ٢٩٠٨، وقال هذا حديث حسن صحيح]

ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))

''تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں:

((إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ)) [بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خير كم من تعلم القرآن و علمه : ٥٠٢٧، ٥٠٢٨]

''یقیناً تم میں سے سب سے افضل شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔''

کاتبِ قرآن ہونے کا اعزاز

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مذکورہ بالا فرمان عالی شان پر تمام زندگی بلکہ رتبۂ شہادت پر فائز ہوتے وقت بھی عمل پیرا رہے، چنانچہ ابوسعید مولیٰ ابی اُسید رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری لمحات کے متعلق فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس (جب باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا) ایک شخص آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ((بَيْنِي وَ بَيْنَكَ كِتَابُ اللّٰهِ)) ''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔'' تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر باہر نکل گیا، پھر ایک اور آدمی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جسے ''الموت الاسود'' (کالی موت) کہا جاتا تھا، اس نے آکر آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا اور پھر (دوبارہ) آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا، پھر وہ باہر نکل آیا اور کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی (کیونکہ وہ ضعیف العمر تھے) اور اللہ کی قسم! میں نے (بہت زور سے) ان کا حلق دبایا، یہاں تک کہ میں نے ان کے سانس کو (یوں اکھڑتا ہوا) دیکھا جیسے کسی سانپ کا سانس اس کے جسم میں ہوتا ہے (یعنی جیسے سانپ موت کے وقت تڑپتا ہے ایسے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تڑپے تھے)۔'' پھر ایک اور آدمی آیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بھی کہا: ((بَيْنِي وَ بَيْنَكَ كِتَابُ اللّٰهِ)) ''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔'' اور اس وقت قرآن مجید سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے (کھلا

ہوا) تھا۔ لیکن اس (بد بخت) نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے سے اس کے وار سے بچنا چاہا لیکن اس (ظالم) نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔ ابوسعید مولیٰ أبي اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مجھے نہیں معلوم کہ اس ظالم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹ کر الگ کر دیا تھا یا پھر ان کا ہاتھ کٹا تھا لیکن الگ نہیں ہوا تھا۔'' تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (اس بد بخت سے) فرمایا:

«أَمَا وَاللّٰهِ ! إِنَّهَا لَأَوَّلُ كَفٍّ قَطُّ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ» [مصنف ابن أبي شيبة : ۵۲۰/۷ ، ۵۲۱ ، ح : ۳۷۶۷۹، وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة زوائد عبد الله : ۵۷۴/۱ تا ۵۷۶ ، ح : ۷۶۵۔ تاريخ طبري: ۶۷۱/۲، و أبو سعيد مولى أبي أسيد، قال ابن مندة فيه "له صحبة۔" فتح الباب في الكنى والألقاب : ۲۶۲/۱ ، ت : ۳۲۰۲]

''سن لو، اللہ کی قسم! یہی وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے مفصل سورتوں (سورۂ حجرات سے لے کر آخر قرآن تک) کو لکھا تھا۔''

چنانچہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے قرآن کے بہت بڑے حصے کو تحریر کیا تھا جو کسی اعزاز سے کم نہیں ہے۔

سورۂ یوسف کی قراءت کا معمول

ثقہ تابعی فرافصہ بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«مَا أَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِيَّاهَا، فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا» [موطأ إمام مالك، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح : ۳۵، و إسناده صحيح۔ مسند الشافعي: ۲۱۵/۱، ح : ۱۰۴۶۔ السنن الكبرى للبيهقي : ۳۸۹/۲، تحت ح : ۳۸۲۷۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : ۱۸۲/۱، ح : ۱۰۰۰، و فُرافِصة بن عمير الحنفي "ثقة صدوق" قال العجلي "ثقة۔" معرفة الثقات : ۲۰۴/۲ ، ت : ۱۴۷۶ وذكره ابن حبان في الثقات : ۲۹۹/۵ ۔ أخرج عنه مالك في الموطأ وهو ثقة

عند يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي۔ المعرفة والتاريخ : ١/ ٤٢٥، ٣٤٩]

”میں نے سورۂ یوسف عثمان رضی اللہ عنہ کے قراءت کرنے کی وجہ سے یاد کی ہے۔ وہ صبح کی نماز میں اسے کثرت سے تلاوت فرماتے تھے اور اسے بار بار ہمارے لیے پڑھتے تھے۔“

بحیثیتِ خلیفہ رعایا سے قرآن کے متعلق سوال کرنا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی رعایا سے پوچھا کرتے تھے کہ انھیں کتنا قرآن یاد ہے۔ چنانچہ ثقہ تابعی عبد الرحمن بن ابو عمرہ الانصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے: ”سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو انھوں نے دیکھا کہ ابھی نمازی کم ہیں تو مسجد کے ایک کونے میں لیٹ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ نمازی زیادہ ہو جائیں۔ اس دوران ان کے پاس عبدالرحمن بن ابو عمرہ رحمہ اللہ آئے اور ان کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ((مَنْ هُوَ؟)) ”آپ کون ہیں؟“ انھوں نے اپنے بارے میں بتایا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ؟)) ”آپ کو قرآن کتنا یاد ہے؟“ تو انھوں نے اپنے بارے میں (جو قرآن یاد تھا) بتایا، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

((مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ، وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً)) [موطأ إمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب ما جاء في العتمة والصبح : ٧، وإسناده صحيح۔ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ٢/ ٣٥٩، ح : ٧١٨، مفهومًا]

”جو عشاء کی نماز میں حاضر ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جو صبح (فجر) کو حاضر ہوا گویا اس نے رات بھر قیام کیا۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور علم حدیث میں احتیاط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد رکھنا اور انھیں آگے بیان کرنا بہت فضیلت اور عظمت والا کام ہے، لیکن یاد رہے کہ علم حدیث کا معاملہ بہت نازک اور احتیاط طلب ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ » [ترمذي، كتاب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع : ٢٦٥٧۔ ابن ماجه : ح : ٢٣٢۔ ابن حبان : ٦٩، و إسناده حسن لذاته]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے ہماری کوئی بات سنی، پھر اسے (دوسرے لوگوں تک) ایسے ہی پہنچایا جس طرح اس نے اسے سنا تھا۔ بعض اوقات جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔''

شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی بعض نے کم احادیث بیان کی ہیں۔ اگرچہ تمام صحابہ یقیناً عادل و سچے ہیں، لیکن پھر بھی بعض نے بہت محتاط پہلو اختیار کیا ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی علم حدیث کے بارے میں بہت احتیاط برتتے تھے، جیسا کہ حسین بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

« وَاللّٰهِ ! مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ أَوْعَى أَصْحَابِهِ عَنْهُ، وَلٰكِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ » [مسند أحمد: ١/ ٦٥، ح: ٤٦٩، وإسناده حسن لذاته۔ المسند المستخرج لأبي نعيم: ١/ ٤٤، ح: ٢١، وإسناده حسن لذاته]

''اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے سے یہ چیز مانع نہیں ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں کی نسبت کم احادیث یاد ہیں، بلکہ (وجہ یہ ہے کہ) میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ ضرور اپنا ٹھکانا جہنم کی آگ بنا لے۔''

ثقہ محدث امام ابونعیم رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اس سنہری گفتگو پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت روایات کے بیان سے بچنے میں باوجود اس بات کے کہ وہ خود اپنے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث ازبر ہیں، اس چیز پر کافی و شافی دلیل ہے کہ یقیناً ہر وہ شخص جس نے جان بوجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کی جو آپ نے نہ کہی ہو تو ایسا شخص مجموعی طور پر اس وعید میں شامل ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں جھوٹ بولنے والے آدمی کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے۔ [المسند المستخرج: ١/ ٤٤، تحت ح: ٢١]

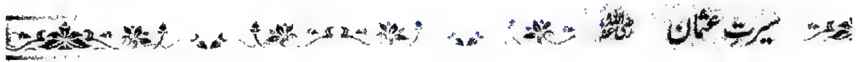
ثقہ تابعی عمرو بن میمون رحمہ اللہ اپنے استاذ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایات بیان کرتے ہیں۔'' [المعجم الكبير للطبراني: ١/ ٩٢، ح: ١٤٩، وإسناده حسن لذاته، زياد بن عبد الله البكائي ثقة صدوق، وثقه الجمهور، و زكريا بن يحيى زحمويه ثقة صدوق قال ابن حبان فيه "وكان من المتقنين في الروايات" انظر الثقات (٨/ ٢٥٣)]

رسول اللہ ﷺ کی رفاقت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت سازی میں نمایاں کردار ادا کرنے، آپ کی صلاحیتوں کو جِلا بخشنے، زندگی میں انقلاب برپا کرنے اور آپ کو باوقار بنانے والا اہم ترین عنصر رسول اللہ ﷺ کی صحبت تھی۔ آپ قرآن کریم اور سنت مطہرہ کو براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے سیکھنے کے بے حد مشتاق تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی رفاقت کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

« فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه: ٣٦٩٦۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل: ١/٥٩٧، ح: ٧٩١، و إسناده صحيح]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں سے تھا۔ میں اس حق پر ایمان لایا جسے دے کر آپ ﷺ کو بھیجا گیا تھا اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیسا کہ تو نے کہا ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کی صحبت میں رہا،



اللہ کی قسم! میں نے کبھی آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی آپ سے خیانت ہی کا ارتکاب کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔“

غزوۂ بدر

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینے ہی میں چھوڑ گئے، کیونکہ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی مدینہ ہی میں چھوڑ گئے تھے۔ اس دوران سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رات کو وفات پا گئیں۔ جب صبح کے وقت انھوں نے اسے دفن کیا تو انھوں نے اللہ اکبر کی گونج سنی، تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے والد سیدنا زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہیں اور لوگوں کو غزوۂ بدر کی فتح کی خوش خبری سنا رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لوگوں کو اس وقت تک فتح کا (کامل) یقین نہ آیا جب تک انھوں نے کفار کے قیدیوں کو بندھا ہوا نہ دیکھ لیا۔'' [التاریخ الأوسط للبخاري: ۱/ ۳۰۰، ح: ۵۷، و إسناده صحيح۔ السنن الكبرٰى للبيهقي: ۹/ ۱۷٤، و إسناده صحيح]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کسی سستی یا بزدلی کی وجہ سے غزوۂ بدر سے پیچھے نہیں رہے تھے، جیسا کہ آپ کی ذات پر طعن کرنے والے گمراہ لوگوں کا خیال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور اپنی اہلیہ کی عیادت کی۔ جو مقام و مرتبہ اہلِ بدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کرتے ہوئے بدر میں شریک ہو کر حاصل کیا وہی اعزاز اور مقام و مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حاصل کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر غزوۂ بدر کے لیے چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کے لیے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس رہنے کا حکم دیا۔ ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنا اور غزوۂ بدر سے پیچھے رہنا ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فرض تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی مقرر فرمایا اور مقام و مرتبے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کی وجہ سے آپ کو بدری صحابہ میں برابر کا شریک کیا۔ چنانچہ عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے ایک لمبی روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مصر سے حج کی غرض سے بیت اللہ آیا اور اس نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں آپ کو اس مقدس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، کیا آپ کو علم ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بدر سے غائب تھے، وہاں حاضر نہیں تھے؟ اسے جواب دیتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں! لیکن بدر سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری تھی، جو آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا:

« إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٩، ٤٠٦٦]

”(اس کی تیمار داری کرو) تمھارے لیے اتنا ہی اجر و ثواب اور (مال غنیمت میں سے) حصہ ہے جتنا بدر میں شریک ہونے والے کے لیے ہے۔“

امام زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ نکالا وہ یقیناً حاضر شمار کیا جائے گا۔“ [تثبيت الإمامة وترتيب الخلافة لأبي نعيم : ١١٥/١، و إسناده حسن لذاته إلى زائدة بن قدامة]

لہٰذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بالاتفاق بدری صحابی ہیں۔

مستدرک حاکم کی روایت میں غزوۂ بدر کے مال غنیمت کے بارے میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مال غنیمت میں حصہ مقرر کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے کسی بھی ایسے آدمی کا حصہ مقرر نہیں کیا جو غزوہ سے غیر حاضر تھا۔ [دیکھیے مستدرك حاکم : ۹۸/۳، ح : ٤٥٣٨، و إسناده صحيح]

غزوۂ احد

غزوۂ احد میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو مسلمانوں کا پلڑا بھاری رہا۔ جنگ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ ان کی شمشیروں نے مشرکین کے چھکے چھڑا دیے اور مشرکوں کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے عَلَم برداروں پر مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں بجلیاں بن کر گر رہی تھیں اور وہ ایک ایک کر کے مارے جا رہے تھے، بالآخر ان کا عَلَم زمین بوس ہوا اور مشرکین میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ وہ عورتیں جو اپنے جنگجوؤں کو اشعار گا گا کر دادِ شجاعت دے رہی تھیں اور ان کے حوصلے بڑھا رہی تھیں، وہ اب خوف کے مارے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھائے ہوئے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں۔

لیکن اچانک جنگ کا پانسا اس وقت پلٹا جب درّے پر مقرر پچاس (۵۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کے باوجود اپنی ذمہ داری میں کوتاہی برتی اور درّہ چھوڑ کر مالِ غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا۔ ادھر خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل نے ایک جنگی چال چلی۔ وہ فوراً سنبھل گئے اور شہسواروں کو لے کر اس درّے کے پیچھے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے درّے پر موجود باقی رہ جانے والے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا، جن میں ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کو اس حملے کا گمان بھی نہ تھا، وہ غنیمتیں اکٹھی کرنے میں مصروف تھے۔ مسلمان اس اچانک ہونے والے حملے کی تاب نہ لا سکے۔ اب مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا۔ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور کچھ شکست خوردہ ہو کر مدینے کی طرف نکل گئے اور جنگ ختم ہونے کے بعد

واپس آئے۔ ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جو گروہ پسپا ہو کر مدینے کی طرف نکل گیا تھا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل فرمائیں، جن کی تلاوت قیامت تک کی جاتی رہے گی کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا ہے، فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾

[آل عمران : ۱۵۵]

”بے شک وہ لوگ جو تم میں سے اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتیں بھڑیں، شیطان نے انھیں ان بعض اعمال ہی کی وجہ سے پھسلایا جو انھوں نے کیے تھے اور بلاشبہ یقیناً اللہ نے انھیں معاف کر دیا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت بردبار ہے۔“

ایک مصری نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ احد والے دن میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے تھے؟“ تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس مصری کو جواب دیتے ہوئے کہا:

« تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَ غَفَرَ لَهُ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٩]

”ادھر آؤ، میں تجھے اس کی وضاحت بیان کرتا ہوں، احد سے فرار کے متعلق تو میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور انھیں بخش دیا ہے۔“

ثقہ تابعی حبیب بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک (مصری) شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا: ”کیا وہ غزوۂ بدر میں موجود تھے؟“ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ”نہیں۔“ اس نے پھر سوال کیا: ”کیا وہ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے؟“ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”نہیں۔“ اس نے پھر

پوچھا: ''(غزوۂ احد کے دن) جب لشکر آپس میں ٹکرائے تھے تو کیا وہ بھاگنے والوں میں سے تھے؟'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہاں!'' تو اس شخص نے اللہ اکبر کہا اور چلا گیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: ''یہ آپ نے کیا کیا؟ یہ (بدبخت) جائے گا اور لوگوں سے کہے گا کہ آپ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی توہین وتنقیص کی ہے۔'' تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ''اس شخص کو دوبارہ میرے پاس بلاؤ۔'' پھر جب وہ شخص آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ''جو سوال تو نے مجھ سے کیے تھے کیا اب وہ تجھے یاد ہیں؟'' اس نے کہا: ''میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) غزوۂ بدر میں حاضر تھے؟ تو آپ نے کہا، نہیں۔'' اب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی ایک ضرورت کی وجہ سے پیچھے چھوڑا تھا اور مال غنیمت میں سے ان کا حصہ بھی نکالا تھا۔'' اس شخص نے کہا: ''میں نے آپ سے (دوسرا سوال یہ) پوچھا تھا کہ کیا عثمان (رضی اللہ عنہ) بیعت رضوان میں موجود تھے؟ تو آپ نے کہا، نہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی ضرورت کے لیے (مکہ) بھیجا تھا اور پھر اپنے ایک ہاتھ کو (بیعت کے لیے) دوسرے ہاتھ پر رکھا تھا، تو اب ان دونوں ہاتھوں میں سے کون سا ہاتھ افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا؟'' اس آدمی نے کہا: ''میں نے آپ سے (آخری سوال یہ) پوچھا تھا کہ جب (غزوۂ احد کے دن) دو لشکر آپس میں ٹکرائے تو کیا عثمان (رضی اللہ عنہ) بھی بھاگ جانے والوں میں موجود تھے؟ تو آپ نے کہا، ہاں۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾ [آل عمران: ١٥٥]

''شیطان نے انھیں ان بعض اعمال ہی کی وجہ سے پھسلایا جو انھوں نے کیے تھے اور بلاشبہ یقیناً اللہ نے انھیں معاف کر دیا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت بردبار ہے۔''

پھر سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا:

«اِذْهَبْ فَاجْهَدْ عَلٰى جَهْدِكَ» [صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، باب ذكر بيعة المصطفى ﷺ ... الخ : ٦٩٠٩، وإسناده صحيح۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٣٦٤/٦، ح : ٣٢٠٣٢۔ مستدرك حاكم : ٩٨/٣، ح : ٤٥٣٨، وقال هذا حديث صحيح الإسناد و صححه ابن حبان و وافقهما الذهبي]

''جاؤ اور (میرے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں) جو کر سکتے ہو کر لو۔''

بعض روایات میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے صلح حدیبیہ کے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف بھیجا تو فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَتِكَ وَ حَاجَةِ رَسُوْلِكَ»

''اے اللہ! عثمان تیرے اور تیرے رسول (کے دین) کی ضرورت و حاجت میں ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اور خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی۔[مصنف ابن أبي شيبة : ٣٦٤/٦، ح : ٣٢٠٣٢، و إسناده صحيح]

بیعتِ رضوان اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل مصر میں سے ایک شخص آیا، اس نے بیت اللہ کا حج کیا تو لوگوں کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''یہ قریش ہیں۔'' اس نے پوچھا: ''ان میں یہ بزرگ کون ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔'' مصری نے کہا: ''اے عبداللہ بن عمر! میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اُحد کے دن میدان سے بھاگ نکلے تھے؟'' انھوں نے فرمایا: ''ہاں! (ایسا ہی ہوا تھا)۔'' پھر اس نے پوچھا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ جنگ بدر سے بھی غائب تھے، اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہاں! (وہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے)۔'' پھر اس نے کہا: ''کیا آپ اس سے آگاہ ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟'' انھوں نے فرمایا: ''ہاں! (جانتا ہوں)۔'' تب اس شخص نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ادھر آ، میں تجھے ان باتوں کی وضاحت بیان کرتا ہوں، احد سے بھاگ جانے کی بابت تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور انھیں بخش دیا۔ رہا بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونا، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں، وہ ان دنوں بیمار ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ »

"(تم ان کی تیمار داری کرو) تمھیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا۔" باقی رہا ان کا بیعت رضوان سے غائب رہنا، تو بات یہ ہے: ((فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ)) "اگر کوئی شخص مکہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ باعزت ہوتا تو آپ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی جگہ اسے مکہ کی طرف روانہ کرتے۔" لہٰذا انھیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تو آپ چلے گئے اور جب بیعت رضوان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اسے اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا اور فرمایا: ((هٰذِهِ لِعُثْمَانَ)) "یہ عثمان کی بیعت ہے۔" پھر سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے فرمایا: "اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔" [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٩]

بعض روایات میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تو فرمایا:

((إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهِ)) [مستدرك حاكم : ٩٨/٣، ح : ٤٥٣٨، و إسناده صحيح]

"(اے اللہ!) بے شک عثمان تیرے اور تیرے رسول (کے دین) کی ضرورت و حاجت کے لیے گیا ہے۔"

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مکہ مکرمہ میں شہادت کی افواہ کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشرکین مکہ سے قتال کے سلسلے میں بیعت کی دعوت دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی، جیسا کہ یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا:

((يَا أَبَا مُسْلِمٍ! عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ))

[بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب البيعة في الحرب ...... الخ : ٢٩٦٠]

''اے ابو مسلم! اس دن تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے تھے؟'' انھوں نے کہا: ''موت پر۔''

اس دن صرف ایک آدمی جد بن قیس انصاری نے بیعت نہیں کی۔ [دیکھیے مسلم، كتاب الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام ... الخ : ١٨٥٦/٦٩۔ مسند أحمد : ٣٩٦/٣، ح : ١٥٢٥٩]

ایک روایت میں ہے کہ یہ بیعت عدم فرار پر تھی، جیسا کہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے درخت والے دن اپنے آپ کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو میں درخت کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو آپ کے سر سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس دن ہماری تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) تھی، ہم نے یہ بیعت مرنے پر نہیں بلکہ اس بات پر کی تھی کہ ہم میدان جنگ سے راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔'' [مسلم، كتاب الإمارة ، باب استحباب مبايعة الإمام... الخ : ١٨٥٨]

بہرحال ان روایات میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ موت کی بیعت کا مطلب بھی عدم فرار کی بیعت ہی ہے۔

قرآن کریم میں بھی ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ آیا ہے جنھوں نے بیعتِ رضوان میں شرکت کی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ [الفتح : ١٠]

''بے شک وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، پھر جس نے عہد توڑا تو درحقیقت وہ اپنی ہی جان پر عہد توڑتا ہے اور جس نے وہ بات پوری کی جس پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ اسے جلد ہی بہت بڑا اجر دے گا۔''

اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾ [الفتح : ١٨]

''بلاشبہ یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔''

فتح مکہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

فتح مکہ کے موقع پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں چھپ گیا۔ جب عام معافی اور بیعت کا اعلان ہوا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور اس سے بیعت لینے کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا، ہر بار آپ کی نظر سے انکار جھلک رہا تھا۔ اس کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو وہ اٹھ کر اسے قتل کر دیتا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ کیوں نہیں کیا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی نبی کے لیے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔''

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مصعب بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد محترم (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں: ''جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان چھ لوگوں کے بارے میں) فرمایا:

«أُقْتُلُوْهُمْ وَ إِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِيْنَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ»

''اگر تم انھیں کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا پاؤ تب بھی قتل کر دو۔''

(وہ چار مرد یہ تھے) عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صُبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا پایا گیا، تو سیدنا سعید بن حریث رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس کی طرف لپکے۔ سعید رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے پہنچ گئے، کیوں کہ وہ عمار رضی اللہ عنہ کی نسبت جوان تھے اور انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صُبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا، تو کشتی والوں کو بہت تیز ہوا کا سامنا کرنا پڑا۔ (جب کشتی طوفان میں پھنس گئی تو) کشتی والے کہنے لگے: ''اب خالص اللہ کو پکارو، کیونکہ تمھارے معبود (بت وغیرہ) یہاں (طوفان میں) تمھیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔'' عکرمہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! اگر سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے علاوہ نجات نہیں تو خشکی میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے جس میں میں پھنس چکا ہوں، بچا لے تو میں ضرور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انھیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پاؤں گا۔'' پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی سرح، تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کرنے کے لیے بلایا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے اور اسے آپ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کی: « يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! بَايِعْ عَبْدَ اللّٰهِ » ''اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور تین بار اس کی طرف دیکھا، ہر بار آپ کی نظر سے انکار جھلک رہا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لے لی۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

« أَمَا فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِيْ قَدْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ »

''کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو کوئی شخص اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔''

انھوں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ کیوں نہیں کیا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ » [نسائي، كتاب المحاربة، باب الحكم في المرتد : ٤٠٧٢، و إسناده حسن لذاته۔ أبو داوٗد : ٢٦٨٣۔ مستدرك حاكم : ٤٥/٣، ح : ٤٣٦٠ ۔ مسند أبي يعلٰى : ١٠٠/٢ تا ١٠٢، ح : ٧٥٧۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٤٠٥/٧، ح : ٣٦٩٠٢]

''کسی نبی کے لیے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''عبداللہ بن سعد بن ابوسرح اللہ کے رسول ﷺ کا کاتب تھا تو شیطان نے اسے بہکایا اور وہ کفار سے جا ملا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پناہ دے دی۔'' [أبو داوٗد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن ارتد : ٤٣٥٨، وإسناده حسن لذاته۔ نسائي: ٤٠٧٤]

سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری عمل کے بارے میں ثقہ تابعی یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رضی اللہ عنہ اپنے آخری ایام میں فتنوں سے بھاگتے پھرتے تھے اور بوقت وفات وہ رملہ میں قیام پذیر تھے، تو وفات کی رات وہ اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہے تھے: ''ابھی صبح ہوئی کہ نہیں؟'' انھوں نے کہا، نہیں، پھر جب صبح ہونے لگی تو انھوں نے کہا: ''میں صبح کے وقت کی ٹھنڈک پا رہا ہوں، لہٰذا تم جاؤ اور دیکھو کہ صبح ہوئی کہ نہیں؟'' اور پھر کہا: ''اے اللہ! میرے اعمال کا

خاتمہ نماز فجر کے ساتھ کرنا۔'' لہٰذا جا کر دیکھا کہ صبح ہو چکی تھی، سو انھوں نے (نمازِ فجر کے لیے) وضو کیا اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ عادیات تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھی، پھر (آخر میں) دائیں طرف سلام پھیرا، پھر جب بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تو اللہ نے ان کی روح قبض کر لی۔'' [تاريخ دمشق : ٤٣/٢٩ ، ت : ٣٣١٠، و إسناده صحيح إلى يزيد بن أبي حبيب، وقال ابن حجر في هذه الرواية "و روي البغوي بإسناد صحيح۔" الإصابة في تمييز الصحابة : ١٠٥٨/٢ ، ت : ٤٧١٣]



غزوۂ تبوک میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں ایک ہزار دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں الٹ دیا۔'' سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی جھولی میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرمار ہے تھے:

« مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ ، مَرَّتَيْنِ »

''آج کے (اس عمل کے) بعد عثمان جو بھی عمل کرے وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔'' [ترمذي، كتاب المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا و تجهيزه جيش العسرة : ٣٧٠١ ، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٦٣/٥، ح : ٢٠٦٥٧۔ فضائل الصحابة له : ٥٥٨/١ ، ٥٥٩، ح : ٧٣٨۔ مستدرك حاكم : ١٠٢/٣ ، ح : ٤٥٥٣۔ دلائل النبوة للبيهقي : ٢١٥/٥]

مسند احمد وغیرہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

« مَا ضَرَّ ابْنُ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ ، يُرَدِّدُهَا مِرَارًا » [مسند أحمد : ٦٣/٥، ح : ٢٠٦٣٠، و إسناده حسن لذاته]

''آج کے بعد ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کا کوئی بھی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' اور اس بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار دہرایا۔

جب باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا گھیرا کر رکھا تھا تو اس موقع پر سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے حوالے سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

« أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ، أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ يَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ ، فَقَالَ مَنْ يُجَهِّزْ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى مَا يَفْقِدُوْنَ خِطَامًا وَلَا عِقَالًا ؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، ثُمَّ انْصَرَفَ » [مسند أحمد : ۱/ ۷۰ ، ح : ۵۱۱ ۔ السنن الکبری للبیهقي : ۹/ ۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ح : ۱۲۱۵۷ ، وإسناده حسن لذاته۔ ابن حبان : ۶۹۲۰ ۔ ابن خزیمة : ۲/ ۱۰۶۴ ، ح : ۲۴۸۷ ، عمرو بن جاوان صدوق حسن الحدیث وثقه ابن خزیمة و ابن حبان بتصحیح حدیثه]

’’میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کیا تمھیں علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تنگی والے لشکر (غزوۂ تبوک) کے دن لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: ’’جو اس لشکر کو تیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا‘‘ تو میں نے اس لشکر کو تیار کیا، یہاں تک کہ سواریوں کی مہار اور نکیل تک مہیا کی؟‘‘ لوگوں نے کہا: ’’اللہ کی قسم! جی ہاں، (ہمیں معلوم ہے)۔‘‘ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’اے اللہ! تو گواہ ہو جا، اے اللہ! تو گواہ ہو جا، اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔‘‘ پھر آپ رضی اللہ عنہ چلے گئے۔‘‘



باب 2

مدنی معاشرہ میں کردار اور بعض فضائل

- مدنی معاشرے کے استحکام کے لیے مالی تعاون
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل
- عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں کردار



ثقہ تابعی ابونضرہ منذر بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَسَبَّ رَجُلٌ عُثْمَانَ فَنَهَيْنَاهُ فَلَمْ يَنْتَهِ فَأَرْعَدَتْ ثُمَّ جَاءَتْ صَاعِقَةٌ فَأَحْرَقَتْهُ» [كتاب الثقات لابن حبان: ۱۰۵/۷، وإسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق: ۵۱۱/۲۹]

''ہم مدینہ میں تھے کہ وہاں ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینا شروع ہو گیا، ہم نے اسے اس سے روکا، لیکن وہ باز نہ آیا تو (اچانک) بادل گرجا، پھر (آسمان سے) بجلی آئی تو اس نے اسے جلا دیا۔''

مدنی معاشرے کے استحکام کے لیے مالی تعاون

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا شمار تاجر اور سرمایہ دار صحابہ میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں وافر مقدار میں مال عطا کر رکھا تھا، جسے آپ شب و روز رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر خیر و بھلائی کے کام میں آگے بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے تھے اور کبھی آپ نے فقر کا اندیشہ محسوس نہ کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

بئر رومہ کی خریداری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں پینے کے پانی کی بہت قلت تھی، پورے شہر میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں "بئر رومہ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُوْمَةَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ » [السنن الكبرى للبيهقي : ٩/١٤٨، ح : ١٢١٥٧ ، و إسناده حسن لذاته ۔ ابن خزيمة : ٢/١٠٦٤، ح : ٢٤٨٧۔ ابن حبان : ٦٩٢٠۔ مسند أحمد : ١/٧٠، ح : ٥١١ ، وعمرو بن جاوان صدوق حسن الحديث وثقه ابن خزيمة وابن حبان بتصحيح حديثه]

"جو آدمی بئر رومہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔"

ابو عبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو انھوں نے (اپنے گھر کے) اوپر سے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور (ان باغیوں سے) فرمایا:

« أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَلَا أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، فَحَفَرْتُهَا ؟ » [بخاري، كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا ...... الخ : ٢٧٧٨]

''میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو دیتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: '' جس نے رومہ کا کنواں کھودا (یعنی اسے خرید کر وقف کر دیا تو) اس کے لیے جنت ہے'' تو میں نے اسے کھودا تھا (یعنی اسے وقف کر دیا تھا)؟''

مسجد نبوی کی توسیع

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی تعمیر کی تو اس میں نہ صرف با جماعت نماز کا مثالی اہتمام ہوا بلکہ وہاں آپ ﷺ کے ارشادات و مواعظ سننے کے لیے مسلمانوں کا زبردست ہجوم بھی رہنے لگا۔ تعلیم و تربیت کی درس گاہ بھی مسجد ہی تھی۔ ایوانِ عدل ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد کو مسلمانوں کا فوجی ہیڈ کوارٹر ہونے کا درجہ بھی حاصل تھا۔ یہیں سے لشکر روانہ ہوتے تھے اور یہیں پر مجاہدین کی واپسی عمل میں آتی تھی۔ ان اسباب کی بنا پر مسجد نبوی ﷺ تنگی داماں کی شکایت کرنے لگی تو نبی ﷺ نے مسجد کی توسیع کے لیے ملحقہ زمین خرید کر مسجد میں شامل کرنے کی ترغیب دلائی، جیسا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر صحابہ سے کہا تھا:

« أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ مَنِ ابْتَاعَ مِرْبَدَ بَنِيْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ أَلْفًا أَوْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ لَهُ ابْتَعْتُهُ، فَقَالَ اجْعَلْهُ فِيْ مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ، قَالَ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! » [صحيح ابن حبان : ٦٩٢٠،

و إسناده حسن لذاته. سنن الدارقطني: ٤/١٩٤، ١٩٥، ح: ٤٣٩٠. السنن الكبرى للبيهقي: ٩/١٤٨، ١٤٩، ح: ١٢١٥٧]

''میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں خاندان کا کھلیان خریدے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا'' تو میں نے اس جگہ کو بیس یا پچیس ہزار (درہم) کے عوض خرید کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں نے اسے خرید لیا ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس جگہ کو ہماری مسجد میں ملا دو اور اس کا اجر تمھارے لیے ہے؟'' تو سب نے کہا: ''ہاں، اللہ کی قسم! (آپ صحیح کہہ رہے ہیں)۔''

تنگی کے حالات میں سخاوت

شدید گرمی اور قحط کا زمانہ تھا، غزوۂ تبوک کے لیے وسائل مہیا کرنا مسلمانوں کے لیے نہایت اہم مسئلہ تھا۔ حالات کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے غزوے کی جہت کا واضح طور پر اعلان کر دیا تھا، کیونکہ موسم سخت گرم اور سفر بہت لمبا اور کٹھن تھا۔ مقابلہ بھی وقت کی سپر پاور روم سے تھا، اس لیے لشکر اسلامی کی تیاری مکمل ہونا ضروری تھا۔ آپ ﷺ نے مال دار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترغیب دلائی کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی بساط کے مطابق حصہ لیا، لیکن اخراجات پورے نہیں ہوئے۔ اس موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کی تیاری کے لیے اتنا مال خرچ کیا کہ کوئی دوسرا اس کارِ خیر میں ان کی برابری نہ کر سکا۔ اسی حوالے سے ایک موقع پر انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

«أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُ؟»

[بخاري، كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا...... الخ: ٢٧٧٨]

''کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص جیشِ عُسرہ

(غزوۂ تبوک کے لیے لشکر) کو تیار کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔" تو میں نے اسے تیار کیا تھا؟"

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

جنت کی بشارت

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دو۔'' میں گیا تو وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی، پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری دے دو۔'' اس مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری دی۔ پھر ایک تیسرے آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

«اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلٰی بَلْوٰی تُصِيْبُهُ»

''ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دو، لیکن انھیں دنیا میں آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا۔''

میں گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی

اور وہ بات بھی بتائی جو آپ ﷺ نے کہی تھی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: « اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ »
''اللہ مدد کرنے والا ہے۔'' [بخاري، كتاب الأدب، باب من نكت العود في الماء والطين : ٦٢١٦ـ مسلم : ٢٤٠٣]

اس حدیث سے پہلے تین خلفاء سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت بالکل واضح ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ نیز اس حدیث سے رسول اکرم ﷺ کا ایک معجزہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے قبل از وقت ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی آزمائش کی پیش گوئی کر دی تھی۔

احد! حرکت نہ کر

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ احد پہاڑ کانپنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« اُسْكُنْ أُحُدْ! أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ، وَصِدِّيْقٌ ، وَشَهِيْدَانِ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان ابن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٧]

''اے احد! ٹھہر جاؤ۔'' (راوی بیان کرتا ہے کہ) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارتے ہوئے فرمایا: ''تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے، وہ حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اُسْكُنْ حِرَاءُ ! فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ »

''اے حراء! ٹھہر جا، تیرے اوپر صرف ایک نبی، صدیق اور شہید ہیں۔''

اس وقت حراء پہاڑ پر نبی ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم

تھے۔'' [مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة و الزبير رضي الله عنهما: ٢٤١٧]

شرم وحیا کے پیکر

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح لیٹے رہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آنے کی اجازت دے دی۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور چلے گئے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (آئے اور انھوں) نے اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے۔ انھوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور چلے گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''عائشہ! اپنے کپڑے وغیرہ اچھی طرح درست کر لو۔'' میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے چلا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! کیا ہے کہ آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آنے پر اس طرح نہیں گھبرائے جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر گھبرائے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ ، وَإِنِّيْ خَشِيْتُ ، إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهِ » [مسلم ، كتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل عثمان بن عفان رضي الله عنه : ٢٤٠٢۔ ابن حبان : ٦٩٠٦ ، ٦٩٠٧۔ مسند أحمد : ١٦٧/٦ ، ح : ٢٥٨٥٣۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ٦٠٠/١ ، ح : ٧٩٣]

''بلاشبہ عثمان بہت باحیا شخص ہے اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں اسی حالت میں انھیں اجازت دے دیتا تو وہ اپنی حاجت (کھل کر) مجھے بیان نہ کر پاتے۔''

فرشتے بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اندر آنے کی) اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی اور اسی حالت میں لیٹے ہوئے گفتگو کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی اجازت دے دی اور اسی حالت میں باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کر لیا۔'' (راوی حدیث) محمد بن ابی حرملہ کہتے ہیں: ''میں یہ نہیں کہتا کہ یہ واقعہ (اور گزشتہ واقعہ) ایک ہی دن میں رونما ہوا۔'' بہر حال عثمان رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفت وشنید کی، پھر جب وہ چلے گئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''(اے اللہ کے رسول!) ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے لیکن نہ آپ ان سے خوشی سے ملے اور نہ ان کا کوئی خیال کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ان سے بھی نہ خوشی سے ملے اور نہ ان کا کوئی خیال کیا، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَلَا أَسْتَحِيْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ » [مسلم، كتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل عثمان بن عفان رضي الله عنه : ۲۴۰۱۔ صحيح ابن حبان : ۶۹۰۷]

''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عالی مرتبت ہونے کی یہ واضح دلیل ہے کہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ بھی آپ سے حیا کرتے تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ

حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَ أَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ » [ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضائل خباب رضي الله عنه : ١٥٤، إسناده صحيح۔ مسند أحمد : ٣/ ١٨٤، ح : ١٢٩٣٥۔ ابن حبان : ٧١٣١، ٧١٣٧۔ ترمذي : ٣٧٩٠]

''میری تمام امت میں سے میری امت پر زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ان میں سے اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور سب سے زیادہ سچی حیا والے عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ان میں سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ پڑھنے والے اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) ہیں اور حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) ہیں اور ان میں سے وراثت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ سنو! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق نبوی پیش گوئی

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ نَجَا مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَوْتِيْ، وَالدَّجَّالُ، وَقَتْلُ خَلِيْفَةٍ مُصْطَبِرٍ بِالْحَقِّ مُعْطِيْهِ » [مسند أحمد : ٤/ ١٠٥، ١٠٦، ح : ١٦٩٧٣، وإسناده حسن لذاته]

''جو تین چیزوں (یعنی تین فتنوں) سے بچا وہ نجات پا گیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دہرائی، پھر فرمایا: ''میری موت کے وقت (فتنہ سے)، فتنۂ دجال

سے اور حق پر ڈٹ جانے والے صابر اور فیاض خلیفہ کے قتل پر (فتنہ سے)۔“

ظاہر ہے خلفائے راشدین میں سے حق پر ڈٹ جانے والے شہید خلیفہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ تمام قرائن اور دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ بہت قریب ہے۔ (اس دوران) قریب سے ایک شخص سر پر چادر لیے ہوئے گزرا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى»

”اس (فتنے کے) دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔“

(کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں جلدی سے اٹھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا: ”کیا یہ شخص؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «هٰذَا» ”(ہاں) یہی شخص۔“ [ابن ماجه، كتاب السنة، باب فضل عثمان رضي الله عنه : ١١١، و إسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٥٥٠، ح : ٧٢٢۔ مسند أحمد : ٤/ ٢٤٣، ح : ١٨٣٠٩]

سیدنا مُرہ بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ فِيْ فِتْنَةٍ تَثُوْرُ فِيْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ كَأَنَّهَا صَيَاصِي الْبَقَرِ؟»

”تم اس فتنے میں کیا کرو گے جو زمین کے کناروں سے (اس طرح) اٹھے گا جس طرح گائے کے سینگ ابھرے ہوتے ہیں۔“

صحابہ نے کہا: ”اے اللہ کے نبی! آپ ہی بتائیں اس وقت ہم کیا کریں؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِهٰذَا وَأَصْحَابِهِ»

''تم اس آدمی اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑ لینا۔''

سیدنا مُرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جلدی کی اور اس شخص کی طرف لپکا (جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا) میں نے کہا: ''اے اللہ کے نبی! کیا یہ شخص؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « هٰذَا » ''(ہاں) یہ شخص۔'' تو وہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ تھے۔'' [صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، باب ذكر الخبر الدال على أن عثمان بن عفان ...... الخ : ٦٩١٤، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٣٥/٥ ، ح : ٢٠٦٤٣، هرمي بن الحارث وثقه ابن حبان والعجلي المعتدل، وأسامة بن خريم، و قال ابن حبان له صحبة ووثقه العجلي]

ابو اشعث صنعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ملک شام میں خطباء (وعظ و نصیحت کے لیے) جمع ہوئے، ان میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ سب سے آخر میں مُرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: ''اگر میرے پاس ایک حدیث نہ ہوتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میں (نصیحت کے لیے) کھڑا نہ ہوتا، (وہ یہ کہ) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد آنے والے فتنوں کا ذکر کیا تو اس دوران ایک شخص وہاں سے گزرا اور اس نے اپنا سر ایک کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى »

''یہ شخص اس دن ہدایت (حق) پر ہوگا۔''

میں اس شخص کی طرف بڑھا تو وہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ تھے، پھر میں نے ان کا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا اور پوچھا: ''کیا یہی شخص؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « نَعَمْ » ''ہاں! (یہی شخص)۔'' [ترمذي، كتاب المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا و تجهيزه جيش العسرة : ٣٧٠٤، وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ٦٢١/١ ، ٦٢٢، ح : ٨٢٨]

موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ اپنے نانا ابو حبیبہ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، جب انھیں گھر میں محصور کر دیا گیا تھا، تو انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا

کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے (باغیوں کے ساتھ) بات کرنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا، أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً »

"بلاشبہ میرے بعد تمھیں فتنوں اور اختلاف کا سامنا ہوگا، یا یہ فرمایا کہ اختلاف اور فتنوں کا۔"

لوگوں میں سے کسی نے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! ہم اس وقت کس کا ساتھ دیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْنِ وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ يُشِيْرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذَٰلِكَ »

[فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ۵۵۰/۱ ، ح : ۷۲۳ وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ۳۴۴/۲ ، ۳۴۵ ، ح : ۸۵۲۲۔ مستدرك حاكم : ۹۹/۳، ح : ۴۵۴۱ ، ۴۳۳/۴ ، ح : ۸۳۳۵، وأبو حبيبة ثقة صدوق حسن الحديث، وثقه العجلي وابن حبان و الحاكم والذهبي وابن كثير بتصحيح حديثه۔ البداية والنهاية : ۲۰۹/۷]

"تم (اس وقت) امانت دار شخص اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو (بلانے کے لیے) پیغام بھیجا، (جب وہ آئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بات جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے درمیان تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمائی، وہ یہ تھی:

« يَا عُثْمَانُ ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيْصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ، ثَلَاثًا » [فضائل

الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٦١٢ ، ٦١٣ ، ح : ٨١٦، و إسناده صحيح۔ مسند أحمد : ٦/ ٨٦ ، ٨٧ ، ١٤٩ ، ح : ٢٥٠٧٣ ، ٢٥٦٧٧۔ ابن حبان : ٦٩١٥۔ ترمذي : ٣٧٠٥]

"اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک خِلعت (قمیص) پہنائے گا۔ اگر منافقین اسے آپ سے اتارنے کا مطالبہ کریں تو ہرگز اسے نہ اتارنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔" یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « أُدْعُوْا لِي بَعْضَ أَصْحَابِي » "میرے صحابہ میں سے کسی کو بلاؤ۔" میں نے پوچھا: "ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "عمر رضی اللہ عنہ کو؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو؟" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پھر کہا: "کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو؟" تو آپ نے فرمایا: "ہاں!" پھر جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: "تم اُدھر (الگ) چلی جاؤ۔" پھر آپ ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشیاں کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ (راوی حدیث ابوسہلہ کہتے ہیں کہ) پھر جس دن انھیں ان کے اپنے ہی گھر میں محصور کر دیا گیا تو ہم نے پوچھا: "اے امیر المومنین! کیا آپ لڑائی نہیں کریں گے؟" انھوں نے کہا:

« لَا، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ » [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٦٠٤ ، ٦٠٥ ، ح : ٨٠٤ وإسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١٠٧٠ ۔ ترمذي : ٣٧١١۔ مسند أحمد : ١/ ٥٩ ، ح : ٤٠٧۔ ابن حبان : ٦٩١٨]

"نہیں! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور یقیناً میں اس عہد کی پوری پاسداری کروں گا۔"

اس حدیث سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت کا ثبوت ملتا ہے

اور اس بات کا بھی پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر امت کی خیر خواہی دامن گیر رہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فتنے کے ظہور اور اس سے متعلق کئی امور کی خبر دی اور یہ بھی بتا دیا کہ انھیں شہید کر دیا جائے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ بات مخفی رکھنے کی تاکید فرمائی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس تاکید پر پورا عمل کیا اور اس معاملے کو اس قدر مخفی رکھا کہ کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ جب فتنے کے دنوں میں ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لڑائی نہیں کریں گے تو انھوں نے صرف اتنا بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس کی پاسداری کروں گا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس فتنے سے متعلق صحیح موقف سے پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تھا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کا بدترین انجام

ثقہ تابعی ابونضرہ منذر بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَسَبَّ رَجُلٌ عُثْمَانَ فَنَهَيْنَاهُ فَلَمْ يَنْتَهِ فَأَرْعَدَتْ ثُمَّ جَاءَتْ صَاعِقَةٌ فَأَحْرَقَتْهُ » [كتاب الثقات لابن حبان : ١٠٥/٧، وإسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق : ٥١١/٢٩، و إبراهيم بن بسطام الزعفراني صدوق حسن الحديث ذكره ابن حبان في الثقات وصحح له في صحيحه (١٦٩)، وثقه ابن خزيمة بتصحيح حديثه متابعًا (ابن خزيمة : ١٨٦/٢ ، ح : ١١٥٥، و ١٢٩/٤، ح : ٢٥٠٧) وهو مقبول الحديث عند ابن خزيمة۔ انظر تعجيل المنفعة لابن حجر : ٣٠٦/١ ۔ ترجمة إسماعيل بن ربيعة بن هشام]

”ہم مدینہ میں تھے کہ وہاں ایک شخص سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دینا شروع ہو گیا، ہم نے اسے اس سے روکا، لیکن وہ باز نہ آیا تو (اچانک) بادل گرجا، پھر (آسمان سے) بجلی آئی تو اس نے اسے جلا دیا۔“

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں کردار

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد والے خلیفہ کے لیے عہد نامہ لکھنے کا اعزاز

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نہایت امین شخص تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں یوں گواہی دی ہے، چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد والے خلیفہ کے لیے عہد نامہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں حکم دیا کہ وہ کسی کو نامزد نہ کریں اور کسی آدمی کا نام نہ لکھیں۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر معمولی سی غنودگی طاری ہوگئی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر لی اور وہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا۔ پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے عہد نامہ دکھاؤ۔'' چنانچہ اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا نام تھا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یہ کس نے لکھا ہے؟'' عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں نے (لکھا ہے)۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تمھیں جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ کی قسم! اگر تم اپنا نام بھی لکھ دیتے تو یقیناً آپ اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔'' [تاریخ دمشق : ۳۹/ ۱۸۵ و إسنادہ حسن لذاتہ۔ الجزء للحسن بن عرفة، ص : ٦٢۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ٣٦٤، ح : ٣٢٠٣١۔ المخلصيات : ٣/ ٣٧٠، ٣٧١، ح : ٢٧٣٩]

امہات المومنین کے ساتھ سفر حج

ثقہ تابعی ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ازواج

مطہرات نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، جب اصرار بڑھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی:

« فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَنَادَى النَّاسَ عُثْمَانُ أَنْ لَّا يَدْنُوَ مِنْهُنَّ أَحَدٌ وَلَا يَنْظُرَ إِلَيْهِنَّ إِلَّا مَدَّ الْبَصَرِ وَهُنَّ فِي الْهَوَادِجِ عَلَى الْإِبِلِ، وَأَنْزَلَهُنَّ صَدْرَ الشِّعْبِ وَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِذَنَبِهِ فَلَمْ يَقْعُدْ إِلَيْهِنَّ أَحَدٌ » [السنن الكبرى للبيهقي : ٤٣٧/٦، ٤٣٨، ح : ٨٧٠٥، و إسناده صحيح۔ الطبقات الكبرى لابن سعد : ١٦٩/٨۔ بخاري : ١٨٦٠۔ وسماع إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف من عمر ثابت بالأدلة القاطعة]

”اور عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ کوئی ان کے قریب نہ جائے اور نہ ان کی طرف کوئی دیکھے، الا یہ کہ اتنی دور سے جہاں تک نظر جاتی ہے اور وہ اونٹوں کے اوپر ہودج میں تھیں، انھوں نے انھیں وادی کے شروع میں ٹھہرایا اور خود عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہما وادی کے دوسرے کنارے پر ٹھہرے اور کوئی بھی ان کے پاس نہ ٹھہرا۔“

مال کی تقسیم کی ذمہ داری

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بعض اوقات مال کی تقسیم کا فریضہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ ہر نماز کے بعد کچھ دیر لوگوں کے پاس بیٹھتے، کسی کی کوئی ضرورت ہوتی تو اس سے بات چیت کرتے اور اگر کسی کی کوئی حاجت نہ ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور گھر چلے جاتے۔ ایک دن ایک سے زیادہ نمازیں پڑھیں لیکن عادت کے مطابق لوگوں کے لیے نہ

بیٹھے تو میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا اور میں نے (ان کے خادم یرفا) سے پوچھا: ''اے یرفا! کیا امیر المومنین بیمار ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں! وہ بیمار نہیں ہیں۔'' تو میں (وہاں) بیٹھ گیا، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی (میرے ساتھ) بیٹھ گئے۔ پھر یرفا باہر آیا اور اس نے کہا: ''اے ابن عفان! کھڑے ہو جایئے اور اے ابن عباس! کھڑے ہو جایئے۔'' تو جب ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کے سامنے غلے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور ہر ڈھیر کافی بڑا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے سب اہلِ مدینہ کے بارے میں غور وفکر کیا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں کے عزیز و اقارب سب سے زیادہ ہیں، لہٰذا تم دونوں یہ مال لے جاؤ اور اسے (ان میں) تقسیم کر دو اور جو بچ جائے اسے واپس کر دینا۔'' تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (غلہ) اٹھانے لگے، جبکہ میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا: ''اگر یہ مال کم ہوگیا تو کیا آپ ہمیں اور دے دیں گے۔'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ کے باپ کی عقل مندی اور دانائی آپ میں بھی آ گئی ہے، کیا ایسا اللہ کی طرف سے اس وقت تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب معمولی چیزوں پر گزارا کیا کرتے تھے؟'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ''کیوں نہیں، اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب معمولی چیزوں پر گزارا کیا کرتے تھے، لیکن اگر ایسی فتوحات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتیں تو وہ ایسا نہ کرتے جیسا آپ کر رہے ہیں۔'' (یہ سن کر) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خوف زدہ ہو گئے اور پوچھا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے؟'' میں نے عرض کی: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، ان کی ہچکی بندھ گئی اور پسلیاں ہلنے لگیں، پھر فرمایا:

«لَوَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْهَا كَفَافًا، لَا عَلَيَّ وَلَا لِيَ »[مسند الحميدي : ٣٥/١ ، ح : ٣٣، و إسناده صحيح۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٣٥٨/٦۔ مسند البزار : ٣٢٦/١، ح : ٢٠٩۔ مسند عمر بن الخطاب ليعقوب بن شيبة : ٩٨/١، ح : ٣٤۔ الطبقات لابن سعد : ٢٨٨/٣۔ المعرفة والتاريخ ليعقوب بن سفيان الفسوى : ٢٨٥/١]

باب 3

خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ

- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خلافت کا زیادہ مستحق ہونا
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر فوقیت دینے کا حکم
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا طرزِ حکومت
- خلافتِ عثمان میں نظام مشاورت
- عہدِ عثمانی میں نظامِ احتساب
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور مکارم اخلاق کی تعلیم و تذکیر
- عہدِ عثمانی میں تعلیم و تعلّم کا اہتمام
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصاف و مکارم
- بیت المال سے مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور اقربا پروری کی حقیقت
- عدالتی نظام اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فقہی اجتہادات
- عہدِ عثمانی کی چند فتوحات
- امت کو ایک مصحف پر جمع کرنے کا عظیم کارنامہ
- سیدنا عثمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات



رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

« يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَسٰى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيْصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ، ثَلَاثًا » [مسند أحمد : ٦/٨٦، ٨٧، ١٤٩، ح : ٢٥٠٧٣، ٢٥٦٧٧]

”اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک خِلعت (قمیص) پہنائے گا۔ اگر منافقین اسے آپ سے اتارنے کا مطالبہ کریں تو ہرگز اسے نہ اتارنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔“ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی۔“

خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ

دورانِ حج سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلق حُدی خوانی

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے سے پہلے ہی حج کے موقع پر ایک حُدی خواں یوں گنگنا رہا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہوں گے۔ چنانچہ ثقہ تابعی حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو حُدی خواں ایک نغمہ گنگنا رہا تھا: « إِنَّ الْأَمِيْرَ بَعْدَهُ عُثْمَانُ » ''یقیناً ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔'' اور میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو تب بھی ایک حُدی خواں کہہ رہا تھا: « إِنَّ الْأَمِيْرَ بَعْدَهُ عَلِيٌّ » ''ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔'' [معجم الصحابة للبغوي : ٤/ ١٤١ ، ح :١٧٨٣، وإسناده صحيح۔ تاريخ دمشق : ٣٩/ ١٨٧ ، ١٨٨۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٧/ ٤٤٠ ، ح : ٣٧٠٧٥]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ایک صالح خلیفہ کی پیش گوئی

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے موذن جناب اقرع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نصرانیوں کے ایک مذہبی سردار کے پاس بھیجا، میں اسے بلا لایا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا:

« وَ هَلْ تَجِدُنِيْ فِي الْكِتَابِ ؟ قَالَ نَعَمْ ! قَالَ كَيْفَ تَجِدُنِيْ ؟ قَالَ أَجِدُكَ قَرْنًا ، قَالَ فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ ، فَقَالَ قَرْنٌ مَهْ ؟ فَقَالَ قَرْنٌ حَدِيْدٌ

أَمِيْنٌ شَدِيْدٌ ، قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِيْ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِيْ ؟ فَقَالَ أَجِدُهُ خَلِيْفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ ، فَقَالَ عُمَرُ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُثْمَانَ ثَلَاثًا، فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِيْ بَعْدَهُ ؟ قَالَ أَجِدُهُ صَدَاءَ حَدِيْدٍ، قَالَ فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ يَا دَفْرَاهُ ! يَا دَفْرَاهُ ! فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! إِنَّهُ خَلِيْفَةٌ صَالِحٌ وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِيْنَ يُسْتَخْلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْلُوْلٌ وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ)) [أبو داؤد، كتاب السنة، باب في الخلفاء : ٤٦٥٦، و إسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ١٠٧٨/٣۔ تاريخ دمشق : ١٨٩/٣٩]

’’کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’ہاں!‘‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’تم میرا کیا ذکر پاتے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔‘‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا دُرّہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: ’’قرن سے کیا مراد ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’بہت سخت فولادی قلعہ، انتہائی امین۔‘‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ’’جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’میں اس کے بارے میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا، صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔‘‘ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا: ’’اللہ تعالیٰ عثمان (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے۔‘‘ پھر پوچھا: ’’ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہوگا۔‘‘ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا: ’’اے بدبودار، اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟)‘‘ تو اس نے کہا: ’’امیر المومنین! یہ صالح خلیفہ ہوگا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔‘‘

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ مجلس شوریٰ

اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ چھ(٦) افراد پر مشتمل تھی۔ چنانچہ معدان بن طلحہ یعمری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا، تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا، پھر فرمایا:

« إِنِّيْ رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيْكًا نَقَرَنِيْ ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّيْ لَا أُرَاهُ إِلَّا حُضُوْرَ أَجَلِيْ وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُوْنَنِيْ أَنْ أَسْتَخْلِفَ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِيْنَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا الَّذِيْ بَعَثَ بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ عَجِلَ بِيْ أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُوْرَى بَيْنَ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَ إِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُوْنَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِيْ هٰذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ »

[مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما...... الخ : ٥٦٧ ـ الطبقات لابن سعد : ٣/ ٢٥٥، ٢٥٦ ـ المسند المستخرج لأبي نعيم : ٢/ ١٦٢، ح : ١٢٣٨، مختصرا ـ أنساب الأشراف للبلاذري: ٢/ ٢٥٩: ح: ١٢٨٩]

''میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگے مارے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے اور بعض لوگ مجھ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میں اپنا جانشین مقرر کر لوں، حالانکہ اللہ عزوجل اپنے دین کو ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا اور نہ اپنی خلافت کو اور نہ اس چیز کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا تھا۔ اگر میری موت جلد آ جائے تو مشورہ کرنے پر خلافت ان چھ آدمیوں کے درمیان رہے گی جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت راضی تھے اور مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ میرے اس کام میں

طعن کرتے ہیں جو میں نے اپنے اس ہاتھ سے انھیں سزا دی ہے۔ پھر اگر انھوں نے ایسا ہی کیا (یعنی اس طعن کرنے کو درست سمجھا) تو وہ گمراہ وکافر لوگ اللہ کے دشمن ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو ان کے پاس سیدنا عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنی زمین ''سراۃ'' میں ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہوئے تھے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف کچھ دیر دیکھا، پھر فرمایا:

« إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ لَكُمْ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَجِدْ عِنْدَ النَّاسِ شِقَاقًا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْكُمْ شَيْءٌ ، فَإِنْ كَانَ شِقَاقٌ فَهُوَ مِنْكُمْ، وَ إِنَّ الْأَمْرَ إِلٰى سِتَّةٍ إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ وَسَعْدٍ ثُمَّ إِنَّ قَوْمَكُمْ إِنَّمَا يُؤَمِّرُوْنَ أَحَدَكُمْ أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ! فَإِنْ كُنْتَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ يَا عُثْمَانُ ! فَلَا تَحْمِلَنَّ بَنِيْ أَبِيْ مُعَيْطٍ عَلٰى رِقَابِ النَّاسِ وَ إِنْ كُنْتَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ! فَلَا تَحْمِلَنَّ أَقَارِبَكَ عَلٰى رِقَابِ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰى شَيْءٍ يَا عَلِيُّ ! فَلَا تَحْمِلَنَّ بَنِيْ هَاشِمٍ عَلٰى رِقَابِ النَّاسِ ، قُوْمُوْا فَتَشَاوَرُوْا وَأَمِّرُوْا أَحَدَكُمْ فَقَامُوْا يَتَشَاوَرُوْنَ »

''میں نے لوگوں کے خلیفہ کے لیے تمھارے بارے میں غور وفکر کیا، سو مجھے لوگوں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آیا۔ ہاں، جب تمھارے اپنے درمیان اختلاف

ہو گا، لہٰذا اگر واقعی اختلاف ہوا تو وہ تمھاری ہی طرف سے ہو گا۔ چنانچہ خلیفہ کا معاملہ ان چھ (۶) اشخاص عثمان بن عفّان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام، طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم کے درمیان رہے گا (یعنی خلیفہ انھی میں سے انھی کے مشورے سے کوئی ایک ہو گا)۔ پھر یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر یہ لوگ تم تینوں (عثمان، علی اور عبدالرحمٰن) میں سے کسی ایک کو امیر بنا دیں تو اے عثمان! اگر تمھیں ذمہ داری ملے تو تم ابو معیط خاندان کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کرنا اور اے عبدالرحمٰن! اگر لوگوں کی ذمہ داری تم پر آ پڑے تو تم اپنے رشتہ داروں کو لوگوں کی گردنوں پر ہرگز سوار نہ کرنا اور اے علی! اگر آپ کو لوگوں کی مسؤولیت سنبھالنا پڑے تو بنو ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کرنا۔ اب تم اٹھو اور باہمی مشورے سے اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنا لو۔'' چنانچہ وہ مشورہ کرنے کے لیے اٹھ پڑے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو بار بلایا، تاکہ مجھے بھی شوریٰ میں شامل کر لیں، حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے میرا نام نہیں لیا تھا اور اللہ کی قسم! مجھے ان کے ساتھ شوریٰ میں شامل ہونا پسند نہیں تھا، کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ خلافت کا معاملہ اسی طرح ہو گا جس طرح میرے والد محترم کہیں گے۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ہونٹ کسی معاملے میں بہت کم ہلتے ہوئے دیکھے مگر جو ان ہونٹوں سے نکلتا وہ حق ہی ہوتا۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بار بار مجھے بلایا تو میں نے کہا: ''کیا تم لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ تم اپنا امیر بنا رہے ہو، حالانکہ امیر المومنین (عمر رضی اللہ عنہ) ابھی زندہ ہیں۔'' اللہ کی قسم! گویا میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (اس گفتگو کے ذریعے سے) نیند سے بیدار کر دیا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أَمْهِلُوْا فَإِنْ حَدَثَ بِيْ حَدَثٌ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ صُهَيْبٌ مَوْلٰى بَنِيْ

جُدْعَانَ ثَلَاثَ لَيَالٍ، ثُمَّ اجْمَعُوْا فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ أَشْرَافَ النَّاسِ وَأُمَرَاءَ الْأَجْنَادِ ، فَأَمِّرُوْا أَحَدَكُمْ فَمَنْ تَأَمَّرَ عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ » [السنن الكبرى للبيهقي : ۱۵۱/۸، ح : ۱۷۰۲۲، و إسناده صحيح]

’’تم ٹھہر جاؤ، اگر میری موت واقع ہو گئی تو بنو جدعان کے غلام سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ تین راتوں تک لوگوں کی امامت کروائیں گے، پھر تیسرے دن لوگوں میں سے معزز اور لشکروں کے امراء اکٹھے ہو کر اپنا امیر منتخب کر لیں اور جو بغیر مشورے کے امیر بننا چاہے تو تم اس کی گردن اڑا دو۔‘‘

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا جو ان حضرات کے متفقہ انتخاب کی مخالفت کرے اور مسلمانوں میں انتشار اور تفرقہ پیدا کر کے بدامنی کی فضا پیدا کرنے کا باعث بنے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ » [مسلم ، كتاب الإمارة ، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع : ۱۸۵۲/۶۰]

’’تمھارے ایک شخص پر اکٹھے ہو جانے کے بعد اگر کوئی آدمی تمھارے پاس آئے اور وہ تمھاری جمعیت میں پھوٹ ڈالنا چاہے یا تفریق پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔‘‘

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ جنھیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا (یعنی عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم) وہ جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا، تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ’’میں خلافت کے سلسلے میں آپ لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کروں گا، البتہ اگر آپ لوگ چاہیں تو میں آپ

لوگوں کے لیے خلیفہ آپ ہی میں سے مقرر کر دوں۔'' چنانچہ سب نے مل کر خلافت کا اختیار سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب انھوں نے انتخاب کی ذمہ داری سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے، یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو باقی (پانچ) حضرات کا پیچھا کرتا ہو یا ان کی ایڑی روندتا ہو۔ تمام لوگوں کا میلان عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف ہو گیا اور وہ انھیں ان راتوں میں مشورہ دیتے رہے، حتیٰ کہ وہ رات آگئی جس کی صبح ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رات گئے میرے ہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، یہاں تک کہ میں بیدار ہو گیا۔ انھوں نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ آپ سو رہے تھے، اللہ کی قسم! میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں۔ جائیے! زبیر اور سعد کو بلا لائیے۔'' میں ان دونوں کو بلا لایا، انھوں نے ان سے مشورہ کیا، پھر مجھے بلایا اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ میں نے انھیں بلایا تو آپ ان کے ساتھ مشورہ کرتے رہے، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اس حالت میں اٹھ کر گئے کہ وہ خلافت کے خواہش مند تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا۔ پھر انھوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں انھیں بلا لایا تو آپ ان سے سرگوشی کرتے رہے، یہاں تک کہ صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور سب لوگ منبر کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے موجود مہاجرین، انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان سب لوگوں نے اس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا، پھر کہا:

«أَمَّا بَعْدُ، يَا عَلِيُّ! إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ، فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ، فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا، فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ»

''اما بعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کیے ہیں، میں نے دیکھا ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ (کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان) کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے، اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔'' پھر کہا: ''میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔''

چنانچہ سب سے پہلے ان سے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، پھر سب لوگوں یعنی مہاجرین و انصار اور لشکروں کے امراء اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔ [بخاري، كتاب الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس؟: ٧٢٠٧]

عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینے میں دیکھا کہ آپ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے (ان سے) پوچھ رہے تھے: ''تم لوگوں نے کیسے کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے (عراق کی) زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو؟'' انھوں نے جواب دیا: ''ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی اس زمین میں طاقت ہے، اس معاملہ میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دیکھو! اب بھی سوچ لو کہ تم نے اتنا ٹیکس تو نہیں لگایا جو زمین کی طاقت سے باہر ہو؟'' ان دونوں نے جواب دیا: ''ایسا نہیں ہے۔'' اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ أَبَدًا»

''اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔''

عمرو بن میمون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابھی اس گفتگو کو ہوئے چار ہی دن گزرے تھے کہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے اور جس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے میں نماز فجر کے لیے صف میں موجود تھا۔ میرے اور امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے: ''برابر ہو جاؤ۔'' جب وہ دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلا نہیں رہا تو آگے بڑھتے اور تکبیر تحریمہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلی رکعت میں سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی اور سورت پڑھتے تھے، تاکہ لوگ جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اس دن بھی ابھی آپ نے تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ میں نے ان کی آواز سنی، آپ نے فرمایا کہ مجھے کتے نے مار ڈالا ہے، یا فرمایا کہ مجھے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ دراصل ایک مجوسی غلام (دو دھاری خنجر سے) آپ پر حملہ آور ہوا، پھر وہ اپنا دو دھاری خنجر لے کر دائیں بائیں وار کرتا ہوا آگے بڑھا، یہاں تک کہ اس نے تیرہ افراد کو زخمی کر دیا، جن میں سے سات افراد شہید ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے جب یہ سانحہ دیکھا تو فوراً اس پر اپنا لمبا کوٹ ڈال دیا (اور اسے جکڑ لیا)۔ جب اس مجوسی (ابولؤلؤ) کو یقین ہو گیا کہ اب وہ قابو میں آ چکا ہے، تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ ادھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے امامت کے لیے مصلے پر کھڑا کر دیا۔ جو لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انھوں نے بھی وہ سب کچھ دیکھا جو میں نے دیکھا، لیکن مسجد کے اطراف میں موجود نمازی اس سانحے سے بے خبر تھے، سوائے اس کے کہ جب انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی (قراءت کی) آواز نہ سنی تو ''سبحان اللہ، سبحان اللہ'' کہنے لگے۔ تاہم عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انھیں مختصر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ» ''اے ابن عباس! دیکھو! مجھ پر کس نے حملہ کیا ہے؟'' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور واپس آ کر عرض کی: ''مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے (آپ پر حملہ کیا ہے)۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «اَلصَّنَعُ» ''جو لوہار ہے؟'' ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے عرض کی: ''جی ہاں!'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« قَاتَلَهُ اللّٰهُ ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوْفًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مَيْتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجَ بِالْمَدِيْنَةِ »

''اللہ اسے برباد کرے، میں نے تو اس کے لیے بھلائی کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے آدمی کے ہاتھوں مقدر نہیں کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ (اے ابن عباس!) تم اور تمھارے باپ (عباس رضی اللہ عنہ) ہی اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ طیبہ میں عجمی غلام زیادہ ہوں۔''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بہت سے غلام تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کی: ''اگر آپ حکم دیں تو ہم ان سب غلاموں کو قتل کر دیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: « كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَ صَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَ حَجُّوْا حَجَّكُمْ؟ » ''تم نے غلط بات کہی ہے، ان لوگوں نے جب تمھاری زبان میں بات کی (یعنی جب انھوں نے عربی بولنا شروع کر دی)، تمھارے قبلے کی طرف نماز ادا کر لی اور تمھاری طرح حج بھی کر لیا (تو پھر تم انھیں کس طرح قتل کر سکتے ہو)؟'' بعد ازاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر منتقل کر دیا گیا۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ آئے، (یہ اتنا الم ناک دن تھا کہ) ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے لوگوں پر اس سے پہلے کبھی اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں۔ پھر نبیذ لائی گئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ پی لی، لیکن ساری نبیذ پیٹ کے زخموں سے باہر نکل آئی۔ پھر دودھ لایا گیا، وہ بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پی لیا، لیکن وہ بھی پیٹ کے زخموں کے راستے نکل گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے، دوسرے لوگ بھی آ رہے تھے، ہر آنے والا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہا تھا۔ اس دوران میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا: ''اے امیر المومنین! آپ کو اللہ کی طرف سے خوش خبری ہو کہ آپ کو

رسول اللہ ﷺ کی رفاقت حاصل رہی اور آپ نے ابتدائی دور میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا، جو آپ کو معلوم ہے، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف کے ساتھ حکومت کی، پھر آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تو اس بات پر بھی خوش ہوں کہ ان تمام باتوں کی وجہ سے میرا معاملہ برابری پر ختم ہو جائے، نہ مجھے ان کا ثواب ہو اور نہ مجھے ان کی پاداش میں کوئی سزا ہو۔'' پھر جب وہ نوجوان واپس ہوا تو اس کا تہ بند زمین پر گھسٹ رہا تھا، آپ نے فرمایا: ''اس نوجوان کو واپس بلاؤ۔'' جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے بھتیجے! اپنا تہ بند اوپر اٹھاؤ، اس سے کپڑا صاف رہے گا اور یہ عمل اللہ کے ہاں تقویٰ کا باعث بھی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمر! دیکھو، میرے ذمے کتنا قرض ہے؟'' حساب لگایا گیا تو کل قرضہ تقریباً چھیاسی ہزار (درہم) تھا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« إِنْ وَفٰى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَّمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ »

''اگر یہ قرض عمر کے خاندان کے مال سے ادا ہو جائے تو اسے ان کے اموال سے ادا کر دینا، ورنہ (میری قوم) بنو عدی بن کعب سے سوال کرنا، اگر پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو قریش سے سوال کرنا، ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ جانا۔ تم میری طرف سے یہ قرض لازمی ادا کر دینا۔''

اور فرمایا: ''اب ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ اور انھیں کہنا کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے، امیر المومنین نہ کہنا، کیونکہ میں آج مومنوں کا امیر نہیں ہوں۔ ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ (حجرے میں) دفن ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔''

اس کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں۔ جب ہم نے انھیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک روتی رہیں۔ پھر جب دوسرے لوگوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصے میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی۔ پھر لوگوں نے کہا: ''اے امیر المومنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجیے۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمّٰي عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ، وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ »

''میں خلافت کا مستحق ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا: ''عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو بھی صرف مشورے کی حد تک شریک رکھنا، لیکن خلافت سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔'' جیسے آپ نے یہ جملہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دلجوئی کے لیے فرمایا ہو۔''

پھر فرمایا: ''اگر خلافت سعد رضی اللہ عنہ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں، ورنہ بصورت دیگر جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانۂ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے، کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نا اہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔'' پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ

تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ أَنْ يُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ، وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَ جُبَاةُ الْمَالِ وَ غَيْظُ الْعَدُوِّ وَ أَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ، وَ أُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ، وَ مَادَّةُ الْإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ أَمْوَالِهِمْ وَ يُرَدَّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ وَ أُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَ أَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَ لَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ »

''میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اسے انصار کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں جو دارالہجرت اور دارالامان (مدینہ منورہ) میں مہاجرین سے پہلے کے مقیم ہیں، یہ کہ وہ ان کے نیکوکار لوگوں کے اخلاص کی قدر کرے اور ان کے بروں کی برائی کو معاف کر دیا کرے۔ میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرے، کیونکہ یہ لوگ اسلام کے مددگار ہیں، مال فراہم کرنے والے ہیں اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس ضروریات سے زائد ہو اور وہ بھی ان کی خوشی سے لیا جائے۔ میں ہونے والے خلیفہ کو دیہاتی آبادی کے ساتھ بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی بنیاد ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا وہی مال لیا جائے جو ان کی ضروریات سے زائد ہے اور پھر وہ انھی کے محتاجوں میں تقسیم کر

دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی پاسداری کی وصیت کرتا ہوں کہ اہل ذمہ سے کیے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔''

پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ہم انھیں اٹھا کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف آئے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کی: ''عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اجازت طلب کر رہے ہیں۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: ''ان کی میت کو اندر لے آؤ۔'' چنانچہ انھیں اندر لے جایا گیا اور وہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو گئے تو نامزد کردہ لوگ جمع ہوئے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تمھیں اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے۔'' اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔'' طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔'' اس کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا: ''آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی براءت ظاہر کرے گا ہم اسے خلافت دے دیں گے اور اللہ اس کا نگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ دونوں میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے۔'' اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے، تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم میں سے افضل کا انتخاب کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔'' تو ان دونوں حضرات نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور (اسے الگ لے جا کر) فرمایا: ''آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری اور ابتدا میں

اسلام لانے کا شرف حاصل ہے، جسے آپ جانتے ہیں۔ پس اللہ آپ کا نگہبان ہے، اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو آپ نے عدل و انصاف کرنا ہوگا اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو آپ کو ان کے احکام سننا ہوں گے اور ان کی اطاعت کرنا ہوگی۔'' اس کے بعد دوسرے صاحب (عثمان رضی اللہ عنہ) کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان دونوں سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: ''اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے!'' چنانچہ انھوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہل الدار آئے اور انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی (الغرض، سب نے بیعت کی)۔[بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان: ۳۷۰۰ ـ السنن الكبرى للبيهقي: ۷۱/۱۲، ۷۲، ح: ۱٦٤٤٥ـ مصنف ابن أبي شيبة: ٤۳٥/۷، ٤۳۷، ح: ۳۷۰٤۸ـ صحيح ابن حبان: ٦۹۱۷ـ شرح السنة: ۸۲/۱۰، ح: ۲٤۹۰ ـ الطبقات لابن سعد: ۲٥٦/۳، ۲٥۷]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خلافت کا زیادہ مستحق ہونا

متعدد مشہور اور صحیح نصوص میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہونے کے اشارے ملتے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے تو مجھے حکم دیا کہ میں باغ کے دروازے کی نگرانی کروں۔ اس دوران ایک آدمی آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو اور اسے جنت کی بشارت بھی سنا دو۔'' وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اجازت دو اور اسے جنت کی خوش خبری سنا دو۔'' وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک تیسرا شخص آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر آپ نے فرمایا:

« اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهُ ، فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٥]

''اسے اجازت دو اور اسے جنت کی خوش خبری بھی دو، اس مصیبت کی وجہ سے جو (دنیا میں) اسے پیش آئے گی۔'' وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔''

اس حدیث میں ان تینوں اصحاب کی پے در پے خلافت کا اشارہ ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

پر آنے والی اس آزمائش کی پیش گوئی بھی ہے جس میں انھیں محصور کر کے ناحق شہید کر دیا گیا۔ نیز اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا اشارہ بھی ملتا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ اپنے نانا ابو حبیبہ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے جب انھیں گھر میں محصور کر دیا گیا تھا، تو انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے (باغیوں سے) بات کرنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا، أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً »

''بلاشبہ میرے بعد تمھیں فتنوں اور اختلافات کا سامنا ہوگا، یا یہ فرمایا کہ اختلاف اور فتنوں کا۔''

لوگوں میں سے کسی نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! ہم اس وقت کس کا ساتھ دیں؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« عَلَيْكُمْ بِالْأَمِينِ وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ »

[فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ۱/ ۵۵۰ ، ح : ۷۲۳، و إسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ۲/ ۳۴۴ ، ۳۴۵، ح : ۸۵۲۲۔ مستدرك حاكم : ۳/ ۹۹، ح : ۴۵۴۱ ، ۴/ ۴۳۳ ، ح : ۸۳۳۵، وأبو حبيبة ثقة صدوق حسن الحديث]

''تم (اس وقت) امین (امانت دار) شخص اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ فرماتے ہوئے) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔''

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرنے والا معجزہ ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ میں بپا ہونے والے فتنے سے آگاہ کیا اور وہ بعینہ واقع ہوا۔ اسی طرح یہ حدیث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے پر بھی دلالت

کرتی ہے، وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کا حکم دیا اور آپ نے اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ فتنے اور اختلاف کے وقت امیر المومنین برحق ہوں گے اور آپ کے خلاف شورش برپا کرنے والے جھوٹے اور خواہشات کے پجاری ہوں گے۔ اس حدیث میں اس بات کی بھی گواہی موجود ہے کہ اس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر ہوں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عُثْمَانُ ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا، فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ)) [ترمذي، كتاب المناقب، باب منع النبي صلى الله عليه وسلم عثمان أن لا يخلع القميص ...... الخ : ٣٧٠٥، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٦/١٤٩، ح : ٢٥٦٧٧۔ ابن حبان : ٦٩١٥۔ طبراني أوسط : ٤/١١٥، ح : ٣٧١٥۔ مسند الشاميين : ٣/١٢٩، ح : ١٩٣٤۔ مصنف ابن أبي شيبة : ١٢/٤٩، ح : ٣٢٧٠٨، ١٥/٢٠١، ح : ٣٨٨١٠]

”اے عثمان! ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے، تو اگر لوگ اسے تجھ سے اتارنے کا مطالبہ کریں تو تُو ان کی وجہ سے اسے ہرگز نہ اتارنا۔“

اس حدیث میں بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے کا واضح اشارہ ہے، وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور استعارہ خلافت کو قمیص سے تعبیر کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت سے سرفراز کرے گا، اگر لوگ اس سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں تو ان کی بات ہرگز نہ ماننا، کیونکہ آپ حق پر ہوں گے اور وہ باطل پر ہوں گے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو سہلہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اُدْعُوْا إِلَيَّ بَعْضَ أَصْحَابِيْ)) ”میرے صحابہ میں سے کسی کو بلاؤ۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: ”ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: ”عمر رضی اللہ عنہ کو؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا:

''آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''تو پھر کسے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « عُثْمَانُ » ''عثمان کو۔'' پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تم اٹھ کر ایک طرف ہو جاؤ۔'' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی شروع کر دی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ (راوی حدیث ابو سہلہ کہتے ہیں کہ) پھر جب محاصرے والا دن آیا تو ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے امیر المومنین! کیا ہم (ان خارجیوں سے) قتال کریں؟'' انھوں نے فرمایا:

« لَا، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَ أَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ » [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١٠٧٠، وإسناده صحيح۔ مسند أحمد : ٦/ ٥١، ح ٢٤٢٩٨۔ مسند أبي يعلى : ٨/ ٢٣٤، ح : ٤٨٠٥۔ دلائل النبوة للبيهقي : ٦/ ٣٩١۔ مصنف ابن أبي شيبة : ١٢/ ٤٥، ح : ٣٣٧٠٠۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٦٠٤، ٦٠٥، ح : ٨٠٤۔ الطبقات لابن سعد : ٣/ ٦٧۔ أنساب الأشراف للبلاذري : ٢/ ٢٥٦۔ مستدرك حاكم : ٣/ ٩٩، ح : ٤٥٤٣، و أبو سهلة ثقة صدوق، وثقه العجلي وابن حبان وابن حجر، و وثقه الحاكم والذهبي بتصحيح حديثه]

''نہیں! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر کاربند رہوں گا۔''

یہ حدیث بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ جو شخص آپ کی خلافت کا منکر ہے، آپ کو شہید اور جنتی نہیں مانتا اور آپ کی شان میں بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے وہ ایمان سے خالی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ ﴾ [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ٣٦٩٨]

''نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو، پھر ہم نبی ﷺ کے اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے، ایک دوسرے سے کسی کو افضل نہیں جانتے تھے۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ان بزرگ ہستیوں کا احترام نبی ﷺ کے زمانہ ہی میں پیدا کر دیا تھا اور مستقبل میں قائم ہونے والی خلافت کی ضمنی تائید پہلے ہی ان کے دلوں میں راسخ کر دی تھی۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نبی ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔'' [منهاج السنة : ٣/ ١٦٥]

بعض روایات میں ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کہی جاتی تھی اور آپ ﷺ اس پر کوئی نکیر نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

﴿ كُنَّا نَقُوْلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ عُثْمَانُ اسْتَوَى النَّاسُ، فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يُنْكِرُهُ ﴾ [تاريخ دمشق : ٣٤٦/٣٠، و إسناده صحيح۔ معجم ابن الأعرابي : ٦٦٢/٢، ٦٦٣، ح : ١٣٢٢]

''رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم (مجلس سے) چلے جاتے تو ہم کہتے کہ (باقی) سب لوگ (صحابہ) برابر ہیں، پھر یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پتا چلتی تو آپ اس کی نفی نہ کرتے۔''

ان روایات میں بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ترتیبِ خلافت کے سلسلے میں جو کرنے والے تھے وہ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔

خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر اجماع

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے حق دار سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی نہ تھے۔ کیونکہ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد آپ ہی سب لوگوں میں افضل تھے۔ چنانچہ حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں:

« حَجَجْتُ فِيْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَشُكُّوْنَ أَنَّ الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِهِ لِعُثْمَانَ » [مصنف ابن أبي شيبة : ٤٤١/٧، ح : ٣٧٠٦٥، و إسناده صحيح۔ الإمامة والرد على الرافضة لأبي نعيم : ٣٠٦/١، ح : ١٠٨۔ معجم الصحابة لأبي القاسم البغوي : ١٤١/٤، ح : ١٧٨٣۔ تاريخ دمشق : ١٨٧/٣٩، ١٨٨]

"میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حج کیا تو (لوگوں کو دیکھا کہ) انھیں کوئی شک نہیں تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہونے والے خلیفہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔"

سیدنا نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أَمَّرْنَا خَيْرَ مَنْ بَقِيَ وَ لَمْ نَأْلُهُ » [المعرفة والتاريخ للإمام الفسوي يعقوب بن سفيان : ٧٦٠/٢، ٧٦١ وإسناده صحيح۔ الطبقات لابن سعد : ٦٣/٣۔ أصول السنة للإمام ابن أبي الزمنين : ٢٤٨/١، ح : ١٩٨]

"ہم نے باقی (صحابہ) میں سے سب سے بہتر شخصیت کو خلیفہ منتخب کیا ہے اور ہم نے اس عمل میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔"

ابو وائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آٹھ دن بعد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

« فَإِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَاتَ فَلَمْ نَرَ يَوْمًا أَكْثَرَ

نَشِيْجًا مِنْ يَوْمَئِذٍ، وَإِنَّا اجْتَمَعْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمْ نَأْلُ عَنْ خَيْرِهَا ذِيْ فُوْقٍ، فَبَايَعْنَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ، فَبَايِعُوْهُ» [الطبقات لابن سعد : ٦٣/٣ ، وإسناده حسن لذاته۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ٥٧٠/١ ، ح : ٧٥٩ ۔ المعرفة والتاريخ للفسوي : ٧٦١/٢]

"بلاشبہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں، اس دن سے زیادہ آہ و بکا والا دن ہم لوگوں نے کوئی نہیں دیکھا اور بے شک ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے تو ہم نے اپنے درمیان سب سے زیادہ فضیلت والے شخص کو منتخب کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ چنانچہ ہم نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے، تو تم بھی ان کی بیعت کرو۔"

حسن بن محمد زعفرانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "سب لوگوں کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق تھا، سو انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ شوریٰ کے چھ (٦) ارکان کے حوالے کر دیا کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر منتخب کر لیں۔ چنانچہ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا۔" [معرفة السنن و الآثار للبيهقي : ١٩٣/١، ح : ٧٤، و إسناده حسن لذاته۔ مناقب الشافعي له : ٤٣٤/١ ، ٤٣٥، وأبو الطيب هو عبد الله بن محمد بن أحمد بن حيان، انظر سؤالات السجزي، ت : ١١]

امام اہل السنہ احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« مَا كَانَ فِي الْقَوْمِ أَوْكَدُ بَيْعَةً مِنْ عُثْمَانَ، كَانَتْ بِإِجْمَاعِهِمْ »

[كتاب السنة للخلال : ٢٥٧/١ ، ح : ٤٠٥، و إسناده صحيح]

"(سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) مسلمانوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی بھی بیعت کا اہل نہیں تھا، ان کی بیعت مسلمانوں کی اجماعی بیعت تھی۔"



سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر فوقیت دینے کا حکم

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص زمانۂ تدوین حدیث کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فوقیت وفضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور بدعتی ہے اور زمانۂ تدوینِ حدیث میں ایسا کرنے والا شخص اگر ثقہ وصدوق اور باقی چیزوں میں صحیح العقیدہ ہے تو اس میں تشیع ہے۔

ثقہ محدث امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« مَنْ قَدَّمَ عَلِيًّا عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَدْ زَرٰى عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَخَافُ أَنْ لَا يَنْفَعَهُ مَعَ ذٰلِكَ عَمَلٌ » [المعرفة والتاريخ للفسوي : ٤٦٧/١، وإسناده صحيح۔ تاريخ دمشق : ٥٠٦/٣٩، وإسناده صحيح۔ معجم ابن أبي الأعرابي : ١٦٥/٤، ح : ١٦٥٨]

”جس شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مقدم کیا یقیناً اس نے مہاجرین و انصار کو معیوب گردانا اور مجھے خوف ہے کہ اس (باطل عقیدے کی) وجہ سے اس کا کوئی بھی عمل اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔“

ثقہ محدث امام حماد بن اسامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« مَنْ قَدَّمَ عَلِيًّا عَلَى عُثْمَانَ فَهُوَ أَحْمَقُ » [تاريخ دمشق : ٥٠٦/٣٩، وإسناده صحيح]

”جس شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا وہ احمق ہے۔“

اور ثقہ تبع تابعی امام المسلمین حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« لَئِنْ قُلْتُ إِنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ مِنْ عُثْمَانَ لَقَدْ قُلْتُ إِنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَانُوْا » [حلية الأولياء : ٦/ ٢٨٠، ح : ٨٦١٢، وإسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق : ٣٩/ ٢٠٤، و إبراهيم بن عبد الله هو إبراهيم بن عبد الله بن إسحاق بن جعفر، وأبو إسحاق صدوق حسن الحديث، وثقه أبو نعيم بتصحيح حديثه، حلية الأولياء : ٣/ ٢٩٦، ح : ٤٠٠٣، له ترجمة في تاريخ الإسلام : ٢٦/ ٣٩٣۔ تاريخ بغداد : ٥/ ٩٥، ت : ٣١٥٨۔ الأنساب للسمعاني : ١٠/ ٤٣٣۔ المسند المستخرج لأبي نعيم : ١/ ٢٩٢، ح : ٥٤١]

’’اگر میں کہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں تو یقیناً میں (یوں) کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے خیانت کی ہے۔‘‘

[نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا طرزِ حکومت

سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے وقت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ » [بخاري، كتاب الأحكام، باب كيف يبايع الإمام الناس؟ : ٧٢٠٧]

''میں آپ سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور اس کے بعد آپ ﷺ کے دونوں خلفاء کے طریق کے مطابق بیعت کرتا ہوں۔''

گویا بیعت کے الفاظ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے سیاسی منہج کا اعلان ہے کہ وہ کتاب وسنت اور شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے طرزِ حکومت کی پابندی کریں گے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

« فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ وَ أَشَارَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ » [ترمذي، كتاب المناقب، باب اقتدوا بالذين من بعدي أبي بكر و عمر : ٣٦٦٢، و إسناده حسن لذاته۔ صحيح ابن حبان : ٦٩٠٢]

''میرے بعد ان دو کی اقتدا کرنا'' اور آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔''

الغرض! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت کتاب وسنت اور شیخین کی اقتدا کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی پیروی کرتے تھے، جیسا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا کہ

وہ اپنے ماموں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، کیونکہ لوگ ان کے کیے کے متعلق آپس میں بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہیں؟ چنانچہ عبیداللہ کہتے ہیں کہ ایک روز جب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو میں نے ان سے کہا: ''مجھے آپ سے ایک کام ہے اور اس میں (آپ کی) خیر خواہی ہے۔'' عبیداللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ! إِنِّيْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ)) ''اے بھلے آدمی! میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' عبیداللہ کہتے ہیں کہ پھر میں واپس چلا گیا، جب میں نے نماز مکمل کی تو میں مسور اور عبدالرحمٰن کے ساتھ بیٹھا اور انھیں وہ بات بتائی جو میں نے امیر المومنین سے کہی تھی، تو وہ دونوں کہنے لگے: ''تو نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔'' ابھی میں ان کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد (مجھے بلانے) آ گیا۔ وہ دونوں مجھ سے کہنے لگے: ''اللہ نے تجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔'' پھر میں گیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا: ((مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ لِيْ آنِفًا؟)) ''بتائیے! آپ کی خیر خواہی کیا تھی جس کا ابھی آپ ذکر کر رہے تھے؟'' عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ پڑھا اور پھر ان سے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور ایمان لائے۔ آپ نے پہلی دو ہجرتیں کیں اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ (بات یہ ہے کہ) لوگ ولید کے بارے میں بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، چنانچہ آپ پر لازم ہے کہ آپ اس پر حد نافذ کریں۔'' عبیداللہ کہتے ہیں کہ میری باتیں سن کر انھوں نے مجھ سے فرمایا: ((اِبْنَ أُخْتِيْ! أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟)) ''میرے بھانجے! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے؟'' عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''نہیں، لیکن مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور

یقین پہنچا ہے، جیسا کہ یہ دو چیزیں کنواری لڑکی تک کو اس کے پردہ کے باوجود پہنچ چکی ہیں۔'' تو انھوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

«أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَاللّٰهِ ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ بَعْدَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَبَايَعْنَاهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللّٰهِ ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَنِيَ اللّٰهُ، أَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ ؟ قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى! قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ »

''حمد و ثنا کے بعد، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور وہ اس چیز پر ایمان لائے جس کے ساتھ محمد ﷺ بھیجے گئے، پھر میں نے دو بار ہجرت کی، جیسا کہ تم نے ذکر کیا ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی آپ سے کوئی خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا سے اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کے بعد سیدنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ہم نے ان کی بیعت کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی ان کی خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی دنیا سے اٹھا لیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی خیانت کی، یہاں تک کہ ان کو بھی اللہ نے اٹھا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا دیا، تو کیا ان کا جو حق مسلمانوں پر تھا میرا بھی حق وہی نہیں ہے؟'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تو پھر تمھاری ان چہ میگوئیوں کا کیا مطلب، جو مجھے تمھاری طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ البتہ جو تو نے ولید کے متعلق شکایت کی ہے ان شاء اللہ، ہم اسے اس کی سزا جو واجب ہے ضرور دیں گے۔''

عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو چالیس کوڑے لگوائے اور اس کام کی ذمہ داری سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سونپی، تو انھوں نے انھیں کوڑے لگائے۔ [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/٥٩٧، ٥٩٨، ح : ٧٩١، و إسناده صحيح۔ بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه: ٣٦٩٦]

ابو ساسان حضین بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں موجود تھا کہ اس دوران (آپ کے اخیافی بھائی) ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ انھوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر کہنے لگا: ''میں آپ کو اور پڑھاؤں؟'' تو دو آدمیوں نے ان کے خلاف گواہی دی۔ ان میں سے ایک حمران تھا، اس نے کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے شخص نے بطور گواہی کہا کہ میں نے اسے شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: « إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتّٰى شَرِبَهَا » ''یقیناً اس نے شراب پی ہو گی، تب ہی تو قے کی ہے۔'' پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « يَا عَلِيُّ ! قُمْ فَاجْلِدْهُ » ''علی! اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے) کہا:

''اے حسن! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔'' تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰی قَارَّهَا »

''اس کی گرمی اسی کے حوالے کریں جو اس کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہوتا ہے۔''

(یعنی جو خلافت کی لذت سے مستفید ہوتا ہے مشکلات بھی وہی برداشت کرے) گویا انھوں نے اس پر اظہار ناپسندیدگی کیا۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے عبداللہ ابن جعفر! تو کھڑا ہو اور اسے کوڑے لگا۔'' تو انھوں نے اسے کوڑے لگائے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے رہے، جب چالیس تک پہنچے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رک جاؤ۔'' پھر فرمایا:

« جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِيْنَ، وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ، وَعُمَرُ ثَمَانِيْنَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ » [مسلم، كتاب الحدود، باب حد الخمر: ١٧٠٧۔ أبو داوٗد: ٤٤٨٠]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس (۴۰) کوڑے لگوائے اور اتنے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لگوائے، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی (۸۰) کوڑے لگوائے اور یہ سب سنت ہیں، لیکن مجھے یہ (چالیس) زیادہ پسند ہیں۔''

خلیفۂ وقت کا محاسبہ

خلیفۂ وقت اپنے اختیارات میں مطلق العنان نہیں ہوتا، بلکہ اپنے امور میں ہمہ وقت اپنے محاسبے کا احساس لیے ہوتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر امت کے لیے خلیفہ کے حقِ محاسبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

« هَاتَانِ رِجْلَايَ، فَإِنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ تَضَعُوْهُمَا فِي الْقُيُوْدِ فَضَعُوْهُمَا » [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل: ١/ ٦٠٢، ح: ٧٩٧، و إسناده صحيح۔ تاريخ دمشق: ٣٩/ ٣٥٧]

''یہ میرے دو قدم ہیں، اگر تمھیں کتاب اللہ کے مطابق انھیں پابندِ سلاسل کرنے

کا جواز ملے تو انھیں پابندِ سلاسل کر دینا۔‘‘

لیکن یہ بات یاد رہے کہ خلیفہ کا محاسبہ شوریٰ کے ذریعے سے ہوگا، خلیفہ کے خلاف مظاہرے کرنا، احتجاج اور جلوس وغیرہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ اسلام میں خلیفۂ وقت کی سمع وطاعت لازم ہے اور اس کی نصح وخیر خواہی پر قائم رہنا ضروری ہے۔

خلافتِ عثمان میں نظام مشاورت

مضبوط اسلامی ریاست کے بنیادی قوانین میں سربراہ حکومت اور اس کے ماتحت حکام کی اہلِ حلّ وعقد کے ساتھ مشاورت بھی شامل ہے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار اور دیگر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے اہم معاملات میں مشاورت کو لازم پکڑتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سپہ سالار بھی حملہ کرنے اور اسلامی فتوحات میں پیش قدمی کرنے سے پہلے آپ سے اجازت اور مشورہ طلب کرتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مشاورت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے قرآن مجید کو جمع کرنے کے لیے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ [دیکھیے صحیح ابن حبان : ٤٥٠٧، و إسنادہ صحیح۔ السنن الکبریٰ للبیهقي : ٤١/٢، ٤٢، و إسنادہ صحیح]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہرمزان کے قصاص کے طور پر قتل کرنے کے بارے میں باہم مشاورت کی۔ چنانچہ ثقہ تابعی سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے مہاجرین و انصار کو بلا کر فرمایا:

« أَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ قَتْلِ هٰذَا الرَّجُلِ » [الطبقات لابن سعد : ٢٧١/٣، و إسنادہ صحیح۔ تاریخ دمشق : ٦١/٣٨۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : ٩٢/٣، ح : ٤٩٣٥]

”تم مجھے اس آدمی کے (قصاصاً) قتل کے متعلق مشورہ دو۔“

وقتاً فوقتاً فتنوں کی سرکوبی کے لیے مفید تدابیر اور قضا وغیرہ کے متعلق بھی آپ رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کی۔

خلافتِ عثمان میں نظامِ احتساب

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے اس فریضے کو مختلف مواقع پر بطریقِ احسن ادا کیا۔

زرد رنگ کا کپڑا پہننے پر سرزنش

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے (محمد بن جعفر رحمہ اللہ بھی آپ کے ساتھ تھے) تو محمد بن جعفر بن ابو طالب کی بیوی ان کے پاس آئی اور انھوں نے اس کے ساتھ رات بسر کی۔ جب انھوں نے صبح کی تو ان پر خوشبو کے نشانات تھے اور وہ سرخی مائل چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ پھر وہ اسی حالت میں مقام مَلَل پر قافلے والوں کے ساتھ ان کے کوچ کرنے سے پہلے جا ملے۔ تو جب انھیں (اس حالت میں) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو انھیں ڈانٹا اور ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

« أَتَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ، وَقَدْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [مسند أحمد : ۱/ ۷۱، ح : ۵۱۷ وإسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق : ۵/ ۶۷، و عبد الله بن عبد الرحمن بن موهب صدوق، حسن الحديث في غير ما أنكر عليه وثقه الجمهور]

”کیا تو زرد کپڑے پہنتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔“

چوسر اور شطرنج کھیلنے پر پابندی

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شطرنج کھیلنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ جس کے گھر میں

شطرنج وغیرہ کے آلات ہوں وہ انھیں جلا دے یا توڑ دے۔ چنانچہ زبید بن صلت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! أُخْبِرْتُ أَنَّ هٰذِهِ الْمَيْسِرَ قَدْ كَثُرَتْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَلَا تَكُوْنَنَّ فِيْ بَيْتٍ إِلَّا كَسَرْتُمُوْهَا أَوْ حَرَّقْتُمُوْهَا »

''اے لوگو! (جوئے یعنی شطرنج وغیرہ سے بچو) مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے گھروں میں شطرنج وغیرہ کے آلات بڑھتے جا رہے ہیں، لہٰذا جس کے گھر میں یہ آلات ہوں وہ انھیں توڑ دے یا جلا دے۔''

پھر جتنا عرصہ اللہ نے چاہا آپ رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے، پھر (ایک دن) کھڑے ہوئے اور فرمایا:

« أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنِّيْ قَدْ كَلَّمْتُكُمْ فِي الْمَيْسِرِ فَلَمْ أَرَكُمْ أَحْدَثْتُمْ فِيْهَا شَيْئًا وَإِنِّيْ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ إِلَى الْبُيُوْتِ الَّتِيْ فِيْهَا ثُمَّ يُحْرَقُ عَلَيْهَا وَكُلِّ مَنْ فِيْهَا » [تحريم النرد والشطرنج للآجري : ٤٠/١، ح : ٣٢، و إسناده حسن لذاته۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٩٨٨/٣۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢١٥/١٠۔ وموسى بن أبي سهل صدوق حسن الحديث وثقه الضياء المقدسي بتصحيح حديثه وذكره ابن حبان في الثقات، انظر المختارة (٨٨/٣، ح : ٢٥٠٧)، و كتاب الثقات (٤٥٢/٧)]

''اے لوگو! میں نے تمھیں شطرنج کے بارے میں تنبیہ کی تھی، لگتا ہے تم باز نہیں آئے۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور جن گھروں میں شطرنج ہے انھیں وہاں موجود ہر چیز سمیت آگ لگا دوں۔''

شراب سے منع کرتے ہوئے

عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

« اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلَا قَبْلَكُمْ يَتَعَبَّدُ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا، فَقَالَتْ إِنَّا نَدْعُوكَ لِشَهَادَةٍ، فَدَخَلَ مَعَهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ حَتّٰى أَفْضَى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا دَعَوْتُكَ لِشَهَادَةٍ وَلٰكِنِّي دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ أَوْ تَشْرَبَ هٰذَا الْخَمْرَ، فَسَقَتْهُ كَأْسًا، فَقَالَ زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا لَا تَجْتَمِعُ هِيَ وَالْإِيْمَانُ أَبَدًا إِلَّا أَوْشَكَ أَحَدُهُمَا أَنْ يُخْرِجَ صَاحِبَهُ » [السنن الكبرى للبيهقي : ٢٨٧/٨، ح : ١٧٨٠٢، وإسناده صحيح۔ السنن الكبرى للنسائي : ٢٢٨/٣، ٢٢٩۔ ح : ٥١٧٦۔ شعب الإيمان للبيهقي : ٥/ ١٠، ح : ٥٥٨٦، وصححه ابن حبان (٥٣٤٨) والضياء المقدسي (المختارة : ٢١٢/١، ح : ٣٧١)]

"شراب سے بچو، کیونکہ یہ ام الخبائث ہے۔ بلاشبہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک عبادت گزار شخص تھا، جو لوگوں سے الگ رہتا تھا۔ تو ایک فاحشہ عورت اسے گمراہ کرنے کے درپے ہوگئی۔ اس نے اس زاہد کو بلانے کے لیے اپنی لونڈی بھیجی کہ اس کی گواہی مطلوب ہے۔ وہ لونڈی کے ساتھ چلا آیا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو لونڈی پیچھے سے ہر دروازہ بند کرتی گئی، حتیٰ کہ وہ ایک خوب رُو عورت کے

پاس پہنچا۔ اس کے پاس ایک لڑکا اور شراب کی بوتل تھی۔ اس عورت نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں نے تجھے کسی گواہی کے لیے نہیں بلایا، بلکہ میں نے تو تجھے اس لیے بلایا ہے کہ تو مجھ سے بدکاری کر لے یا اس لڑکے کو قتل کر دے یا پھر یہ شراب پی لے۔'' تو اس عورت نے اسے شراب کا ایک پیالہ پلا دیا، اس زاہد نے کہا: ''اور لاؤ۔'' اس طرح اس نے مزید شراب پی حتیٰ کہ وہ اس عورت کے ساتھ بدکاری بھی کر بیٹھا اور اس نے اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ اس لیے تم شراب سے بچو! کیونکہ شراب اور ایمان کبھی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، الا یہ کہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال باہر کرے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور مکارم اخلاق کی تعلیم و تذکیر

ابو رواع عباد بن زاہر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« إِنَّا وَاللّٰهِ ! قَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فَكَانَ يَعُوْدُ مَرْضَانَا، وَيَتْبَعُ جَنَائِزَنَا وَيَغْزُوْ مَعَنَا، وَيُوَاسِيْنَا بِالْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ، وَ إِنَّ نَاسًا يُعْلِمُوْنِيْ بِهِ عَسٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ أَحَدُهُمْ رَآهُ قَطُّ » [مسند أحمد : ١/ ٦٩، ٧٠، ح : ٥٠٤، و إسناده حسن لذاته۔ مسند البزار : ١/ ٩٠، ح : ٤٠١۔ تاريخ دمشق : ٤/ ٨١، ٢٥٣/٣٩، ٢٥٤، وصححه الضياء المقدسي (المختارة : ١/ ٢٠١، ٢٠٢، ح : ٣٥٤، ٣٥٥) و عباد بن زاهر صدوق حسن الحديث، وثقه الضياء بتصحيح حديثه، و ذكره ابن حبان في الثقات (٥/ ١٤١) و قال الهيثمي فيه "وهو ثقة" (مجمع الزوائد : ٧/ ٢٢٨)]

"یقیناً اللہ کی قسم! ہم سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ ہمارے بیماروں کی تیمارداری فرماتے، ہمارے جنازوں میں شریک ہوتے، ہمارے ساتھ مل کر جہاد و قتال کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں ہماری غم خواری فرماتے تھے۔ جبکہ آج وہ لوگ کہ جنھوں نے شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دیکھا بھی نہیں، مجھے سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

حکمت بھرا قول

ثقہ تابعی نزال بن سبرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتنے کے دنوں میں سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

« إِنِّيْ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ أَنِّيْ ظَلَمْتُ أَوْ أَنِّيْ كُنْتُ ظُلِمْتُ » [تاريخ أبي زرعة الدمشقي : ۱/ ۹۲ و إسناده صحيح۔ السنة للخلال : ۲/ ۳۳۲، ح : ۴۲۹۔ تاريخ دمشق : ۳۹/ ۳۵۷]

”میں نے (کسی پر) جو بھی ظلم کیا ہے میں اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں، یا اگر مجھ پر کوئی ظلم کیا گیا ہے (تو میں وہ معاف کرتا ہوں)۔“

عہدِ عثمانی میں تعلیم وتعلّم کا اہتمام

قرآن مجید کی تعلیم وتعلّم کا اہتمام

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ » [بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه : ٥٠٢٧، ٥٠٢٨]

''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔''

سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے قرآن کی تعلیم وتعلّم کے بارے میں صرف اس روایت کو بیان ہی نہیں کیا بلکہ اس روایت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ چنانچہ ثقہ تابعی فرافصہ بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« مَا أَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا » [موطأ إمام مالك، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح : ٣٥، وإسناده صحيح۔ مسند الشافعي : ١/ ٢١٥، ح : ١٠٤٦۔ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ٢/ ٣٤٤، ح : ٧٠٤، ٤/ ١٥، ح : ١٢٨٤۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : ٢/ ١٨٢، ح : ١٠٠٠، والفرافصة بن عمير ثقة صدوق، وثقه ابن سعد وابن حبان وأخرج عنه مالك في الموطأ وهو ثقة عند يعقوب بن سفيان الفارسي۔ الطبقات لابن سعد : ٥/ ١٧٦۔ كتاب الثقات : ٥/ ٢٩٩۔ المعرفة والتاريخ : ١/ ٢٢٣، ١٦٧]

''میں نے سورۂ یوسف سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے سن کر یاد کی، وہ اس طرح کہ وہ اسے کثرت سے نماز فجر میں پڑھتے اور ہمارے لیے دہراتے تھے۔''

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ صرف خود ہی کثرت سے قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی رعایا کو بھی ترغیب دلاتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ آپ کو کتنا قرآن یاد ہے۔ چنانچہ ثقہ تابعی عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے دیکھا کہ ابھی نمازیوں کی تعداد کم ہے، تو مسجد کے ایک کونے میں لیٹ گئے اور لوگوں کا انتظار کرنے لگے، تاکہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہو جائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: « مَنْ هُوَ؟ » ''کون ہو؟'' تو میں نے اپنے بارے میں بتایا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سوال کیا:

« مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ »

''تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟''

ابوعمرہ کہتے ہیں کہ میں نے انھیں اس سوال کا جواب دیا تو انھوں نے فرمایا:

« مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً » [موطأ إمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب ما جاء في العتمة والصبح : ۷، و إسناده صحيح۔ مصنف عبدالرزاق : ۱/ ۵۲۵، ح : ۲۰۰۹]

''جو عشاء کی نماز میں حاضر ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جو صبح (فجر) کو حاضر ہوا گویا اس نے رات بھر قیام کیا۔''

مسنون وضو کی تعلیم

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حُمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور

پھر فرمایا:

« لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ دَخَلَ فَصَلَّى، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا » [مسند أحمد : ۱/ ۵۷، ح : ۴۰۰، و إسناده صحيح۔ المنتخب من مسند عبد بن حميد : ۱/ ۵۰، ح : ۶۰]

”کیا میں تمھیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، اگر کتاب الٰہی کی ایک آیت (جس میں علم چھپانے کی وعید ہے) نہ ہوتی تو میں تمھیں یہ حدیث بیان نہ کرتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، پھر (مسجد میں) داخل ہوا اور نماز پڑھی تو اس نماز کے اور (اس کے بعد) دوسری نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ اُس نماز کو ادا کر لے۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ » [مسلم، كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء : ۲۴۵]

”جس آدمی نے اچھی طرح وضو کیا تو اس کے گناہ اس کے جسم سے خارج ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔“

وضو کا گناہوں کے لیے کفارہ بننا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ، فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ » [مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء...... الخ : ٢٣١- ابن حبان : ١٠٤٣- شرح السنة : ١/ ١٣٨]

’’جب کوئی مسلمان وضو کرتا ہے اور اپنے وضو کو مکمل کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے اور پھر وہ پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو اس سے ان کے درمیان سرزد ہوں گے۔‘‘

وضو اور دو رکعت نماز گناہوں کی معافی کا سبب ہیں

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حُمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈال کر انھیں دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لیا، کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اسے صاف کیا۔ پھر اپنے منہ کو تین مرتبہ دھویا اور پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا اور پھر ٹخنوں تک دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے، پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » [بخاري، كتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا : ١٥٩- مسلم : ٢٣١]

’’جو بھی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے، پھر دو رکعات ادا کرے اور (دوران ادائیگی) دل میں کوئی خیال نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔‘‘

عقیدۂ توحید کی تعلیم

سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ » [حلية الأولياء :

۱۷٤/۷، وإسناده صحیح۔ مسلم، کتاب الإیمان : ۲٦۔ ابن حبان : ۲۰۱]

”جو آدمی اس حال میں فوت ہوا کہ اسے یقین تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

باقیات وصالحات کی تعلیم

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اس دوران مؤذن آپ کے پاس آیا (اور نماز کے لیے کہا) تو آپ نے پانی والا برتن منگوایا جس میں تقریباً ایک مد پانی تھا، پھر آپ نے وضو کیا اور فرمایا:

« رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وُضُوْئِيْ هٰذَا، ثُمَّ قَالَ وَمَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِيْ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يَبِيْتَ يَتَمَرَّغُ لَيْلَتَهُ، ثُمَّ إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الصُّبْحَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَهُنَّ الْحَسَنَاتُ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، قَالُوْا هٰذِهِ الْحَسَنَاتُ، فَمَا الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ يَا عُثْمَانُ !؟ قَالَ هُنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ » [مسند أحمد : ۷۱/۱، ح : ۵۱۳، و إسناده حسن لذاته۔ مسند البزار : ۲۸/۲، ح : ۳۸۷، و صححه الضیاء المقدسی (المختارة : ۱۸٦/۱، ح : ۳۲۳، ۳۲٤)، وقال ابن حجر ”هٰذا حدیث حسن، و رجاله رجال الصحیح۔“ الأمالي المطلقة : ۱۱۰/۱]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ میرے اس وضو کی طرح وضو کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر وہ کھڑا ہوا اور اس نے ظہر کی نماز پڑھی تو اس کے صبح (کی نماز) سے لے کر ظہر تک کے دوران کیے گئے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پھر اس نے عصر کی نماز پڑھی تو اس کے ظہر اور عصر کے دوران کیے گئے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پھر اس نے مغرب کی نماز ادا کی تو اس کے عصر اور مغرب کے دوران کیے گئے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پھر اس نے عشاء کی نماز ادا کی تو عشاء اور مغرب کے دوران کیے گئے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پھر شاید کہ وہ اپنی رات (گناہوں میں) لت پت ہو کر گزارے، پھر اگر اس نے اٹھ کر وضو کیا اور صبح کی نماز ادا کی تو اس کے عشاء سے فجر تک کے درمیان کیے گئے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔'' لوگوں نے کہا: ''اے عثمان! یہ تو نیکیاں ہیں اور باقیات وصالحات کیا ہیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: « لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ » ، « سُبْحَانَ اللّٰهِ » ، « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ » ، « اَللّٰهُ أَكْبَرُ » اور « لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ » باقیات وصالحات ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے پر وعید

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ » [مسند أحمد: ١/ ٧٠، ح: ٥٠٧، وإسناده حسن لذاته]

''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا گھر جہنم میں بنا لے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اوصاف و مکارم

حلم و بردباری

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حلم اور عفو و درگزر ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کئی واقعات آپ رضی اللہ عنہ کے حلم اور ضبطِ نفس پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ نے حلم و بردباری کی سب سے اعلیٰ مثال اس وقت قائم کی جب بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور آپ اس وقت اپنے دفاع کی پوری صلاحیت رکھتے تھے، لیکن آپ نے کسی صورت بھی مسلمانوں کا خون بہنا گوارا نہیں کیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« قُلْتُ لِعُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ اُخْرُجْ فَقَاتِلْهُمْ، فَإِنَّ مَعَكَ مَنْ قَدْ نَصَرَ اللّٰهُ بِأَقَلَّ مِنْهُ، وَاللّٰهِ! إِنَّ قِتَالَهُمْ لَحَلَالٌ، قَالَ فَأَبٰى وَقَالَ مَنْ كَانَ لِي عَلَيْهِ سَمْعٌ وَطَاعَةٌ فَلْيُطِعْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَكَانَ أَمَّرَهُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الدَّارِ وَكَانَ يَوْمَئِذٍ صَائِمًا » [مصنف ابن أبي شيبة : ٧/٤٤٢، ح : ٣٧٠٨٣، و إسناده صحيح، و ٧/٥١٦، ح : ٣٧٦٦٢ و إسناده صحيح]

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے محاصرے والے دن کہا کہ آپ باہر نکلیں اور ان لوگوں سے قتال کریں، یقیناً آپ کے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے (اس وقت بھی) مدد کی تھی جب وہ تعداد میں اس سے بھی کم تھے اور اللہ کی قسم! ان سے قتال کرنا حلال ہے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لڑنے سے انکار کر دیا اور کہا:

"جو اپنے اوپر میری اطاعت و فرماں برداری کا حق تسلیم کرتا ہے وہ عبداللہ بن زبیر کی اطاعت کرے۔" محاصرے کے دنوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا تھا اور اس دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے۔"

ثقہ تابعی عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ (محاصرے کے دنوں میں) فرما رہے تھے:

« إِنَّ أَعْظَمَكُمْ عِنْدِيْ غَنَاءً مَنْ كَفَّ سِلَاحَهُ وَيَدَهُ » [مصنف ابن أبي شيبة : ٦/٣٦١، ح : ٣٢٠٣٨، وإسناده صحيح]

"میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ میرا خیر خواہ وہ شخص ہے جس نے (اس موقع پر) اپنے ہتھیار اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھا۔"

عفت و پاک دامنی

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اس صفت کے متعلق اتنا کہہ دینا ہی کافی ہوگا کہ آپ رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت اور اسلام میں کبھی فحاشی کے قریب نہیں گئے۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

« فَوَاللّٰهِ ! مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ » [مستدرك حاكم : ٤/٣٤٩، ح : ٨٠٢٨، وإسناده صحيح، وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي، وصححه ابن الجارود (ح : ٨٣٦)، وحسنه الترمذي (٢٠٨٤)۔ مسند أحمد : ١/٦١، ٤٣٧، و صححه الضياء المقدسي (١/٢٠٧، ح : ٣١٨، ٣١٩)]

"اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی زمانۂ جاہلیت میں زنا کا ارتکاب کیا اور نہ ہی کبھی قبولِ اسلام کے بعد۔"

جود و سخا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے زیادہ سخی اور کریم انسان تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے واقعات اور ان کے اثرات تاریخ اسلامی کا ایک لازوال اور سنہرا باب ہیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مجاہدین کی تیاری، مسلمانوں کے لیے بئر رومہ کی خریداری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسجد نبوی کی توسیع سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جود وسخا کی منہ بولتی تصاویر ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار (سونے کے سکے) لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں رکھ دیے۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دیناروں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا:

« مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ » [ترمذي، كتاب المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا و تجهيزه جيش العسرة : ٣٧٠١، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٥/ ٦٣، ح : ٢٠٦٣٠۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل، ح : ٧٣٨۔ مستدرك حاكم : ٣/ ١٠٢۔ دلائل النبوة للبيهقي : ٥/ ٢١٥]

''آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

مسند احمد کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرما رہے تھے: ''عثمان بن عفان آج کے بعد جو بھی عمل کرے وہ اسے کوئی ضرر نہیں دے گا۔'' [مسند أحمد : ٥/ ٦٣، ح : ٢٠٦٣٠، و إسناده حسن لذاته]

دورانِ محاصرہ غزوۂ تبوک کے بارے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا تھا:

« أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَقَالَ مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ يَعْنِيْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوْا عِقَالًا وَلَا خِطَامًا؟ »

''میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کے دن) لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو اس لشکر کو تیار کرے گا، یعنی تنگی والے لشکر (غزوۂ تبوک)

کو تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا'' تو میں نے اس لشکر کو تیار کیا، یہاں تک کہ سواریوں کی مہار و نکیل تک موجود تھی، کوئی چیز ان میں سے مفقود نہ تھی؟''

لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر کہا: ''اللہ کی قسم! ہاں (معاملہ بالکل ایسے ہی ہے)۔'' پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا: « اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ » ''اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔'' [صحیح ابن حبان، کتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، باب ذكر مغفرة الله جل و علا علی عثمان ...... الخ : ٦٩٢٠۔ السنن الكبرى للبيهقي : ١٤٨/٩، ١٤٩، ح : ١٢١٥٧، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٧٠/١، ح : ٥١١]

جود و سخا جیسی عظیم خوبی میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت منفرد تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا مال اللہ کے دین کی خدمت، اسلامی سلطنت کی تعمیر و ترقی، جہاد فی سبیل اللہ اور معاشرتی کاموں میں اللہ کی خوشنودی کے لیے بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے رہے اور کبھی بخل سے کام نہ لیا۔

صبر و استقامت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صبر و تحمل اور استقامت کی خوبی سے بھی متصف تھے۔ بہت سے واقعات آپ کے صابر ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ دورانِ فتنہ بلوائیوں کے مقابلے میں پیدا ہونے والے پُرکٹھن حالات میں امتِ مسلمہ کے ڈھانچے کو بچانے کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے جس جواں مردی کا مظاہرہ کیا وہ آپ کے صبر و تحمل کی منفرد مثال ہے۔ امت کے وقار کا تحفظ اور مسلمانوں کو خون ریزی سے بچانا اور پھر اس کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینا کوئی معمولی صبر نہ تھا۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان فرما دیا کہ میں اس شدید فتنے کا مقابلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور وصیت کی تعمیل کرتے ہوئے صبر سے کروں گا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو سہلہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « اُدْعُوْا إِلَيَّ بَعْضَ أَصْحَابِيْ » ''میرے صحابہ میں سے کسی کو بلاؤ۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں

نے کہا: ''عمر رضی اللہ عنہ کو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''تو پھر کسے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « عُثْمَانُ » ''عثمان (رضی اللہ عنہ) کو۔'' پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: « تَنَحَّيْ » ''تم اٹھ کر ایک طرف ہو جاؤ۔'' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی شروع کر دی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ (راویٔ حدیث ابو سہلہ کہتے ہیں کہ) پھر جب محاصرے والا دن آیا تو ہم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے امیر المومنین! کیا ہم (ان خارجیوں سے) قتال کریں؟'' انھوں نے فرمایا:

« لَا، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَ أَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ » [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١٠٧٠، وإسناده صحيح۔ مسند أحمد : ٦/ ٥١، ح ٢٤٢٩٨۔ مسند أبي يعلى : ٨/ ٢٣٤، ح : ٤٨٠٥۔ دلائل النبوة للبيهقي : ٦/ ٣٩١۔ مصنف ابن أبي شيبة : ١٢/ ٤٥، ح : ٣٣٧٠٠۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٦٠٤، ٦٠٥، ح : ٨٠٤۔ الطبقات لابن سعد : ٣/ ٦٧۔ أنساب الأشراف للبلاذري : ٢/ ٢٥٦۔ مستدرك حاكم : ٣/ ٩٩، ح : ٤٥٤٣، وأبوسهلة ثقة صدوق، وثقه العجلي وابن حبان و ابن حجر، و وثقه الحاكم والذهبي بتصحيح حديثه]

''نہیں! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر کاربند رہوں گا۔''

عدل و انصاف

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ عدل و انصاف کی صفت سے بھی مزیّن تھے۔ عبیداللہ بن عدی بن خیار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ نظر بند تھے اور آپ سے عرض کی:

« إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَ نَزَلَ بِكَ مَا نَرٰی، وَ يُصَلِّيْ لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ، وَنَتَحَرَّجُ »

''آپ تو تمام لوگوں کے امام ہیں اور آپ ایک ایسی آزمائش سے دو چار ہیں جسے ہم دیکھ رہے ہیں، صورتِ حال یہ ہے کہ ہمیں امام فتنہ (عبدالرحمٰن بن عُدَیس بلوی) نماز پڑھاتا ہے اور ہم (اس سے) تنگی محسوس کرتے ہیں۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اَلصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ، وَإِذَا أَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ » [بخاري، كتاب الأذان، باب إمامة المفتون و المبتدع : ٦٩٥]

''نماز لوگوں کے اعمال میں سے سب سے اچھا عمل ہے، لہٰذا جب لوگ اچھائی کریں تو تم بھی ان کے ساتھ مل کر اچھائی کرو اور جب وہ برائی کریں تو تم ان کی برائی سے بچو۔''

محاسبۂ نفس اور خشیتِ الٰہی

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آپ کی ڈاڑھی بھیگ جاتی۔ آپ سے کہا گیا کہ جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ نہیں روتے لیکن قبر کے پاس آپ روتے ہیں، تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَ إِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ »

''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، اگر انسان اس سے نجات پا گیا

تو اس کے بعد والا معاملہ اس سے آسان ہوگا اور اگر وہ اس (کے عذاب) سے نہ بچ سکا تو اس کے بعد کا معاملہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔"

مزید فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

« وَاللّٰهِ ! مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ » [مسند أحمد : ١/ ٦٣، ٦٤، ح : ٤٥٤، وإسناده حسن لذاته۔ شعب الإيمان للبيهقي : ١/ ٣٥٩، ح : ٣٩٧۔ شرح السنة للبغوي : ٣/ ٨٤۔ ترمذي : ٢٣٠٨۔ مستدرك حاكم : ١/ ٣٧٠، ح : ١٣٧٣، ٤/ ٣٢٩، ٣٣٠، ح : ٧٩٤٢]

"اللہ کی قسم! میں نے (عذاب کے) جتنے بھی مناظر دیکھے ہیں ان میں قبر سب سے بڑھ کر سخت ہے۔"

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے:

« اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثَبُّتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ » [أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف : ٣٢٢١، و إسناده حسن لذاته۔ المختارة للمقدسي : ١/ ٢٢٢، ح : ٣٨٨۔ السنة لعبد الله بن أحمد : ٢/ ٥٩٨، ح : ١٤٢٥۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٤/ ٥٦، ح : ٧٣١٥]

"اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اس سے اب پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔"

زہد وورع

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اسے دن رات اللہ کے راستے میں بے دریغ خرچ بھی کیا کرتے تھے، لیکن اس قدر مال و دولت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ زہد کے پیکر تھے، متعدد روایات اس کا واضح ثبوت ہیں۔ چنانچہ ثقہ تابعی ابو عثمان عبد الرحمٰن بن مل نہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن

شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے شادی کی تو اس نے امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ولیمے کی دعوت دی۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

«أَمَا إِنِّي صَائِمٌ غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُجِيبَ الدَّعْوَةَ وَأَدْعُوْ بِالْبَرَكَةِ»

[كتاب الزهد لأحمد ابن حنبل : ١/ ١٢٩، ح : ٦٨٩، وإسناده صحيح۔ أخبار المدينة المنورة : ٢/ ١٣٢، ح : ١٧٨٠]

"بلاشبہ میرا روزہ ہے، لیکن میں نے اس بات کو پسند جانا کہ تیری دعوت قبول کروں اور تجھے برکت کی دعا دوں۔"

یہ واقعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ کی واضح دلیل ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک بظاہر معمولی غلام کی دعوت قبول کر رہے ہیں، دنیا دار حکمران شاید اس طرح کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہیں۔

ثقہ تابعی مالک بن ابو عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے جوتے کے ساتھ سنگریزے درست کر رہے ہیں (تا کہ کسی نمازی کو تکلیف نہ ہو)۔ [موطأ إمام مالك، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب ما جاء في تسوية الصفوف : ٤٥، وإسناده صحيح۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٢/ ٢١، ح : ٢٣٨٦]

عوام کی خبر گیری

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کی محبت سے سرشار اور انتہائی نرم دل، شفیق و رحیم انسان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ برابر لوگوں کے حالات دریافت کرتے رہتے، ان کی مشکلات و پریشانیوں کو معلوم کرتے، غائب کی خبر گیری کر کے اطمینان حاصل کرتے، حاضرین کے ساتھ ہمدردی و غم خواری کرتے اور مریضوں کی تیمار داری کرتے۔ چنانچہ موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے، مؤذن اذان کہہ رہا تھا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں سے ان کے احوال اور بازار میں چیزوں کے بھاؤ وغیرہ کے

متعلق پوچھ رہے تھے۔" [مسند أحمد : ۱/ ۷۳، ح : ۵٤۰ وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ۱/ ٤۹۸، ح : ۸۱۲۔ تاريخ دمشق : ۳۹/ ۲۲۸۔ الطبقات لابن سعد : ۳/ ۵۹، وإسناده صحيح]

حق کی طرف رجوع

کسی بھی شخص کی حقیقی معنوں میں بزرگی و برتری اور مقام و مرتبہ تب ہی بنتا ہے جب وہ حق کا تابع دار و طلب گار ہو اور یہ بات بھی اٹل حقیقت ہے، جس سے کسی کو کوئی انکار نہیں کہ معصوم صرف اور صرف انبیاء و رسل علیہم السلام ہی ہیں۔ سو انبیاء و رسل کے علاوہ کوئی بھی شخص معصوم نہیں ہے، ہاں! جو موحد شخص جتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرے گا وہ اتنا ہی اللہ کے ہاں زیادہ مقام و مرتبہ حاصل کرے گا۔ لیکن یاد رہے کہ "عصمت" اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ خاص کر دی ہے، ان کے علاوہ دنیا کے کسی بھی شخص کی ہر بات درست و صحیح نہیں ہو سکتی۔ سو ہر آدمی کی بات کو بحکم قرآن: ﴿ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳](اس کے پیچھے چلو جو تمھاری طرف تمھارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کے پیچھے مت چلو، بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو) کے تحت قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے گا، پھر جو بات قرآن و حدیث کے موافق ہو گی اسے بلا چون و چرا قبول کر لیا جائے گا اور جو بات قرآن و حدیث سے مطابقت نہیں رکھتی ہو گی اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اگر اس کا قائل و فاعل موحد ہے تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے کہا جائے گا کہ اسے یہ حدیث نہیں پہنچی ہو گی یا اس قول و فعل کے صدور کے وقت قرآن کا یہ حکم اور یہ حدیث اس کے ذہن میں نہیں ہو گی۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ حقیقی معنوں میں بڑوں نے اپنی بزرگی ہر موڑ پر برقرار رکھی ہے اور انھوں نے کبھی بھی حق کی طرف رجوع کرنے میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دیر نہیں کی۔ چنانچہ ثقہ تابعی سعد بن

عبید زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« إِنَّهُ رُفِعَ إِلَيَّ امْرَأَةٌ وَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ حِيْنَ دَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا »

''میرے سامنے ایک ایسی عورت کو پیش کیا گیا جس نے اپنے خاوند سے ہم بستر ہونے کے چھ ماہ بعد بچے کو جنم دیا ہے۔''

تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے امیر المومنین! اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ [البقرة : ٢٣٣]

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ [الأحقاف : ١٥]

''اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔''

سو جب رضاعت کی مدت پوری ہو جائے گی تو حمل کی مدت چھ (۶) ماہ باقی رہ جائے گی۔'' تو اس طرح وہ عورت سزا سے بچ گئی۔'' [كتاب التوحيد لابن منده : ١/ ١٣١، ح : ١٠١، إسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٢/ ١٠٨، ح : ١٦٨٨۔ مصنف عبد الرزاق : ٧/ ٣٥١، ح : ١٣٤٤٦]

ثقہ تابعی ابو سعید مولیٰ ابی أسید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصریوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرنے سے پہلے جب ان پر کچھ (فضول و بے بنیاد) اعتراضات کیے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کے جوابات دیتے رہے۔ اسی روایت میں ہے کہ پھر انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ایسی باتیں کہیں کہ جن کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا

اور کہا:

« أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ » [مصنف ابن أبي شيبة : ۷/ ۵۲۰، ۵۲۱، ح : ۳۷۶۷۹، و إسناده صحيح]

''میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

رجوع الی الحق کے سلسلے میں سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کا درج ذیل واقعہ بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں مسجد نبوی میں سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو میں نے انھیں سلام کہا، انھوں نے میری طرف نظر بھر کر دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''اے امیر المومنین ! کیا اسلام میں کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟'' دو مرتبہ کہا، انھوں نے کہا: ''نہیں ! لیکن ماجرا کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اور تو کچھ نہیں، البتہ ابھی میں مسجد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور میں نے انھیں سلام کہا تو انھوں نے میری طرف نظر بھر کر دیکھا مگر میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ''تمھیں تمھارے بھائی کے سلام کا جواب دینے سے کس چیز نے روکا؟'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: « مَا فَعَلْتُ » ''میں نے تو ایسا نہیں کیا۔'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں (ایسا ہی ہوا ہے)۔'' حتیٰ کہ انھوں نے بھی قسم کھائی اور میں نے بھی، مگر پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آ گیا تو کہنے لگے:

« بَلٰى وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ ، إِنَّكَ مَرَرْتَ بِيْ آنِفًا وَأَنَا أُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا وَاللّٰهِ! مَا ذَكَرْتُهَا قَطُّ إِلَّا تَغَشّٰى بَصَرِيْ وَقَلْبِيْ غِشَاوَةٌ »

''ہاں، ایسا ہی ہوا ہے اور میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ آپ ابھی جب میرے پاس سے گزرے تھے تو اس وقت میں دل میں وہ

بات سوچ رہا تھا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اللہ کی قسم! میں نے جب بھی اسے یاد کیا میری آنکھوں اور دل پر پردہ پڑ گیا۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں تمھیں اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے پہلی دعا کا ذکر کیا تو ایک اعرابی آ گیا اور اس نے آپ ﷺ کو مشغول کر دیا، یہاں تک کہ آپ اٹھ کر چل دیے، تو میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ جب مجھے یہ ڈر محسوس ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے اپنے گھر میں داخل ہو جائیں گے تو میں تیز تیز چلنے لگا۔ آپ ﷺ نے میری طرف جھانکا اور فرمایا: « مَنْ هٰذَا أَبُوْ إِسْحَاقَ ؟ » "یہ کون ہے، ابو اسحاق ہو؟" میں نے کہا: "جی ہاں! اے اللہ کے رسول!" آپ نے فرمایا: « فَمَهْ » "کیا بات ہے؟" میں نے کہا: "اللہ کی قسم! اور تو کوئی بات نہیں، بس آپ نے ہمارے سامنے پہلی دعا (یعنی وہ دعا جو کسی بھی دعا سے پہلے کی جائے) کا ذکر کیا، پھر ایک اعرابی آ گیا اور اس نے آپ کو مشغول کر دیا۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

« نَعَمْ، دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ هُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ : ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ٨٧] فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ »[مسند أحمد : ١/١٧٠، ح : ١٤٦٢، وإسناده صحيح۔ مسند أبي يعلٰى : ٢/١١٠، ح : ٧٧٢۔ تاريخ دمشق : ٢٠/٢٨٢، وصححه الضياء المقدسي (المختارة : ٢/٢٠، ح : ١٠٤١)]

"ہاں! میں ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی اس دعا کا ذکر کر رہا تھا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: "تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے ہو گیا ہوں۔" تو جو بھی کوئی مسلم بندہ اس دعا کے ذریعے سے اپنے رب سے کسی بھی چیز کی دعا کرے گا تو اللہ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔"



سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مالی ادارے

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مالی سیاست میں کوئی تبدیلی نہ کی، بلکہ اسی پر قائم رہے۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں کو مال جمع کرنے، عمارتیں تعمیر کرنے اور اراضی کو اپنی ملکیت میں لانے کی آزادی دی۔ گویا آپ کا زمانۂ خلافت مسلمانوں کے لیے خوش حالی اور آسائش کا زمانہ تھا۔ چنانچہ ثقہ تابعی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کا زمانہ اس حال میں پایا کہ میں سن بلوغت کے قریب تھا، ایک دن میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَا تَنْقِمُوْنَ عَلَيَّ ؟ قَالَ وَمَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ فِيهِ خَيْرًا، يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ ! اغْدُوْا عَلٰى عَطِيَّاتِكُمْ فَيَغْدُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَهَا وَافِرَةً، ثُمَّ يُقَالُ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ! اغْدُوْا عَلٰى كِسْوَتِكُمْ، فَيُجَاءُ بِالْحُلَلِ فَتُقْسَمُ بَيْنَهُمْ»

''لوگو! تم مجھ سے کیوں ناراض ہوتے ہو؟'' حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں لوگ مال تقسیم نہ کرتے ہوں، اعلان ہوتا کہ لوگو! اپنے عطیات وصول کرنے کے لیے صبح سویرے نکلو، وہ نکلتے اور وافر مقدار میں عطیات وصول کرتے۔ پھر کہا جاتا کہ مسلمانو! اپنے ملبوسات حاصل کرنے کے لیے آؤ۔ چنانچہ (بغرض تقسیم) ملبوسات لائے جاتے اور انھیں ان کے درمیان

تقسیم کر دیا جاتا۔"

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« وَالْعَدُوُّ مَنْفِيٌّ، وَالْعَطِيَّاتُ دَارَّةٌ وَذَاتُ الْبَيْنِ حَسَنٌ وَالْخَيْرُ كَثِيرٌ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ يَخَافُ مُؤْمِنًا، مَنْ لَقِيَ مِنْ أَيِّ الْأَحْيَاءِ كَانَ فَهُوَ أَخُوهُ وَمَوَدَّتُهُ وَنُصْرَتُهُ، وَالْفِتْنَةُ أَنْ يَسُلَّ عَلَيْهِ سَيْفًا » [المعجم الكبير للطبراني : ۱/۸۷، ح : ۱۳۱۔ تاريخ المدينة المنورة : ۲/۱۳۵، ح : ۱۷۹۷، وإسناده حسن لذاته۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي : ۶/۱۶۴، ح : ۲۱۱۲]

"دشمنوں کو نکال دیا گیا، عطیات تقسیم ہو رہے ہیں، آپس کے تعلقات بڑے خوشگوار ہیں، مال و زر کی بہتات ہے، روئے زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں جو دوسرے مومن سے خوف کھاتا ہو اور جو کسی بھی گلی محلے سے آ کر ملے وہ اس کا بھائی ہے، ان میں دوستی ہے، وہ ایک دوسرے کے مدد گار ہیں اور فتنہ یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار اٹھائے۔"

ثقہ محدث مالک بن ابو عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اس دوران نماز کے لیے اقامت کہی گئی، اس وقت میں آپ سے اس بارے میں بات کر رہا تھا کہ آپ میرے لیے بھی کوئی وظیفہ مقرر فرما دیں۔ میں ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ اپنے جوتوں سے (وہاں موجود) کنکریاں برابر کرتے رہے، یہاں تک کہ انھیں ان لوگوں نے جنھیں انھوں نے صفیں سیدھی کرنے کی ذمہ داری دے رکھی تھی آ کر بتایا کہ صفیں درست ہو چکی ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: « اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ » "صف میں سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔" پھر آپ رضی اللہ عنہ نے (نماز کے لیے) تکبیر کہی۔" [موطأ إمام مالك، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب ما جاء في تسوية الصفوف : ۴۵، وإسناده صحيح۔ السنن الكبرى للبيهقي : ۲/۲۱، ح : ۲۳۸۶]

بیت المال سے مسلمانوں کا حق ادا کرنا

سیدنا قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا عطیہ وصول کرنے کے لیے جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتے: « هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَّالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكَاةُ ؟ » ''کیا تیرے پاس اتنا مال موجود ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟'' سیدنا قدامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اگر میں اس کا جواب ہاں میں دیتا تو آپ میرے عطیے سے میرے مال کی زکوٰۃ وصول کر لیتے اور اگر میں اس کا جواب نفی میں دیتا تو آپ مجھے میرا عطیہ پورے کا پورا دے دیتے۔'' [موطأ إمام مالك، كتاب الزكاة، باب الزكاة في العين من الذهب والورق : ١/ ٢٤٦، ح : ٥٨١، و إسناده صحيح۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٤/ ١٠٩، ح : ٧٦٠٥۔ كتاب الأموال لابن زنجويه : ٣/ ٣٧٧، ح : ١٢٧١۔ مسند الشافعي : ١/ ٩١، ح : ٤٠٤۔ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ٢/ ٤١١، ح : ٢٤٢٨]

ثقہ تابعی مالک بن ابو عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« لَا تُكَلِّفُوا الْأَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ، فَإِنَّكُمْ مَتٰى كَلَّفْتُمُوْهَا ذٰلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا، وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيْرَ الْكَسْبَ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ وَ عِفُّوْا إِذَا أَعَفَّكُمُ اللّٰهُ وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا » [موطأ إمام مالك، كتاب الاستئذان، باب الأمر بالرفق بالمملوك : ٢/ ٩٨١، ح : ١٧٧١، و إسناده صحيح۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٨/ ٨، ح :

١٦٢٠٣۔ شعب الإيمان للبيهقي : ٣٧٩/٦، ح : ٨٥٩١۔ شرح مشكل الآثار للطحاوي : ١٠٢/٢، ح : ٥١٣۔ مصنف عبد الرزاق : ٤٨/٢، ح : ٢٤٤٠۔ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ٨٤/١٣، ح : ٥٠٠٨]

''لونڈی کو اس کے ہنر کے علاوہ کام کرنے پر مجبور نہ کرو، اگر تم اسے اس کے لیے پابند کرو گے تو وہ جسم فروشی پر مجبور ہوگی اور کم سن بچے کو کمائی کرنے کے لیے مجبور نہ کرو، اس لیے کہ اگر وہ کما نہیں سکے گا تو چوری کرے گا۔ اگر اللہ نے تم سے درگزر فرما لیا ہے تو تم بھی درگزر کیا کرو اور ہمیشہ عمدہ خوراک لیا کرو۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غریب لوگوں کی مالی اعانت بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ ثقہ وصدوق تابعی یعقوب مولی الحرقیین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيْهِ عَلٰى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا » [موطأ إمام مالك، كتاب القراض، باب ما جاء في القراض : ٦٨٨/٢، ح : ١٣٧٣، وإسناده حسن لذاته۔ السنن الكبرى للبيهقي : ١١١/٦، ح : ١١٣٨٦۔ يعقوب صدوق حسن الحديث وثقه الترمذي بتحسين حديثه (٤٤٩) وأخرج عنه الإمام مالك في الموطأ وهو ثقة عند يعقوب بن سفيان الفارسي۔ انظر المعرفة والتاريخ : ٤٢٥/١، ٣٤٩]

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مجھے اس شرط پر قرض دیا کہ میں اس مال سے تجارت کروں گا اور نفع میں ہم دونوں شریک ہوں گے۔''

زکوۃ کی ادائیگی کے لیے لوگوں کو ترغیب دلانا

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ وَلَمْ يُسَمِّ لِيَ السَّائِبُ الشَّهْرَ وَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهُ، قَالَ فَقَالَ عُثْمَانُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَقْضِ دَيْنَهُ حَتّٰى

تَخْلُصَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْا مِنْهَا الزَّكَاةَ » [السنن الكبرى للبيهقي : ٦/٦٥، ح : ٧٧٠٠، و إسناده صحيح۔ موطأ إمام مالك : ١/٢٥٣، ح : ٥٩٣۔ كتاب الأموال لابن زنجويه : ٣/٤٨٤، ح : ١٣٧٤۔ كتاب الخراج ليحيى بن آدم : ٢/٤١، ح : ٥٦٥۔ المطالب العالية لابن حجر : ٣/١٦٧، ح : ٩٤٢ و قال ابن حجر "إسناده صحيح موقوف"]

''یہ تمھاری زکوٰۃ (کی ادائیگی) کا مہینا ہے۔''(راوی کہتا ہے کہ) سائب رضی اللہ عنہ نے مجھے اس مہینے کا نام نہیں بتایا اور نہ ہی میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس کے ذمے قرض ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنا قرض ادا کرے، یہاں تک کہ جب تمھارے مال خالص ہو جائیں تو اس سے زکوٰۃ ادا کرو۔''

ثقہ تابعی ابو اشعث الصعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

« أَدُّوْا زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ، حُرٍّ وَمَمْلُوْكٍ، ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى » [شرح معاني الآثار للطحاوي : ٢/٩٩، ح : ٣٠٦١، وإسناده حسن لذاته۔ شرح مشكل الآثار : ٩/٤٠]

''(لوگو!) کھجور یا جو سے ایک صاع صدقۂ فطر ادا کرو، ہر چھوٹے اور بڑے کی طرف سے، ہر آزاد و غلام کی طرف سے اور ہر مرد و عورت کی طرف سے۔''

صدقات کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور کی پیروی

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کچھ برائی کرنے والے ہوتے تو اس دن ضرور کرتے جس دن ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور انھوں نے آ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی شکایت کی۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ پروانہ لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ صدقات کے سلسلے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور اس پروانہ میں ہے (اسے دیکھ لیجیے اور) اپنے عاملوں کو اس کے مطابق صدقہ وصول کرنے کا حکم دیجیے۔" چنانچہ میں وہ پروانہ لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انھوں نے کہا: « أَغْنِهَا عَنَّا » "فی الحال ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" پھر میں اسے لے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گیا اور انھیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جواب سے مطلع کیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اسے وہیں رکھ دو جہاں سے تم نے اسے اٹھایا تھا۔"

[بخاري، كتاب فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ ...... الخ : ٣١١١]

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خیر خواہ تھے، عاملوں کی شکایت کے سلسلے میں انھوں نے چاہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لاعلمی کی بنا پر اگر زکوۃ زیادہ وصول کر رہے ہیں تو یہ پروانہ دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیں اور اسی کے مطابق عاملوں کو ہدایات جاری فرما دیں، تاکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی کو کوئی شکایت کا موقع نہ ملے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کبھی برائی نہیں کی۔ یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ اس صحیح روایت کے مقابلے میں تاریخی خرافات کی کوئی حیثیت نہیں۔

مالِ غنیمت کا خُمس اور جزیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے جہاد شروع ہوا اور پھر سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں بھی جاری رہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی بدستور جاری رہا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا اور مملکتِ اسلامیہ کی سرحدیں وسیع ہو رہی تھیں، یہاں تک کہ خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کی فتوحات کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا تھا۔ اس لیے بہت سا مالِ غنیمت بطورِ خُمس بیت المال میں آ رہا تھا۔ ذمیوں سے جزیے کی آمدنی بھی بیتُ المال ہی میں جمع ہو رہی تھی۔ گویا بیت المال اور اسلامی فتوحات کا باہمی بڑا گہرا تعلق تھا۔ مال غنیمت کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جاتے تھے اور اس کا خمس، یعنی پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔

ذیل میں خمس اور جزیے کے ان مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وضاحت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی پالیسی کے نفاذ سے ہوئی۔

عہد عثمانی میں مال غنیمت میں بچوں کا حصہ مقرر نہیں کیا گیا

ثقہ تابعی تمیم بن فرع المہری بیان کرتے ہیں: ''میں اسکندریہ کی دوسری فتح میں شریک ہوا لیکن مجھے مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا گیا، جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میری قوم اور قریش کے درمیان اختلاف رونما ہو جاتا۔ آخر طے پایا کہ سیدنا ابو بصرہ غفاری اور سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما سے فیصلہ کروایا جاتا، کیونکہ وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔

جب اس بارے میں ان سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''اگر اس کے (زیرِ ناف) بال اُگے ہوئے ہیں تو اس کا حصہ مقرر کرو۔'' تمیم بن فرع کہتے ہیں: ''جب مجھے دیکھا گیا تو میرے بال اُگے ہوئے تھے، لہٰذا مجھے میرا حصہ دے دیا گیا۔'' [فتوح مصر و أخبارها لابن عبد الحكم، ص: ٢٠٥، و إسناده حسن لذاته۔ شرح معاني الآثار للطحاوي: ٢١٧/٣، ح: ٤٧٥٣]

عہدِ عثمانی میں حکومت کے عام اخراجات میں ذمیوں کی شرکت

ثقہ تابعی ہشام بن ابی رقیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے اسکندریہ کو دوسری مرتبہ فتح کیا تو) ''اِخنا'' کا گورنر (طلما) سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا: ''آپ ہمیں جزیہ کے متعلق بتائیں، تا کہ ہم اس کی پابندی کر سکیں۔'' اس پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کنیسہ کے ستون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

«لَوْ أَعْطَيْتَنِيْ مِنَ الرُّكْنِ إِلَى السَّقْفِ مَا أَخْبَرْتُكَ إِنَّمَا أَنْتُمْ خِزَانَةٌ لَنَا إِنْ كَثُرَ عَلَيْنَا كَثَّرْنَا عَلَيْكُمْ وَإِنْ خَفِفَ عَنَّا خَفَّفْنَا عَنْكُمْ»

''اگر تم اس ستون سے لے کر چھت تک بھی مجھے مال دو تو بھی میں تمھیں اس سے آگاہ نہیں کروں گا۔ تم ہمارے لیے ایک خزانے کی حیثیت رکھتے ہو، اگر ہم پر اخراجات کا بوجھ زیادہ پڑے گا تو ہم تم پر زیادہ بوجھ ڈال دیں گے اور اگر ہم پر بوجھ کم ہوا تو پھر ہم تم پر بھی بوجھ کم کر دیں گے۔''

یہ سن کر اِخنا کا گورنر غصے میں آ گیا، وہ رومیوں کے پاس گیا اور انھیں مسلمانوں کے خلاف چڑھا لایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست دے دی اور (اِخنا کے گورنر) طلما کو گرفتار کر کے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: ''اسے قتل کر دیجیے۔'' سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَا ، بَلِ انْطَلِقْ فَجِئْنَا بِجَيْشٍ آخَرَ » [فتوح مصر و أخبارها لابن عبد الحكم، ص : ٢٠٤، و إسناده حسن لذاته إلى هشام بن أبي رقية، و هشام بن أبي رقية ثقة و صدوق، وثقه ابن حبان والعجلي ويعقوب بن سفيان الفارسي]

”نہیں ، بلکہ (اے طلما !) تو جا اور ہمارے مقابلے کے لیے ایک اور لشکر لے کر آ۔“

سرکاری چراگاہوں کی حکمت عملی

سرکاری چراگاہوں سے مراد وہ زمینیں ہیں جو سرکاری اونٹوں اور گھوڑوں کے لیے بطور چراگاہ مخصوص تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادیٔ نقیع کو بطور سرکاری چراگاہ خاص کر دیا تھا۔

[دیکھیے بخاري، کتاب المساقاۃ، باب لا حمی إلا للہ ولرسوله صلی اللہ علیہ وسلم : ۲۳۷۰]

یہ وادیٔ نقیع والی چراگاہ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی بطور سرکاری چراگاہ زیر استعمال رہی۔ اس چراگاہ کی لمبائی تقریباً اسی (۸۰) کلو میٹر تھی اور یہ مدینے سے چالیس کلو میٹر جنوب میں واقع تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جہاد کے لیے تیار کردہ گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے ان کے لیے ربذہ (جو مدینہ سے تقریباً پونے دوسو (۱۷۵) کلو میٹر مشرق میں واقع ہے) کی چراگاہ بھی مخصوص کر دی گئی تھی اور اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ہنی کو نگران مقرر کیا تھا۔

سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ بھی چراگاہوں کے معاملے میں اپنے پیش روؤں کے نقشِ قدم پر چلے۔ ان کے دورِ خلافت میں جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو انھوں نے صدقے کے جانوروں کی حفاظت کے لیے کئی چراگاہیں مخصوص کر دیں۔ جب سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے چراگاہوں کو خاص کرنے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تو بہ تقاضائے ضرورت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس میں وسعت پیدا کرنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بلوائیوں نے دیگر اعتراضات کے ساتھ ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ چراگاہوں پر بھی اعتراضات کیے، جیسا کہ ثقہ تابعی ابوسعید مولیٰ ابی اُسید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

اہلِ مصر کے وفد نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر جو (بے بنیاد اور فضول) اعتراضات کیے تھے ان میں سے ایک سرکاری چراگاہ کے بارے میں بھی تھا۔ چنانچہ اہلِ مصر کا ایک وفد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ سورۂ یونس کی تلاوت کرو، جب آپ رضی اللہ عنہ نے تلاوت شروع کی اور اس آیت پر پہنچے: ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ [یونس: ۵۹] (کہہ کیا تم نے دیکھا جو اللہ نے تمھارے لیے رزق اتارا، پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال بنا لیا۔ کہہ کیا اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو) تو کہنے لگے: ''رک جاؤ، آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ نے جو چراگاہ کو بنایا ہے (یعنی اسے وسیع کیا ہے اور عام لوگوں کے لیے اسے حرام کر دیا ہے) کیا اس کے بنانے کا حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے یا آپ اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں؟'' (نعوذ باللہ من ذلک) تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یوں دیا:

« فَأَمَّا الْحِمٰى فَإِنَّ عُمَرَ حَمَى الْحِمٰى قَبْلِيْ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا وُلِّيْتُ، زَادَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ، فَزِدْتُ فِي الْحِمٰى، لَمَّا زَادَ فِي الصَّدَقَةِ »

[السنن الكبرى للبيهقي: ۱۴۷/۶، ح: ۱۲۱۵۵، و إسناده صحيح۔ صحيح ابن حبان: ۶۹۱۹۔ مسند إسحاق بن راهويه: ۳۳۲/۲، ح: ۸۵۹۔ مسند البزار: ۸۸/۱، ح: ۳۸۹۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل: ۱۳۸/۱، ح: ۷۶۵۔ مصنف ابن أبي شيبة: ۵۲۰/۷، ۵۲۱، ح: ۳۷۶۷۹، وإسناده صحيح]

''رہا تمھارا چراگاہ کی توسیع کے متعلق اعتراض تو سنو! اس جگہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پہلے صدقے کے اونٹوں کے لیے بطور چراگاہ مقرر کیا تھا، جب میں خلیفہ بنا تو صدقے کے اونٹوں میں اضافہ ہوگیا (اور یہ جگہ تنگ پڑ گئی) تو میں نے اس میں صدقے کے اونٹوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے اضافہ کر دیا۔''

بیت المال سے مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، چھت پر کھجور کی شاخیں تھیں اور ستون بھی کھجور کی لکڑی کے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہدِ خلافت میں) اس میں کوئی اضافہ نہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع کی لیکن عمارت ویسی ہی رکھی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی، یعنی کچی اینٹیں، کھجور کی شاخیں اور ستون اسی کھجور کی لکڑی کے بنائے گئے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کر کے بہت توسیع کی، اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنوائیں اور اس کے ستونوں پر بھی منقش پتھر لگوایا اور اس کی چھت ساگوان سے تیار کی۔'' [بخاري، كتاب الصلاة، باب بنيان المسجد : ٤٤٦]

ثقہ تابعی عبید اللہ بن اسود الخولانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق باتیں کیں تو میں نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ وَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ »

[بخاري، كتاب الصلاة، باب من بنى مسجدًا : ٤٥٠]

''تم لوگوں نے بہت باتیں بنائی ہیں، حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے مسجد بنائی اور اس کا اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا

ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسا ہی ایک گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔"

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کا ارادہ کیا تو کچھ لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا، وہ چاہتے تھے کہ مسجد نبوی کو اسی پہلی حالت میں باقی رکھا جائے، تو اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے:

« مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ » [مسلم، كتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث عليها : ٢٥/ ٥٣٣]

"جس نے اللہ کے لیے مسجد تعمیر کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اسی طرح کا ایک گھر بنا دیتا ہے۔"

بازاروں کی توسیع

ثقہ تابعی عبدالرحمٰن بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "میں نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) شہباء نامی سفید خچر پر سوار ڈاڑھی کو رنگے ہوئے (مسجد نبوی کے قریب مدینہ کے) بازار "الزوراء" کی تعمیر کروا رہے تھے۔" [مصنف ابن أبي شيبة : ٥/ ١٧٥، ح : ٢٥٠٢٥، وإسناده صحيح۔ الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم، ص : ٢١، و إسناده صحيح]

عہدِ عثمانی میں عطیات کا نظام

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عطیات کا فاروقی نظام ہی جاری رہا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے عطیات دینے کے حوالے سے ثقہ تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت اس حال میں پایا کہ میں سن بلوغت کے قریب تھا۔ ایک دن میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: « يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! مَا تَنْقِمُوْنَ عَلَيَّ ؟ » ''لوگو! تم مجھ سے کس بات پر ناراض ہوتے ہو؟'' حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں وہ مال و عطیات تقسیم نہ کرتے ہوں۔ اعلان کیا جاتا: ''مسلمانو! اپنے اموال و عطیات وصول کرنے کے لیے صبح سویرے چلے آؤ۔'' لوگ آتے اور وافر مقدار میں وظائف و عطیات لے کر واپس ہوتے۔ پھر اعلان کیا جاتا: ''مسلمانو! اپنے ملبوسات حاصل کرنے کے لیے چلے آؤ۔'' چنانچہ بغرضِ تقسیم ملبوسات لائے جاتے اور انھیں ان کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا۔''

تاریخ المدینۃ المنورہ کی روایت میں ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''اللہ کی قسم! یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اوس نے سنا کہ اعلان کیا جا رہا تھا، لوگو! گھی اور شہد لے جاؤ۔'' امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْعَدُوُّ مَنْفِيٌّ ، وَالْعَطِيَّاتُ دَارَّةٌ ، وَذَاتُ الْبَيْنِ حَسَنٌ ، وَالْخَيْرُ كَثِيْرٌ ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ يَخَافُ مُؤْمِنًا ، مَنْ لَقِيَ مِنْ أَيِّ الْأَحْيَاءِ

كَانَ فَهُوَ أَخُوهُ وَمَوَدَّتُهُ وَنُصْرَتُهُ ، وَالْفِتْنَةُ أَنْ يَسُلَّ عَلَيْهِ سَيْفًا ﴾ [المعجم الكبير للطبراني : ۸۷/۱، ح : ۱۳۱، وإسناده حسن لذاته۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي : ۱٦٤/٦، ح : ۲۱۱۲۔ أنساب الأشراف : ۲۹۷/۲۔ تاريخ المدينة المنورة : ۱۰۲۳/۳، ۱۰۲٤]

’’دشمنوں کو نکال دیا گیا، عطیات تقسیم ہو رہے ہیں، آپس میں لوگوں کے تعلقات خوشگوار ہیں، مال و زر کی بہتات ہے، روئے زمین پر کوئی بھی مومن ایسا نہیں جو دوسرے مومن سے خوف کھاتا ہو اور جو کسی بھی گلی محلے سے آ کر ملے وہ اس کا بھائی ہے، ان میں دوستی ہے، وہ ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور فتنہ یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر تلوار اٹھائے۔‘‘



سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور اقربا پروری کی حقیقت

باغیوں اور خارجیوں کی طرف سے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا گیا کہ وہ بیت المال میں بے جا تصرف کرتے ہیں اور اپنے عزیز واقارب کو نوازتے ہیں۔ باطل پرست بلوائیوں نے اسی کو بنیاد بنا کر آپ پر حملہ کیا۔ حالانکہ آپ کا اپنے عزیز واقارب کو جو کچھ دینا ثابت ہے اس کا شمار آپ کے فضائل میں ہوتا ہے، یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بڑے مال دار اور صلہ رحمی کرنے والے انسان تھے۔ آپ ہر ممکن طریقے سے اپنے عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے، بدقماش قسم کے لوگ آپ سے حسد کرتے اور کہتے کہ آپ بیت المال سے اپنے عزیز واقارب کو نوازتے ہیں۔ بعض علماء کا موقف ہے کہ خُمس میں رشتہ داروں کے حق سے مراد خلیفہ کے رشتہ داروں کا حق ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بعض فقہاء جیسے حسن بصری اور ابوثور وغیرہ کا موقف ہے کہ خُمس میں ''ذوی القربیٰ'' کے حصے سے مراد خلیفہ اور امام کے قرابت داروں کا حصہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے رشتہ داروں کو دیتے تھے وہ بحیثیت سربراہ دیتے تھے۔ لہٰذا ''ذوی القربیٰ'' والا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے اقربا کے لیے تھا اور آپ کی وفات کے بعد جو بھی مسلمانوں کا خلیفہ ہے یہ حصہ اس کے لیے خاص ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ کی نصرت وتائید کرنا نہایت ضروری ہے اور جو دفاع اور مدد رشتے دار کرتے ہیں وہ عام لوگ نہیں کرتے۔ مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد جو بھی مسلمانوں کا والی بنا وہ

اپنے بعض اقارب کو ولایت یا مال میں خاص درجہ دیتا تھا۔“ [منهاج السنة لابن تيمية : ۳/ ۱۸۷، ۱۸۸]

دوسری جگہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تین طرح سے مال میں تصرف کرنے کے مجاز تھے:

① آپ مال کے نگران اور عامل تھے اور سربراہ و امیر مال دار ہونے کے باوجود مال میں تصرف رکھنے کا حق رکھتا ہے۔

② خُمس میں ”ذوِي القربیٰ“ سے مراد خلیفہ کے اقربا ہیں۔

③ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بہ نسبت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان بڑا تھا اور ان کے خاندان کے افراد بھی زیادہ تھے، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کو انھیں عطیات دینے اور ملکی معاملات میں شامل کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ انھی وجوہات کی بنا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے عزیز و اقارب سے حسن سلوک کرتے تھے۔“ [منهاج السنة لابن تيمية : ۳/ ۲۳۷]

پھر سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کا رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بجائے خود اسلام کے نہایت خوبصورت پہلو کی عکاسی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ہے:

﴿ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ﴾ [الشورٰی : ۲۳]

”یہ ہے وہ چیز جس کی خوش خبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے۔ کہہ دے میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر رشتہ داری کی وجہ سے دوستی۔ اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کے لیے اس میں خوبی کا اضافہ کریں گے۔ یقیناً اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے۔“

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴾

[بني إسرائيل : ٢٦]

''اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔''

اسی طرح یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا بھی ایک پہلو نمایاں کرتی ہے، کیونکہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور تنقید کرنے والوں سے کئی گنا بڑھ کر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رشتہ داروں سے محبت اور حسن سلوک کرتے دیکھا، جو ان کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بحرین سے مال آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ مال مرحمت فرمایا۔ [دیکھیے بخاري، كتاب الجزية والموادعة، باب ما أقطع النبي صلی اللہ علیہ وسلم من البحرين...... الخ : ٣١٦٥]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس خوبی اور ترجیحی عمل کی بنا پر تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''جِعرانہ'' کے مقام پر مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: ''عدل کیجیے!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَقَدْ شَقِيْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ » [بخاري، كتاب فرض الخمس، باب ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين...... الخ : ٣١٣٨]

''اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو بد بخت ہو جاؤں۔''

عدالتی نظام اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فقہی اجتہادات

عہدِ فاروقی میں تنفیذِ حدود کا فریضہ ادا کرتے ہوئے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مال کی تقسیم اور بعض اوقات حدود کی تنفیذ کا فریضہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا عبداللہ الحمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ایک ساتھی کو اس حال میں لایا گیا کہ ان دونوں نے شراب پی رکھی تھی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے بارے میں سیدنا زبیر بن عوام اور عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان پر حد قائم کرو۔ چنانچہ سیدنا زبیر بن عوام اور عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہما نے انھیں حد لگانا شروع کی تو یہ دونوں کہہ رہے تھے:

''عَذَّبْتُمُوْنَا عَذَّبَكُمَا اللّٰهُ'' [معجم الصحابة للبغوي : ۱۰۸/٤، ح : ۱۷۳۳، و إسناده حسن لذاته]

''تم دونوں ہمیں عذاب دے رہے ہو، اللہ تمھیں عذاب دے گا۔''

یاد رہے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بزبانِ قرآن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضوان حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ﴾ [المائدة : ۱۱۹] کہ اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ سیدنا عبداللہ الحمار رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خوش رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دینے والی باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی آدمی نے ان پر لعنت بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کرتے

ہوئے فرمایا:

« لَا تَلْعَنُوْهُ، فَوَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ » [بخاري، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر ...... الخ : ٦٧٨٠۔ شرح السنة لبغوي : ٢٧٦/٥]

''اس پر لعنت مت بھیجو، اللہ کی قسم! میں تو اس کے بارے میں یہی جانتا ہوں کہ بلاشبہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

لیکن بتقاضائے بشریت گناہ ہو جاتا ہے اور حدود گناہ سے پاک کر دیتی ہیں۔

عدالتی امور کے لیے اہلِ حلّ وعقد سے مشاورت

کسی بھی اچھے قاضی کے لیے علم وحلم اور زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ جس چیز کی اشد ضرورت ہوتی ہے وہ ہے اہلِ علم اور اہلِ حلّ وعقد سے مشاورت کر کے فیصلہ کرنا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی باقی صحابہ کی طرح ان تمام خوبیوں سے آراستہ ومتصف تھے۔ چنانچہ ثقہ تابعی سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو پیش آنے والے سب سے پہلے مقدمے کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کو بلا کر کہا: « أَشِيْرُوْا عَلَيَّ » ''مجھے (اس کیس کے بارے میں) مشورہ دو۔'' [الطبقات لابن سعد : ٢٧١/٣، و إسناده صحيح۔ أنساب الأشراف : ٤٣٩/٣۔ مصنف عبد الرزاق : ٤٧٤/٥، ح : ٩٧٧٥۔ شرح معاني الآثار : ٩٢/٣، ٩٣، ح : ٤٩٣٥]

جادوگر کو سزا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''(سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے ان پر جادو کر دیا اور پھر اس کے پاس جادو کا سامان بھی پایا گیا اور خود اس نے اس قبیح فعل کا اعتراف بھی کر لیا، تو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن بن زید کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دو، چنانچہ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انھوں نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور ان پر سختی کی۔ پھر سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور انھیں بتایا کہ اس نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کیا تھا، اس کا ثبوت بھی مل گیا اور اس (لونڈی) نے خود اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔ گویا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لونڈی کو ان کی اجازت کے بغیر قتل کیا گیا تھا۔" [مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/١٣٥، ح : ٢٩٥٨٣، و إسناده صحيح، ٩/٤١٦، ح : ٢٨٤٩١۔ الطيوريات: ٤/١٤، ح : ١٠٤٩۔ مصنف عبد الرزاق : ١٠/١٨٠، ح : ١٨٧٤٧۔ المعجم الكبير للطبراني : ٢٣/١٨٧، ح : ٣٠٣۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٨/١٣٦، ح : ١٦٩٤١]

شراب کی حد

سیدنا عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ حنین کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان آ کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر کے بارے میں دریافت فرما رہے تھے کہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جو نشہ میں دھت تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود لوگوں کو (اسے مارنے کا) حکم دیا تو ان کے پاس جو کچھ بھی تھا وہ اس سے اسے مارنے لگے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مٹی پھینکی۔" عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "پھر نشے کی حالت میں ایک شخص کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے کسی آدمی کو کہہ کر اسے چالیس کوڑے لگوائے۔" امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے ابن وبرہ کلبی سے روایت کرتے ہوئے بتایا، انھوں نے کہا: "مجھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس مسجد میں سیدنا عثمان بن عفّان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ مجھے خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ آپ کو سلام بھی کہہ رہے تھے اور ان کا کہنا ہے:

« إِنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوْا فِي الْخَمْرِ وَ تَحَاقَرُوا الْعُقُوْبَةَ فِيْهِ »

''لوگ کثرت سے شراب نوشی کرنے لگے ہیں اور وہ اس کی سزا کو معمولی سمجھتے ہیں۔''

اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ سب لوگ تمھارے پاس ہی موجود ہیں، ان سے سوال کرلو۔'' تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« نَرَاهُ إِذَا سَكِرَ هَذَى وَ إِذَا هَذَى افْتَرٰى وَعَلَى الْمُفْتَرِيْ ثَمَانُوْنَ »

''ہمارا خیال ہے کہ شراب نوشی کرنے والا جب نشے میں ہوتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ایسا کرتا ہے تو افترا پردازی کرتا ہے اور افترا پردازی کی سزا اسّی (۸۰) کوڑے ہیں۔''

راوی بیان کرتا ہے: ''اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: « أَبْلِغْ صَاحِبَكَ مَا قَالَ »''جو انھوں نے کہا ہے وہ اپنے صاحب (خالد بن ولید) کو پہنچا دو۔'' تو اس پر عمل کرتے ہوئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسّی (۸۰) کوڑے ہی لگائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اگر کسی ضعیف شرابی کو لایا جاتا تو آپ اسے چالیس (۴۰) کوڑے مارتے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے بھی مارے اور اسّی (۸۰) بھی۔'' [مستدرك حاكم : ٤/٤١٦، ٤١٧، ح : ٨١٣٠، ٨١٣١، و إسناده حسن لذاته ، قال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، و وافقه الذهبي۔ سنن الدار قطني : ٣/ ١٥٧، ح : ٣٢٩٠، ٣٣٢٠، و إسناده حسن لذاته۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٨/ ٣٢٠، ح : ١٧٣١٧۔ أبوداوٗد : ٤٤٨٢]

اخیافی بھائی ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر حد کا نفاذ

مِسوَر بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہا کہ وہ اپنے ماموں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، کیونکہ لوگ ان کے کیے کے متعلق آپس میں بہت چہ میگوئیاں کر رہے

ہیں؟ چنانچہ عبید اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز جب امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو میں نے ان سے کہا: ''مجھے آپ سے ایک کام ہے اور اس میں (آپ کی) خیر خواہی ہے۔'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: « يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ ! إِنِّي أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ » ''اے بھلے آدمی! میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں واپس چلا گیا، جب میں نے نماز مکمل کی تو میں مسور اور عبد الرحمٰن کے ساتھ بیٹھا اور انھیں وہ بات بتائی جو میں نے امیر المومنین سے کہی تھی، تو وہ دونوں کہنے لگے: ''تو نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔'' ابھی میں ان کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد (مجھے بلانے) آ گیا۔ وہ دونوں مجھ سے کہنے لگے: ''اللہ نے تجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔'' پھر میں گیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا: « مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ لِيْ آنِفًا ؟ » ''بتایئے! آپ کی خیر خواہی کیا تھی جس کا ابھی آپ ذکر کر رہے تھے؟'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ پڑھا اور پھر ان سے کہا: ''اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور ایمان لائے۔ آپ نے پہلی دو ہجرتیں کیں اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ (بات یہ ہے کہ) لوگ ولید کے بارے میں بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ پر لازم ہے کہ آپ اس پر حد نافذ کریں۔'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ میری باتیں سن کر انھوں نے مجھ سے فرمایا: « ابْنَ أُخْتِيْ ! أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ » ''میرے بھانجے! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے؟'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''نہیں، لیکن مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور یقین پہنچا ہے، جیسا کہ یہ دو چیزیں کنواری لڑکی تک کو اس کے پردہ کے باوجود پہنچ چکی ہیں۔'' تو انھوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا:

«أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَايَعْنَاهُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللّٰهِ! مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَنِي اللّٰهُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ ؟ قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى! قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ»

''حمد و ثنا کے بعد، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور وہ اس چیز پر ایمان لائے جس کے ساتھ محمد ﷺ بھیجے گئے، پھر میں نے دو بار ہجرت کی، جیسا کہ تم نے ذکر کیا ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی آپ سے کوئی خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا سے اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ہم نے ان کی بیعت کی اور اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی ان کی خیانت کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا سے اٹھا

لیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی خیانت کی، یہاں تک کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا سے اٹھا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنا دیا، تو کیا ان کا جو حق مسلمانوں پر تھا میرا بھی حق وہی نہیں ہے؟'' عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''کیوں نہیں۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تو پھر تمھاری ان چہ میگوئیوں کا کیا مطلب جو مجھے تمھاری طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ البتہ جو تو نے ولید کے متعلق شکایت کی ہے ان شاء اللہ، ہم اسے اس کی سزا جو واجب ہے ضرور دیں گے۔''

عبید اللہ کہتے ہیں: ''پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو چالیس کوڑے لگوائے اور اس کام کی ذمہ داری سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سونپی، تو انھوں نے انھیں کوڑے لگائے۔'' [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ۱/ ۵۹۷، ۵۹۸، ح : ۷۹۱، و إسناده صحيح۔ بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه : ۳۶۹۶]

ابو ساسان حضین بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں موجود تھا کہ اس دوران (آپ کے اخیافی بھائی) ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ انھوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر کہنے لگا: ''میں آپ کو اور پڑھاؤں؟'' تو دو آدمیوں نے ان کے خلاف گواہی دی۔ ان میں سے ایک حُمران تھا، اس نے کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے شخص نے بطور گواہ کہا کہ میں نے اسے شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: « إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتّٰى شَرِبَهَا » ''یقیناً اس نے شراب پی ہوگی، تب ہی تو قے کی ہے۔'' پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: « يَا عَلِيُّ ! قُمْ فَاجْلِدْهُ » ''علی! اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے) کہا: ''اے حسن! اٹھو اور اسے کوڑے مارو۔'' تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا »

"اس کی گرمی اسی کے حوالے کریں جو اس کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہوتا ہے۔"

(یعنی جو خلافت کی لذت سے مستفید ہوتا ہے مشکلات بھی وہی برداشت کرے) گویا انھوں نے اس پر اظہار ناپسندیدگی کیا۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے عبداللہ بن جعفر! تو کھڑا ہو اور اسے کوڑے لگا۔" تو انھوں نے اسے کوڑے لگائے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے رہے، جب چالیس تک پہنچے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "رُک جاؤ" پھر فرمایا:

« جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِيْنَ، وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ، وَعُمَرُ ثَمَانِيْنَ، وَكُلٌّ سُنَّةٌ، وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ » [مسلم، كتاب الحدود، باب حد الخمر: ١٧٠٧- أبو داؤد: ٤٤٨٠]

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس (۴۰) کوڑے لگوائے اور اتنے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لگوائے، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی (۸۰) کوڑے لگوائے اور یہ سب سنت ہیں، لیکن مجھے یہ (چالیس) زیادہ پسند ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس (۴۰) کوڑوں ہی کی حد نافذ کی تھی اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ حد نافذ کرنے میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حد کے نفاذ کا حکم دیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نفاذ حق میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے، جیسا کہ ان کا اپنے اخیافی بھائی کو کوڑے لگوانے سے پتا چلتا ہے۔

عبادات اور معاملات میں اجتہاد

ثقہ تابعی عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ہمیں چار رکعت نماز پڑھائی، تو میں نے اس کا ذکر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا، انھوں نے یہ سن کر "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا، پھر کہنے لگے:

« صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ » [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمنى : ٦٩٥۔ بخاري : ١٠٨٤]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میں نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو ہی رکعتیں پڑھیں۔ کاش! میرے حصے میں ان چار رکعتوں کے بجائے دو مقبول رکعتیں ہوتیں۔"

ثقہ تابعی حمید بن عبدالرحمن رحمہ اللہ اپنے والد کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز پوری کی اور پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

وَسُنَّةُ صَاحِبَيْهِ وَلٰكِنَّهُ حَدَثَ الْعَامِ مِنَ النَّاسِ فَخِفْتُ أَنْ يَّسْتَنُّوْا »

[السنن الكبرى للبيهقي : ٣/١٤٤، ح : ٥٦٤٥، وإسناده حسن لذاته، وكذا حسن إسناده البيهقي في المعرفة (٤/٢٧٣)، ويعقوب بن حميد صدوق حسن الحديث في غير ما أنكر عليه، وثقه الجمهور، وسليمان بن سالم صدوق حسن الحديث وثقه ابن حبان وابن عدي، وحسن له البيهقي]

''لوگو! اصل سنت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں رفقاء (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی سنت ہے، لیکن (میں نے اس لیے نماز قصر نہیں کی کہ) اس سال کچھ نئے لوگ آئے ہیں، سو میں ڈرا کہ وہ اسے سنت ہی نہ سمجھ لیں۔''

یاد رہے! سفر میں نماز قصر کرنا افضل اور بہتر ہے، فرض وضروری نہیں، خود رسول اللہ ﷺ سے سفر میں پوری نماز ادا کرنا فعلی وتقریری حدیث سے ثابت ہے۔ [دیکھیے سنن الدار قطني : ٢/١٨٨، ح : ٢٢٩٧، و إسناده حسن لذاته و صححه الدارقطني و ٢/١٨٨، ح : ٢٢٩٨ و إسناده حسن لذاته]

جمعہ کے دن دوسری اذان کا اضافہ

دورِ نبوت میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے لیے تیسری اذان کا حکم دیا، جو مقام زوراء پر دی گئی اور بعد میں یہی دستور جاری رہا۔'' [بخاري، كتاب الجمعة، باب التأذين عند الخطبة : ٩١٦]

اس اذان کا مقصد لوگوں کو متنبہ کرنا تھا کہ جمعہ کا وقت قریب آ گیا ہے، تاکہ لوگ اپنا کاروبار سمیٹ لیں اور جمعہ کے لیے تیار ہو جائیں۔ [دیکھیے تاریخ المدينة المنورة : ٣/٩٥٨، ٩٥٩، و سنده صحيح]

اس اذان کو بدعت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ یہ امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

اجتہاد کی بنا پر ایک انتظامی معاملہ تھا، جس میں وہ یقیناً اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ اگر آج بھی ایسی صورت بن جاتی ہے تو ایک اذان مسجد سے باہر کسی جگہ دی جا سکتی ہے، لیکن مسجد ہی میں دو اذانوں سے بچنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

نمازِ عید

ابو عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید (پڑھنے) کے لیے حاضر ہوا اور یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ انھوں نے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی، پھر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ » [بخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي : ٥٥٧٢]

”لوگو! اس دن میں تمھارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، تو مضافاتی بستیوں کے رہنے والوں میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ جمعہ کا بھی انتظار کرے تو وہ انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہتا ہے تو (وہ جا سکتا ہے) میں اسے اجازت دیتا ہوں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس قسم کی اجازت منقول ہے۔

روزانہ غسل کرنا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حُمران بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد روزانہ غسل کیا کرتے تھے۔ [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٤٦٦، ح : ٧٥٦، و إسناده حسن لذاته]

حج افراد کی ترغیب

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حج تمتع اور حج قران سے منع کر دیا تھا، اس لیے نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ حج تمتع یا حج قران کو ناجائز سمجھتے تھے، بلکہ اس وجہ سے کہ لوگ افضل حج یعنی حج افراد پر عمل کریں۔ یہ بات تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب جانتے تھے کہ حج افراد، حج قران اور حج تمتع میں سے کوئی بھی صورت اختیار کرنا جائز ہے، لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حج افراد افضل تھا، اس لیے اس کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ مروان بن حکم بیان کرتے ہیں:

« شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا رَأٰى عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا، لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ أَحَدٍ » [بخاري، كتاب الحج، باب التمتع والقِران والإفراد بالحج ..... الخ : ١٥٦٣]

''میں سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ (اس وقت) موجود تھا جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع اور حج و عمرہ اکٹھا کرنے (حج قران) سے منع کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا تو حج اور عمرہ (حج قران) کے لیے احرام باندھا، تلبیہ ''لَبَّيْكَ لِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ'' کہا، پھر فرمایا: ''میں کسی کی بات کے پیش نظر سنت نبوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر اعتراض نہیں کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ عمل اس لیے کیا کہ انھیں خطرہ تھا کہ لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ممانعت کو اس کی حرمت اور عدم جواز پر محمول نہ کر لیں۔ انھوں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ حج قران بھی سنت ہے اور جائز ہے، حج اور عمرہ دونوں کے لیے احرام باندھا اور تلبیہ پکارا۔ دونوں حضرات مجتہد تھے

اور دونوں ہی یقیناً عنداللہ ماجور ہوں گے۔ (ان شاء اللہ)

ارکانِ حج میں سنت کی پیروی

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دورانِ حج مزدلفہ میں قیام کیا (دس ذوالحجہ کی رات وہاں گزاری) پھر خوب روشنی ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''اگر امیر المومنین اس وقت چل دیں تو سنت کے مطابق ہوگا۔'' راوی عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہلے واقع ہوا یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا (مزدلفہ سے) کوچ پہلے واقع ہوا، (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سنت کے مطابق ہی وہاں سے روانہ ہو گئے اور) پھر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

[بخاري، كتاب المناسك، باب من يصلي الفجر بجمع ؟: ١٦٨٣]

دورانِ حج شکار کے گوشت سے احتراز

ثقہ تابعی عبدالرحمن بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو شدید گرمی کے دن احرام کی حالت میں مقام ''عرج'' پر دیکھا۔ اس وقت انھوں نے اپنا چہرہ عُنّابی رنگ کی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا۔ ان کے لیے شکار کا گوشت لایا گیا تو انھوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''یہ تم کھاؤ۔'' انھوں نے دریافت کیا: ''کیا آپ نہیں کھائیں گے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنَّمَا صِيْدَ مِنْ أَجْلِي » [موطأ إمام مالك، كتاب الحج، باب ما لا يجوز للمحرم أكله من الصيد : ١/ ٣٥٤، ح : ٧٨٦، وإسناده صحيح۔ مسند الشافعي، ح : ٨٤٣۔ معرفة السنن والآثار للبيهقي : ٨/ ٤٧٨، ح : ٣٢٦٦۔ السنن الكبرى للبيهقي : ٥/ ١٩١، ح : ١٠٢١١]

''میں تم جیسا نہیں ہوں، کیونکہ اسے میرے لیے شکار کیا گیا ہے۔''

خلع سے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا موقف

ثقہ تابعی نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اور اس کا چچا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ ربیع بنت معوذ نے انھیں بتایا کہ اس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنے خاوند سے خلع لیا تھا اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انھوں نے اس سے انکار نہیں کیا تھا۔ [موطأ إمام مالك : ٤/ ٨١٢، ح : ٢٠٨٧، وإسناده صحيح۔ السنن الصغرى للبيهقي : ٦/ ٢٤٠، ح : ٢٢٥٧]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''ربیع بنت معوذ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنے خاوند سے خلع لے لیا، تو اس کے چچا سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پوچھا: ''آج میری بھتیجی ربیع بنت معوذ نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا ہے، کیا اب وہ اپنے (پہلے) خاوند کے پاس (دوبارہ) جا سکتی ہے؟'' تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

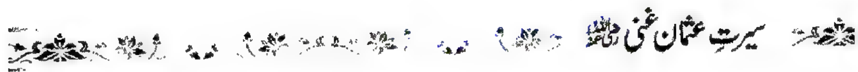
« تَنْتَقِلُ وَلَيْسَ عَلَيْهَا عِدَّةٌ، إِنَّهَا لَا تَنْكِحُ حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً وَاحِدَةً »

''وہ اپنے (اپنے) خاوند کے پاس جائے اور اس پر کوئی عدت نہیں ہے اور وہ اس وقت تک (کسی دوسرے مرد سے) نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ اسے ایک حیض نہ آجائے۔'' [السنن الكبرى للبيهقي : ٧/ ٤٥٠، ٤٥١، ح : ١٦٠١٥، و إسناده صحيح]

مفلس مقروض پر مالی تصرف کی پابندی

ثقہ تابعی سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام مفلس ہو گیا، اس کا معاملہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے بارے میں فیصلہ دیا:

« أَنَّ مَنْ كَانَ اقْتَضٰى مِنْ حَقِّهٖ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَتَبَيَّنَ إِفْلَاسُهٗ فَهُوَ لَهٗ



وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ فَهُوَ لَهُ » [حديث إسماعيل بن جعفر : ١/ ٣٢٧، ح : ٣٢١، و إسناده صحيح۔ سنن الدارقطني : ٣/ ٣١، ح : ١٢٢، وإسناده صحيح۔ أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد ثقة صدوق، صحح له الحاكم عدة أحاديث و ترجم له الذهبي في تاريخ الإسلام، و ثقه الدارقطني في السنن : ٢/ ٢٢١، ح : ٢٦]

''جس شخص نے اس کا افلاس ظاہر ہونے سے پہلے اس سے اپنے کسی حق کا مطالبہ کیا تو اسے اس کا حق مل جائے گا اور جس نے (اس کے پاس) اپنا سامان پہچان لیا تو وہ اسی کا ہے (یعنی یہ دیگر قرض خواہوں کی نسبت زیادہ حق دار ہے)۔''

ذخیرہ اندوزی کی مذمت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مال جمع کرنے اور اسے بازار میں نہ لانے سے منع کرتے تھے۔ چنانچہ ابوسعید مولیٰ ابی اُسید رحمہ اللہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

« أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْحُكْرَةِ » [مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ١٠٢، ح : ٢٠٧٦١۔ المطالب العالية لابن حجر : ٩/ ٣٥٩، ح : ٣٣٦٢، وإسناده صحيح۔ اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري : ٣/ ٢٧٩، ح : ٢٧٤٠]

''یقیناً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ذخیرہ اندوزی سے منع کرتے تھے۔''

عہدِ عثمانی کی چند فتوحات

معرکۂ آذر بائیجان اور ارمینیہ

ثقہ محدث امام ابو جعفر محمد بن جعفر بن یزید طبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''معرکۂ آذر بائیجان اور ارمینیہ ۲۴ ہجری میں واقع ہوئے۔'' [تاريخ الطبري : ٤/٢٤٦]

آذر بائیجان اور ارمینیہ کی جنگ میں سب سے زیادہ اہل شام اور اہل عراق پیش پیش تھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (اس سے پہلے) وہ اہل شام اور اہل عراق کے ہمراہ جہاد میں مصروف تھے اور انھوں نے ارمینیہ اور آذر بائیجان کو فتح کیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ شام و عراق والوں کے قراءتِ قرآن میں اختلاف سے گھبرا کر کہنے لگے:

« يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي الْكُتُبِ »

''اے امیر المومنین! اس امت کو سنبھال لیجیے، اس سے قبل کہ یہ کتاب اللہ میں اس طرح اختلاف کرے جس طرح یہود و نصاریٰ نے (اپنی) کتب میں اختلاف کیا۔''

اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نام پیغام بھیجا:

« أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا الصُّحُفَ لِنَنْسَخَهَا فِي الْمَصَاحِفِ، ثُمَّ نَرُدُّهَا

إِلَيْكِ »

”آپ ہمارے پاس مصحف بھجوا دیں، تا کہ ہم اس سے مزید مصاحف تیار کر لیں، پھر ہم اسے آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔“

تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مصحف بھجوا دیا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس مصحف سے مزید مصاحف تیار کر لیں اور ساتھ ہی آپ نے ان سے یہ بھی فرمایا:

« مَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ »

”اگر تمھارا اور زید بن ثابت کا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا، کیونکہ قرآن انھی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔“

چنانچہ اس مصحف سے کئی مصاحف تیار کر لیے گئے اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہر علاقے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا گیا۔ اس کے علاوہ کسی بھی صحیفے یا مصحف میں جو بھی قرآن لکھا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے مٹا دیا گیا یا نذر آتش کر دیا گیا۔“ [صحیح ابن حبان، كتاب السير، باب ذكر ما يستحب للإمام اتخاذ الكاتب..... الخ : ٤٥٠٦/٢۔ تاريخ دمشق : ٣٠٧/١٩، ٣٠٨، وإسناده حسن لذاته، ٢٤١/٣٩، و إسناده صحيح۔ كتاب المصاحف لابن أبي داؤد ، ح : ٥٩۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٩٩٢/٣۔ بخاري : ٤٩٨٩، ٤٦٧٩]

معرکۂ طبرستان

ثقہ تابعی ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے، وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا:

« أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟

فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا فَصَلَّى بِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَبِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوْا »

[أبو داوٗد، كتاب صلاة السفر، باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون : ١٢٤٦، وإسناده صحيح۔ مسند البزار : ٣٧٠/٧، ح : ٢٩٦٨۔ السنن الكبرى للنسائي : ٣٦٥/٢، ح : ١٩٣٠۔ صحيح ابن خزيمة : ٢٩٣/٢، ح : ١٣٤٢۔ صحيح ابن حبان : ١٤٥٢۔ مستدرك حاكم : ٤٨٥/١، ح : ١٢٤٥]

''تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہو؟'' سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں ہوں۔'' چنانچہ انھوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو بھی ایک اور پھر ان لوگوں نے مزید نماز (یعنی دوسری رکعت) ادا نہیں کی۔''

امام اہل السنہ احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کے غزوات اور فتوحات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''فارس اولیٰ اور اصطخر اخریٰ کا معرکہ ۲۸ ہجری میں واقع ہوا۔ پھر ۲۹ ہجری میں جور اور فارس پر دوسرا حملہ ہوا اور پھر ۳۰ ہجری میں طبرستان کا معرکہ لڑا گیا۔'' [تاريخ أبي زرعة الدمشقي : ١٨٥/١، ح : ٩٢، و إسناده صحيح]

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''۳۱ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے خراسان کا رخ کیا اور وہاں طوس، بیورد اور نسا کے شہر فتح کیے، یہاں تک کہ فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے سرخس تک جا پہنچا اور اسی سال اہل مرو نے صلح کر لی۔''

[تاريخ طبري : ٣٠٠/٤]

بلنجر پر حملہ

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ ۳۲ ہجری کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''اسی سال سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو بلنجر پر امیر مقرر کیا۔'' [تاريخ طبري : ٣٠٤/٤]

ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ جو سیدنا سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑے جانے

والے اس معرکہ میں شامل تھے، بیان کرتے ہیں:

«غَزَوْنَا مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ بَلَنْجَرَ، فَحَرَّجَ عَلَيْنَا أَنْ نَحْمِلَ عَلَى دَوَابِّ الْغَنِيمَةِ وَ رَخَّصَ لَنَا فِي الْغِرْبَالِ وَالْمُنْخُلِ وَالْحَبْلِ»

[مصنف ابن أبي شيبة: ٦/٤٢٥، ح: ٣٢٥٥٨، ٧/١٨، ح: ٣٣٧٩٢، و إسناده حسن لذاته]

''ہم سلمان بن ربیعہ کے ساتھ بلنجر کی جنگ میں شامل ہوئے، تو انھوں نے ہمیں غنیمت میں حاصل ہونے والے جانوروں پر سوار ہونے سے منع کیا، جبکہ انھوں نے ہمیں (مالِ غنیمت میں سے) چھلنی اور رسی وغیرہ کے استعمال کی اجازت دے دی۔''

ثقہ تابعی عبدِ خیر بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بلنجر کے معرکے میں شریک تھے، ہم نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران اچانک کسی نے سلمان رضی اللہ عنہ کو پتھر مارا جس سے ان کا سر شدید زخمی ہوا۔ تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر میں مر جاؤں تو مجھے اسی شہر میں دفن کر دینا۔'' پھر جب وہ فوت ہو گئے تو ہم نے ان کی وصیت کے مطابق انھیں وہیں دفن کر دیا۔ ہم نے شہر کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار اسے فتح کر لیا، جس کے نتیجے میں ہم نے کئی لوگوں کو قیدی بنا لیا اور بہت سارا مال ہمارے ہاتھ آیا، یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک کے حصے میں ایک ہزار سے زیادہ درہم آئے۔ واپسی پر ہم ایک ایسی جگہ آئے جسے ''سد'' کہا جاتا تھا، تو ہم نے اس شہر میں داخل ہونے کے بجائے سمندری راستہ اختیار کیا تو ہمارے سامنے موقان، جیلان اور دیلم شہر آئے۔ ہم جس قوم کے پاس بھی جاتے وہ ہمیں صلح کی پیش کش کرتے اور ہمیں ضمانت دیتے، یہاں تک کہ (پیچھے) کوفہ کے لوگ ہم سے مایوس ہو گئے اور ہماری جدائی پر رونے لگے اور شعراء ہمارے بارے میں شعر کہنے لگے۔'' راوی بیان کرتا ہے: ''اس دوران سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے

سات سو درہم کے عوض ایک یہودی لونڈی خریدی۔ جب وہ ''رأس الجالوت'' کے پاس سے گزرے تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: ''اے رأس الجالوت! کیا تجھے اپنی قوم کی ایک بوڑھی عورت میں دلچسپی ہے، جسے تو مجھ سے خرید لے؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے اسے سات سو (۷۰۰) درہم میں خریدا ہے۔'' وہ کہنے لگا: ''تمھیں سات سو درہم منافع ملے گا۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے انکار کر دیا۔'' اس نے کہا: ''پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! تجھے یہ ہر قیمت خریدنا ہوگی یا پھر تجھے اپنے اس دین کا انکار کرنا پڑے گا جس پر تو قائم ہے۔'' وہ کہنے لگا: ''اللہ کی قسم! میں اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں تجھ سے کبھی نہیں خریدوں گا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میرے قریب آؤ، وہ ان کے قریب آیا تو آپ نے اسے تورات کا یہ حکم سنایا:

«إِنَّكَ لَا تَجِدُ مَمْلُوكًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا اشْتَرَيْتَهُ بِمَا قَامَ فَأَعْتَقْهُ»

''تجھے بنی اسرائیل سے جو بھی غلام ملے اسے تو ہر قیمت پر خرید کر آزاد کر دے۔''

پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ [البقرة: ۸۵]

''اور اگر وہ قیدی ہو کر تمھارے پاس آئیں تو ان کا فدیہ دیتے ہو، حالانکہ اصل یہ ہے کہ ان کا نکالنا تم پر حرام ہے، پھر کیا تم کتاب کے بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟''

اس پر وہ کہنے لگا: ''میں اسے تم سے ہر قیمت پر خریدوں گا۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے بھی یہ قسم اٹھا رکھی ہے کہ میں اسے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم سے کم قیمت پر فروخت نہیں کروں گا۔'' راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چار ہزار درہم لے آیا، مگر آپ رضی اللہ عنہ نے

اسے دو ہزار (۲۰۰۰) درہم واپس کر دیے اور دو ہزار اپنے پاس رکھ لیے۔ عبدِ خیر کہتے ہیں: ''میں ربیع بن خثیم کے پاس آیا اور انھیں سلام عرض کیا، انھوں نے بہت سارے غلام حاصل کر رکھے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے آیت: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران: ۹۲] (تم پوری نیکی ہر گز حاصل نہیں کرو گے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو) پڑھی تو ربیع بن خثیم نے سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔'' [المطالب العالية لابن حجر: ۶/۴۵، ۴۶، ح: ۲۱۰۳، و قال أبو الفضل الكناني هذا إسناد حسن۔ اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: ۵/۱۷۴، ح: ۴۴۶۹۔ تفسير ابن أبي حاتم: ۱/۱۶۵، ح: ۸۶۵، تفسير سورة البقرة، الآية: ﴿و إن يأتوكم ......﴾ آیت: ۸۵]

الغرض! اسی معرکے میں موقان، جیلان اور دیلم بھی فتح ہوئے، لیکن میرے علم کے مطابق ان کی تفصیلات بطریق محدثین ثابت نہیں ہیں۔

فتح توج

ثقہ تابعی کلیب بن شہاب الجرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم نے ''توج'' شہر کا محاصرہ کیا تو اس وقت ہماری کمان بنو سلیم کے ایک شخص مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر جب ہم نے اسے فتح کر لیا تو میرے جسم پر ایک بوسیدہ قمیص تھی۔ میں مقتولین میں سے ایک مقتول کی طرف بڑھا جنھیں ہم نے قتل کیا تھا، میں نے ان میں سے کسی ایک کی قمیص پکڑی، وہ خون آلود تھی، میں نے اسے اچھی طرح دھویا، یہاں تک کہ وہ صاف ہو گئی۔ پھر میں نے اسے زیب تن کیا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے میں نے ایک سوئی اور دھاگا لیا اور اس سے اپنی (بوسیدہ) قمیص کو سی لیا۔ پھر مجاشع رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَغُلُّوْا شَيْئًا، مَنْ غَلَّ شَيْئًا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَوْ كَانَ مِخْيَطًا »

''لوگو! (مالِ غنیمت کی) کسی چیز میں خیانت نہ کرنا، جس نے کسی چیز میں خیانت کی وہ قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا، اگرچہ وہ ایک سوئی ہی کیوں نہ ہو۔''

یہ سن کر میں نے وہ قمیص اتار دی اور اپنی (بوسیدہ) قمیص کی (وہ) سلائی بھی ادھیڑ دی (جو میں نے مالِ غنیمت سے سوئی دھاگا لے کر لگائی تھی)۔ پھر میں وہ قمیص، سوئی اور دھاگا لے کر مالِ غنیمت کے ڈھیر کے پاس گیا اور ان چیزوں کو وہاں رکھ دیا۔ پھر میں نے اپنی زندگی ہی میں دیکھا کہ لوگ مالِ غنیمت سے ڈھیروں غلہ چھپا لیتے تھے اور اگر میں پوچھتا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہتے: ''مالِ غنیمت میں ہمارا حصہ اس سے بھی زیادہ ہے۔'' [مصنف ابن أبي شيبة : ٥٣٢/٧، ح : ٣٧٧٥٧، وإسناده صحيح۔ مجموع فيه مصنفات أبي جعفر محمد بن عمرو البختري : ٣٧٨/١ ، ح : ٥٥٣]

فتح مصر

امام احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ نے ۲۵ ہجری کے واقعات میں فتح مصر کا تذکرہ بھی کیا ہے۔[دیکھیے تاریخ الإسلام للإمام الذهبي : ١٠٥/٢]

ثقہ تابعی تمیم بن فرع المہری بیان کرتے ہیں: ''میں اسکندریہ کی دوسری فتح کے موقع پر جنگ میں شامل ہوا لیکن مجھے مالِ غنیمت سے حصہ نہیں دیا گیا، جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میری قوم اور قریش کے درمیان اختلاف رونما ہو جائے۔ آخر طے پایا کہ سیدنا ابو بصرہ غفاری اور عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما سے فیصلہ کروایا جائے، کیونکہ وہ دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ جب اس حوالے سے ان سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

«اُنْظُرُوْا فَإِنْ كَانَ أَنْبَتَ فَأَسْهِمُوْا لَهُ»

''دیکھو، اگر اس کے (بغلوں اور زیرِ ناف) بال اُگے ہوئے ہیں تو اس کا حصہ مقرر کرو (بصورت دیگر نہیں)۔''

تمیم بن فرع فرماتے ہیں: ''جب مجھے دیکھا گیا تو میرے بال اُگے ہوئے تھے، لہٰذا

مجھے میرا حصہ دے دیا گیا۔'' [فتوح مصر وأخبارها لابن عبد الحکم، ص : ۲۰۵ ، و إسناده حسن لذاته۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : ۲۱۷/۳ ، ح : ۵۱۴۴]

ثقہ تابعی ہشام بن ابو رقیہ لخمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : ''جب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو انھوں نے مصر کے قبطیوں سے کہا: ''جس شخص نے بھی مجھ سے اپنا خزانہ چھپایا، پھر میرا اس پر بس چلا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔'' پھر اہل صعید کے بطرس نامی ایک قبطی کے بارے میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ اس کے پاس خزانہ موجود ہے۔ جب اس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا، جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے جیل بھیج دیا۔ پھر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا: ''کیا کسی نے اس کے بارے میں سنا کہ یہ کسی سے سوال کرتا ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''نہیں، البتہ ہم نے یہ ضرور سنا ہے کہ وہ طُور میں موجود ایک راہب سے سوال کیا کرتا ہے۔'' سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بطرس کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور پھر اس راہب کے نام خط لکھا کہ تیرے پاس جو کچھ بھی ہے اسے میرے پاس بھیج دے اور پھر اس پر اپنی انگوٹھی کی مہر ثبت کر دی۔ پھر اس کا قاصد اس کے پاس ایک شامی کُوزہ لے کر آیا جس پر سیسے کی مہر لگائی گئی تھی۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس پر لکھا تھا: ''تمھارا مال ایک حوض کے نیچے دفن ہے۔'' اس پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو حوض پر بھیجا۔ انھوں نے پہلے اس کا پانی بند کیا، پھر اس سے پتھر کی وہ ٹائل اکھاڑی جس کے نیچے مال مدفون تھا۔ انھیں وہاں سے باون (۵۲) اردب (تقریباً ۲۵ پاؤنڈ کے وزن کا ایک پیمانہ) سونا ملا۔ جس پر ٹھپا لگایا گیا تھا۔ یہ خزانہ چھپانے کے جرم میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے قریب اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔''

ابن ابو رقیہ بیان کرتے ہیں: ''(اس واقعہ کے بعد) قبطیوں نے اپنے (چھپائے ہوئے) خزانے نکال دیے، اس ڈر سے کہ کہیں راز افشا ہونے پر انھیں بھی بطرس کی طرح قتل نہ کر دیا

جائے۔'' [فتوح مصر و أخبارها لابن عبد الحكم : ۱/ ۱۰۱، وإسناده حسن لذاته]

بحری جنگ کا آغاز

بحری جنگ کا آغاز بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ پہلی بحری جنگ کے متعلق، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے بشارت دے دی تھی۔ اس جنگ میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہوئے۔

چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی رضاعی خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز ضرور پیش کرتیں۔ ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے تو ام حرام نے کھانا پیش کیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے جوئیں نکالنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: ''اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ »

''میری امت کے کچھ لوگ (خواب میں) میرے سامنے لائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی تھے اور سمندر کے وسط میں اپنی سواریوں پر اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں، یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر براجمان ہیں۔''

ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرما دی۔

آپ ﷺ پھر اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ (اس مرتبہ بھی جب) آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: « نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ » ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے جا رہے ہوں۔'' جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: « أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ » ''تم پہلے گروہ میں سے ہو۔''

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری کے زمانے میں بحری سفر پر روانہ ہوئیں، لیکن سمندر پار کرنے کے بعد اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔'' [بخاري، كتاب الجهاد و السير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩]

امت کو ایک مصحف پر جمع کرنے کا عظیم کارنامہ

عہدِ نبوی میں کتابتِ قرآن

یہ بات قطعی دلیل سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لکھنے کا حکم دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبینِ وحی بھی مقرر تھے، جو آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی کو لکھتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کتابت وحی ہی کی وجہ سے ''کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے لقب سے معروف ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح بخاری'' میں فضائل قرآن کے سلسلے میں یہ باب قائم کیا ہے:

«بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا بیان۔''

اور پھر اس کے تحت دو حدیثیں لے کر آئے ہیں:

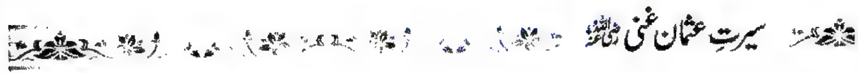
① سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کہا:

«إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

[بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب كاتب النبي ﷺ: ٤٩٨٩]

''یقیناً تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔''

② سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:



«اُدْعُ لِيْ زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ، أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ» [بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب كاتب النبي ﷺ : ٤٩٩٠]

”زید کو میرے پاس بلاؤ اور اسے کہو کہ تختی، دوات اور شانے کی ہڈی لے کر آئے، یا (فرمایا) شانے کی ہڈی اور دوات (بھی ساتھ لے آئے)۔“

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مکمل قرآن لکھا ہوا تھا لیکن ایک جگہ جمع نہیں تھا، مختلف چیزوں، مثلاً کھجور کے پتوں اور سفید پتھروں وغیرہ پر تحریر تھا اور لوگوں کے سینوں میں بھی محفوظ تھا۔ اس کے علاوہ جبریل علیہ السلام بھی ہر سال نبی ﷺ کے ساتھ قرآن کا ایک دور کرتے تھے اور جس سال رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا۔ [دیکھیے بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب كان جبريل يعرض القرآن على النبي ﷺ : ٤٩٩٨]

عہد ابی بکر میں تدوین قرآن

معرکۂ یمامہ میں جامِ شہادت نوش کرنے والے مسلمانوں میں بہت سے حفاظِ قرآن بھی تھے، ان قراء کی شہادت کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن مجید کو ایک کتابی شکل میں جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ قرآن کو چمڑے کے ٹکڑوں، ہڈیوں، کھجور کی شاخوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عظیم کام کی ذمہ داری جلیل القدر صحابی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کی، جیسا کہ کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں:

«أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوْهُ، وَإِنِّيْ لَأَرٰى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ

قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ ! خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ وَرَأَيْتُ الَّذِيْ رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَّهِمُكَ، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ»

''جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا، اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے پاس عمر (رضی اللہ عنہ) آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اسی طرح جنگوں میں قرآن کے علماء اور قراء شہید ہوتے رہے تو بہت سا قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا، الا یہ کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کر لیں (پھر ڈر نہیں رہے گا)، تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ ضرور قرآن جمع کروا دیں۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو یہ جواب دیا کہ میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو عمر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے'' اور بار بار یہی کہتے رہے، تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی وہی ہو گئی جو عمر (رضی اللہ عنہ) کی رائے تھی۔'' سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ وہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خاموش بیٹھے ہوئے تھے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (مجھے) کہنے لگے: ''تم جوان اور عاقل آدمی ہو اور ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں اور تم دورِ نبوی میں کاتب وحی رہے ہو، تو اب ایسا کرو کہ قرآن (کی جابجا لکھی ہوئی تحریروں کو) تلاش کرو اور سب کو اکٹھا کر دو۔''

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کو کہتے تو یہ کام میرے لیے اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنے کا حکم۔ میں نے (ان سے) کہا: ''آپ کس طرح وہ کام کریں گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟'' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: « هُوَ وَاللّٰهِ! خَيْرٌ » ''اللہ کی قسم! یہ نیک کام ہے۔'' میں بار بار یہی کہتا رہا تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ بھی کھول دیا، جس کے لیے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا کھولا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور میں نے قرآن کو کھال، کندھے کی ہڈی، کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن لکھا ہوا تھا) اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں خزیمہ بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) کے سوا کسی کے ہاں نہ پائیں (اور وہ دو آیات یہ ہیں):

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ [التوبة : ١٢٨، ١٢٩]

''بلاشبہ یقیناً تمھارے پاس تمھی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسا کیا اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔''

پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا گیا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو ملا۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ لقد جاء كم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم ﴾ : ٤٦٧٩]

عہدِ عثمان میں تدوین قرآن

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ (اس سے پہلے) وہ اہل شام اور اہل عراق کے ہمراہ جہاد میں مصروف تھے اور انھوں نے ارمینیہ اور آذر بائیجان کو فتح کیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ شام و عراق والوں کے قراء تِ قرآن میں اختلاف سے گھبرا کر کہنے لگے:

«يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ كَمَا اخْتَلَفَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي الْكُتُبِ»

''اے امیر المومنین! اس امت کو سنبھال لیجیے، اس سے قبل کہ یہ کتاب اللہ میں اس طرح اختلاف کرے جس طرح یہود و نصاریٰ نے (اپنی) کتب میں اختلاف کیا۔''

اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نام پیغام بھیجا:

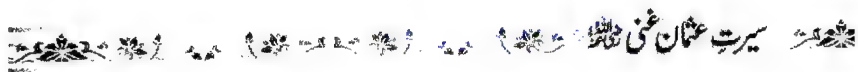
«أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا الصُّحُفَ لِنَنْسَخَهَا فِي الْمَصَاحِفِ، ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ»

''آپ ہمارے پاس مصحف بھجوا دیں، تاکہ ہم اس سے مزید مصاحف تیار کر لیں، پھر ہم اسے آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔''

تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مصحف بھجوا دیا، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس مصحف سے مزید مصاحف تیار کر لیں اور ساتھ ہی آپ نے ان سے یہ بھی فرمایا:

«مَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ»

''اگر تمھارا اور زید بن ثابت کا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی



زبان میں لکھنا، کیونکہ قرآن انھی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔"

چنانچہ اس مصحف سے کئی مصاحف تیار کر لیے گئے اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہر علاقے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا گیا۔ اس کے علاوہ کسی بھی صحیفے یا مصحف میں جو بھی قرآن لکھا گیا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے مٹا دیا گیا یا نذر آتش کر دیا گیا۔" [صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب ذکر ما یستحب للإمام اتخاذ الکاتب..... الخ : ۴۵۰۶/۲۔ تاریخ دمشق : ۳۰۷/۱۹، ۳۰۸، وإسناده حسن لذاته، ۲۴۱/۳۹، و إسناده صحیح۔ کتاب المصاحف لابن أبي داؤد، ح : ۵۹۔ تاریخ المدینة المنورة للنمیري : ۹۹۲/۳۔ بخاري : ۴۹۸۹، ۴۶۷۹]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "(جب قرآن مجید کی نقلیں تیار کی جا رہی تھیں تو) میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب اس آیت: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ (اور جو لوگ تم میں سے فوت کیے جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں) کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو پھر آپ اسے (قرآن میں) کیوں لکھ رہے ہیں یا (لکھا) چھوڑ رہے ہیں؟" تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

«يَا ابْنَ أَخِي! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ» [بخاري، کتاب التفسیر، باب : ﴿والذين يتوفون منكم ......﴾ : ۴۵۳۰]

"اے میرے بھتیجے! میں قرآن مجید میں سے کسی بھی چیز کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کروں گا۔"

ثقہ تابعی سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ مروان ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیج کر ان سے اس مصحف کا سوال کرتا رہا جس میں قرآن لکھا گیا تھا، لیکن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اسے یہ مصحف دینے سے انکار کرتی رہیں۔ پھر جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں اور ہم انھیں دفن کر کے واپس آئے، تو مروان نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تاکیداً ہدایت کی کہ وہ مصحف میرے پاس بھیجا جائے۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ مصحف

مروان کے پاس بھیج دیا، تو مروان کے حکم پر اسے کئی اجزا میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے بعد مروان کہنے لگا: ''میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ اس مصحف میں جو کچھ موجود تھا اسے دیگر مصاحف میں لکھ لیا گیا ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ کچھ عرصہ بعد کوئی شخص اس میں شک کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دے گا کہ اس میں کوئی ایسی چیز بھی تھی جس کی کتابت نہیں کی گئی۔''
[مسند الشاميين للطبراني : ٢٣٥/٤، ح : ٣١٦٨، وإسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ١٢٣/٢، ح : ١٧٣٣۔ كتاب المصاحف لابن أبي داؤد : ١٠٢/١، وإسناده صحيح]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں ماہر قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات حاصل کی تھیں۔ چنانچہ ثقہ تابعی عبدالاعلیٰ بن حکم الکلابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو وہاں حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم چھت پر موجود تھے۔ میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں بھی انھی لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں۔'' میں ان کے پاس جانے کے لیے سیڑھی کے ذریعے سے اوپر چڑھنے لگا تو ایک غلام نے مجھے اوپر جانے سے روک دیا جس وجہ سے میں اس کے ساتھ جھگڑنے لگا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے میری طرف جھانک کر دیکھا (اور مجھے اوپر آنے کی اجازت دی) تو میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک مصحف ہے، جسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس بھیجا تھا اور انھیں حکم دیا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر اپنے اپنے مصاحف کی درستی کر لیں۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا:

« مَا وَجَدْتُّمْ فِيْ مُصْحَفِيْ هٰذَا مِنْ زِيَادَةٍ فَلَا تَنْقُصُوْها،وَما وجدْتُّمْ مِنْ نُقْصَانٍ فَاكْتُبُوْهُ فِيْهِ » [تاريخ المدينة المنورة : ٩٩٨/٣، ٩٩٩، و إسناده حسن لذاته۔ مسند الشاميين للطبراني : ٣٨٦/١، ح : ٦٧١۔ عبد الأعلى ابن الحكم صدوق حسن الحديث، ذكره ابن حبان (في الثقات : ١٢٨/٥، ت ٤١٨٩) و وثقه الحاكم بتصحيح حديثه (٤٤٥/٤، ح : ٨٣٧٩)]

''اگر تم میرے اس مصحف میں کوئی زائد چیز پاؤ تو اسے کم نہ کرنا اور اگر کوئی می

پاؤ تو اسے دور کر دینا۔"

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوشنودی کی بشارت دنیا ہی میں دے دی تھی انھوں نے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر کوئی نکیر نہیں کی، بلکہ وہ تو سارے کے سارے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے خوش تھے۔ چنانچہ ثقہ تابعی مصعب بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«أَدْرَكْتُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرِيْنَ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ عَابَ مَا صَنَعَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْمَصَاحِفِ»

[تاريخ المدينة المنورة : ٢/ ١٢٤، ح: ١٧٣٥، و إسناده صحيح]

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کثیر تعداد میں پایا ہے اور میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں دیکھا کہ اس نے اس کام کے حوالے سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر کوئی عیب لگایا ہو جو انھوں نے مصاحف کے بارے میں کیا۔"

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر اعتراض کرنے والوں کی حماقت پر تبصرہ کرتے ہوئے ثقہ تابعی ابو مجلز لاحق بن حمید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

« عَابُوْا عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَشْقِيْقَ الْمَصَاحِفِ وَقَدْ آمَنُوْا بِمَا كَتَبَ لَهُمْ انْظُرْ إِلٰى حُمْقِهِمْ » [تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٢/ ١٢٤، ح: ١٧٣٨، و إسناده صحيح]

"ان لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے عیب جوئی کی کہ انھوں نے مصاحف کو پھاڑ دیا تھا اور جو کچھ انھوں نے لکھا اسے قرآن مانتے ہوئے اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں، آپ ان کی حماقت کا اندازہ لگائیں۔"

ثقہ تابعی امام سلیمان بن بلال رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ربیعہ بن فروخ رحمہ اللہ سے سنا، ان سے پوچھا گیا:

«لِمَ قُدِّمَتِ الْبَقَرَةُ وَآلُ عِمْرَانَ، وَقَدْ نَزَلَ قَبْلَهُمَا بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ سُوْرَةً بِمَكَّةَ، وَ إِنَّمَا نَزَلَتَا بِالْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ قُدِّمَتَا وَأُلِّفَ الْقُرْآنُ عَلٰى عِلْمٍ مِمَّنْ أَلَّفَهُ بِهِ» [تاريخ المدينة المنورة: ۲/۱۳۱، ح: ۱۷۷۲، و إسناده حسن لذاته۔ تفسير ابن كثير، مقدمة: ۱/۴۸]

''سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو کیوں مقدم کیا گیا، حالانکہ ان سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسی (۸۰) سے کچھ اوپر سورتیں نازل ہو چکی تھیں اور یہ دونوں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں؟'' انھوں نے (اس کے جواب میں) فرمایا: ''ان دو سورتوں کا مقدم کرنا اور سارے قرآن کی ترتیب کی بنیاد اس علم پر ہے جو اسے ترتیب دینے والوں کے پاس تھا (اور انھوں نے وہ علم رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا)۔''

سیدنا عثمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے آپ پر اس لیے بھی طعن و تشنیع کرتے ہیں کہ آپ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ''ربذہ'' کی طرف جلا وطن کر دیا تھا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے قصے میں جو کچھ کہا گیا ہے، جس کی بنا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے، وہ باطل ہے اور اس کی بنیاد صحیح روایات پر نہیں ہے۔ چنانچہ ثقہ تابعی عبد اللہ بن صامت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ شام سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ''امیر المومنین! دروازہ کھولیے، تاکہ لوگ اندر آسکیں، کیا آپ مجھے ان لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا؟ وہ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر ہدف (شکار) سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ اسلام کی طرف نہیں لوٹیں گے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ واپس آ جائے۔ وہ مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ مجھے بیٹھنے کا حکم دیں گے تو میں کبھی نہ اٹھوں گا اور اگر کھڑا ہونے کا حکم دیں گے تو جب تک میری ٹانگوں میں دم رہے گا میں کھڑا رہوں گا اور اگر آپ مجھے اونٹ پر باندھ دیں گے تو میں اپنے آپ کو آزاد نہیں کروں گا، حتیٰ کہ آپ خود ہی مجھے آزاد کر دیں۔'' پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ''ربذہ'' جانے کی اجازت طلب کی، انھوں نے اس کی اجازت دے دی تو وہ وہاں منتقل ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو

ایک غلام انھیں نماز پڑھا رہا تھا۔ لوگوں نے (انھیں دیکھ کر) کہا: ''ابوذر (رضی اللہ عنہ) آ گئے۔'' یہ سن کر غلام پیچھے کو مڑنے لگا تو انھوں نے اسے آگے رہنے کو کہا اور اس موقع پر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَوْصَانِي خَلِيْلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيْعَ، وَلَوْ لِعَبْدٍ حَبَشِيٍّ مُجَدَّعِ الْأَطْرَافِ، وَإِذَا صَنَعْتُ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا ثُمَّ انْظُرْ جِيْرَانَكَ فَأَنِلْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ، وَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَتَيْتَ الْإِمَامَ وَقَدْ صَلَّى كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ، وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ نَافِلَةٌ» [صحيح ابن حبان، كتاب الرهن، باب ذكر البيان بأن على المرء ... الخ: ٥٩٦٤، و إسناده صحيح۔ مسند أبي داوٗد الطيالسي: ١/ ٣٦٠، ح: ٤٥٢۔ كتاب الأموال لابن زنجويه: ١/ ٧٤، ح: ٢٧]

''میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی تھی: ① میں (امیر کی بات) سنوں اور اطاعت کروں، اگرچہ وہ ناک کان کٹا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ ② جب میں شوربہ بناؤں تو اس میں پانی زیادہ ڈال لوں اور پھر پڑوسیوں کا خیال کرتے ہوئے مناسب انداز سے اس سے انھیں بھی حصہ دوں۔ ③ اور بروقت نماز ادا کرنا، پھر اگر تو امام کے پاس اس وقت آئے جب اس نے نماز پڑھا لی ہو تو تو اپنی نماز محفوظ بنا لے گا اور اگر (دوبارہ) اس کی اقتدا میں ادا کرے گا تو یہ (نماز) تیرے لیے نفل بن جائے گی۔''

اس صحیح روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ خود اپنی مرضی ہی سے مقام ''ربذہ'' میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ثقہ تابعی زید بن وہب رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''میں ربذہ سے گزرا تو وہاں مجھے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نظر آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ یہاں کیسے؟ انھوں نے

فرمایا: ''میں شام میں تھا، وہاں میرے اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے درمیان اس آیت کے فہم میں اختلاف ہو گیا:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾

[التوبة : ٣٤]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش یقیناً لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔''

معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارے اور اہلِ کتاب دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس اختلاف کے نتیجے میں میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخی پیدا ہو گئی، تو انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے میری شکایت کر دی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا: « أَنِ اقْدَمِ الْمَدِيْنَةَ » ''تم مدینے آجاؤ۔'' چنانچہ میں مدینے چلا آیا، وہاں اس قدر لوگ میرے پاس آئے جیسے انھوں نے مجھے کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔ جب میں نے اس کے بارے میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا تو انھوں نے فرمایا: « إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيْبًا » ''اگر آپ مناسب سمجھیں تو مدینہ کے قریب کہیں باہر چلے جائیں۔'' اس وجہ سے میں یہاں قیام پذیر ہو گیا ہوں۔ اگر وہ مجھ پر کسی حبشی کو بھی امیر مقرر کر دیں تو میں ضرور اس کی بھی سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔'' [بخاري، كتاب الزكاة، باب ما أدي زكاته فليس بكنز : ١٤٠٦۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ١٠٣٧/٣]

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کے ایک گروہ کے ساتھ مسجد نبوی

میں بیٹھا تھا کہ اس دوران پراگندہ بالوں، موٹے کپڑوں اور نہایت سادہ شکل وصورت میں ایک شخص وہاں آیا۔ اس نے (اہلِ مجلس کو) سلام کیا اور کہا:

«بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِمْ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهٖ، وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهٖ، يَتَزَلْزَلُ»

''خزانہ جمع کرنے والوں کو ایسے گرم پتھروں کی بشارت ہو جنھیں آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کی چھاتی کے سرے پر رکھا جائے گا تو وہ کندھے کی پتلی ہڈی کی دوسری جانب نکل جائے گا۔ پھر اسی طرح اس کے کندھے کی باریک ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتی کے سرے سے نکل آئے گا۔ اسی طرح وہ پتھر برابر ڈھلکتا رہے گا۔''

یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور ایک ستون کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ میں ان کے پیچھے گیا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہیں؟ میں نے ان سے کہا: ''میرا خیال ہے کہ لوگوں نے آپ کی اس بات کو پسند نہیں کیا۔'' اس نے کہا: ''دراصل یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔'' [بخاري، كتاب الزكاة، باب ما أدي زكاته فليس بكنز : ١٤٠٧]

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے اس موقف کی مخالفت کی ہے اور اس وعید کو مانعین زکوٰۃ پر محمول کیا ہے۔

تاریخی حقائق ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلا وطن نہیں کیا تھا، بلکہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی کہ وہ شہر سے دور کسی غیر آباد جگہ میں وفات پائیں گے۔ چنانچہ سیدہ ام ذر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
''جب سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو میں رونے لگی، انھوں نے مجھ سے رونے کی وجہ پوچھی، تو میں نے کہا: ''میں کیوں نہ روؤں جب کہ آپ غیر آباد زمین میں فوت ہو رہے ہیں

اور میرے پاس تمھارے کفن کے لیے کافی کپڑا بھی نہیں ہے۔'' انھوں نے فرمایا: ''تو رونہ بلکہ خوش ہو جا، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں سے فرما رہے تھے، جن میں میں بھی شامل تھا:

« لَيَمُوْتَنَّ رَجُلٌ مِنْكُمْ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ يَشْهَدُهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ »

''تم میں سے ایک شخص کو غیر آباد زمین میں موت آئے گی، جس کے جنازے میں مومنین کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔''

اور اس گروہ کے سب کے سب لوگ کسی نہ کسی آباد بستی میں فوت ہوئے ہیں، جبکہ میں غیر آباد زمین میں فوت ہو رہا ہوں۔'' [صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، باب ذكر الإخبار عن وصف موت أبي ذر.....الخ: ٦٦٧٠، وإسناده حسن لذاته۔ حلية الأولياء: ١/ ١٦٩، ١٧٠۔ مسند أحمد: ٥/ ١٥٥، ح: ٢١٧٠٠۔ الطبقات لابن سعد: ٤/ ٢٣٣، ٢٣٤۔ مستدرك حاكم: ٣/ ٣٨١، ح: ٥٤٥٢]

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے نکلے تو نہ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان سے ناراض تھے اور نہ ہی سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے۔ چنانچہ ثقہ تابعی عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« دَخَلْتُ مَعَ أَبِي ذَرٍّ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الَّذِيْ لَا يُدْخَلُ مِنْهُ، فَانْتَهَى إِلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَوْ أَمَرْتَنِيْ أَنْ آخُذَ بِعُرْقُوْبَيْ قَتَبٍ لَأَخَذْتُ بِهِمَا حَتَّى أَمُوْتَ، فَاسْتَأْذَنَهُ لِلرَّبَذَةِ فَقَالَ تَأْذَنُ لَكَ، وَنَأْمُرُ لَكَ بِنَعَمٍ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَتُصِيْبُ مِنْ نَسْلِهَا، فَنَادَى أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دُوْنَكُمْ مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ! دُنْيَاكُمْ فَاحْزِمُوْهَا، فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهَا، فَمَا زَادَ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا، فَانْطَلَقَ

وَانْطَلَقْتُ حَتّٰى قَدِمْنَا الرَّبَذَةَ، فَإِذَا عَلَيْهَا حَبَشِيٌّ مَوْلًى لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَنُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ فَتَقَدَّمَ فَنَكَصَ فَأَوْمٰى إِلَيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ» [تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٣/١٠٣٥، ١٠٣٦، وإسناده حسن لذاته۔ الطبقات لابن سعد : ٤/١٧٥، ١٧٦، و سنده صحيح ۔ حلية الأولياء لأبي نعيم : ١/٢١٤، ح : ٥٢٣]

”میں ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ہم ان کے پاس جانے کے لیے اس دروازے میں سے داخل ہوئے جس میں سے عام لوگ داخل نہیں ہوتے تھے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھیں سلام کیا اور عرض کی: ”اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اونٹ کے کجاوے کے پچھلے دونوں حصوں کو پکڑ لوں تو میں ضرور انھیں پکڑے رکھوں گا، یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔“ پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں قیام کی اجازت مانگی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم تمھیں (اس کی) اجازت دیتے ہیں اور ساتھ تمھارے لیے صدقے کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹوں کا بھی حکم دیتے ہیں، (تم انھیں چراؤ) تاکہ آپ ان کے (دودھ اور) بچوں سے فائدہ اٹھائیں۔“ تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: ”اے قریش کے لوگو! تم اپنی دنیا کو اپنے پاس ہی رکھو، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کی اور وہ چل پڑے اور میں بھی (ان کے ساتھ) چل پڑا، یہاں تک کہ ہم ربذہ پہنچ گئے، اس وقت ان کا امیر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام تھا، پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو وہ غلام (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھا (مگر جب اس نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا) تو پیچھے ہٹا، لیکن ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اسے اشارہ کیا تو وہ

آگے بڑھ گیا اور ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے نماز ادا کی۔"

ثقہ تابعی احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لیے مدینہ منورہ میں تھے کہ امیر المومنین کے گھر سے ایک آدمی نکلا۔ جب وہ مسجد کے وسط میں پہنچا اور وہاں مسجد میں قریش حلقے بنا کر بیٹھے تھے، تو وہ شخص کہنے لگا:

«أَلَا لِيُبَشَّرَ أَهْلُ الْكُنُوْزِ بِكَيٍّ فِيْ جِبَاهِهِمْ، وَالْكَيِّ فِيْ جُنُوْبِهِمْ، وَالْكَيِّ فِيْ ظُهُوْرِهِمْ، لَمْ تَعْذَرْ قُرَيْشٌ، فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا أَبُوْ ذَرٍّ»

[تاريخ المدينة المنورة للنميري : ١٠٣٨/٣، و إسناده صحيح، الحكم بن أبي القاسم وهو الحكم بن طهمان، ذكره ابن حبان في الثقات (١٩٣/٨)، وثقه ابن معين وأبو حاتم و أبو زرعة]

"سنو! خزانے (اکٹھے کرنے) والوں کو خوشخبری ہو کہ ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں پر داغ لگائے جائیں گے۔" قریش نے (یہ سن کر) کوئی عذر پیش نہ کیا، تو میں نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے بتایا: "یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

پروپیگنڈا کرنے والے کیا کچھ نہیں کرتے، لیکن کیا ان کے اس زہر آلود کام سے ہمیشہ کے لیے دو دل جدا ہو جاتے ہیں؟ نہیں، قطعاً نہیں، جلد یا بدیر آخر کار حقائق کھل کر سامنے آ ہی جاتے ہیں۔ پروپیگنڈا کرنے والے بدنصیب دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کے ساتھ منہ چھپاتے پھرتے ہیں، حقائق کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں رکھتے اور آخرت میں بھی اس خصلت کی بنا پر ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ چنانچہ ثقہ تابعی بدر بن خالد الحرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران ایک بزرگ تشریف لائے، جب لوگوں نے انھیں دیکھا تو کہنے لگے: "ابو ذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔" پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا تو فرمایا:

«مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا أَخِيْ! فَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا أَخِيْ! لَعَمْرِيْ

لَقَدْ غَلَّظْتَ فِي الْعَزْمَةِ ، وَايْمُ اللّٰهِ ! لَوْ أَنَّكَ عَزَمْتَ عَلَيَّ أَنْ أَحْبُوَ لَحَبَوْتُ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَحْبُوَ » [تاريخ المدينة المنورة : ٢/١٤٦، ح : ١٨٢٣، و إسناده حسن لذاته]

''میرے بھائی ! خوش آمدید۔'' سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے بھائی میں بھی آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں، مجھے زندگی (دینے والے رب) کی قسم ! آپ نے مجھے ملاقات کے لیے بہت تاکید کی ہے، اللہ کی قسم ! اگر آپ یہ تاکید کرتے کہ میں گھسٹتا ہوا آؤں تو میرا جہاں تک بس چلتا میں گھسٹتا ہوا ہی آتا۔''

ثقہ محدث غالب القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« قُلْتُ لِلْحَسَنِ : عُثْمَانُ أَخْرَجَ أَبَا ذَرٍّ ؟ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ » [تاريخ المدينة المنورة للنميرى : ٣/١٠٣٧، و سنده صحيح]

''میں نے حسن بصری سے کہا: ''کیا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو (مدینہ سے) نکال دیا تھا؟'' تو حسن بصری رحمہ اللہ نے جواب دیا: ''اللہ کی پناہ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا)۔''

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ثقہ و صدوق تابعی عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ وَعَلٰى أَبِيْ ذَرٍّ عِمَامَةٌ فَرَفَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ وَقَالَ إِنِّيْ وَاللّٰهِ ! يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! مَا أَنَا مِنْهُمْ ، قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ يَعْنِيْ مِنَ الْخَوَارِجِ ، وَلَوْ أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَعَضَّ عَلٰى عُرْقُوْبَيْ قَتَبٍ لَعَضَضْتُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى يَأْتِيَنِي الْمَوْتُ وَ أَنَا عَاضٌّ عَلَيْهِمَا ، قَالَ صَدَقْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ ! إِنَّا إِنَّمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ لِخَيْرٍ ، لِتُجَاوِرَنَا بِالْمَدِيْنَةِ ، قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذَاكَ ، ايْذَنْ لِيْ فِي الرَّبَذَةِ ، قَالَ نَعَمْ ، وَنَأْمُرُ لَكَ بِنَعَمٍ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ

تَغْدُوْ عَلَيْكَ وَتَرُوْحُ ، قَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْ ذَاكَ ، يَكْفِيْ أَبَا ذَرٍّ صِرْمَتُهُ ، قَالَ ثُمَّ خَرَجَ ، فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ الْتَفَتَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ ! اعْذِمُوْهَا وَدَعُوْنَا وَدِيْنَنَا ﴾ [تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٣/١٠٣٦، و سنده صحيح]

''میں اپنے چچا سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میرے چچا سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عمامہ باندھا ہوا تھا، انھوں نے اپنے سر سے عمامہ اتارا اور کہا: ''اللہ کی قسم! اے امیر المومنین! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔'' اس روایت کے راوی عبد اللہ بن شوذب نے کہا: ''ان لوگوں سے مراد خوارج ہیں۔'' اور فرمایا: ''اگر آپ مجھے یہ حکم دیں کہ میں اونٹ کے کجاوے کی لکڑی کے ساتھ لٹک جاؤں تو میں اس کے ساتھ لٹک جاؤں گا اور موت آنے تک وہیں لٹکا رہوں گا۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''یقیناً آپ نے سچ کہا اے ابو ذر! ہم نے تو آپ کو صرف خیر و بھلائی کے لیے پیغام دیا ہے اور یہ کہ آپ مدینہ میں ہمارے قریب ہی رہیں۔'' یہ سن کر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھے یہاں قیام کی کوئی حاجت وضرورت نہیں ہے، بلکہ آپ مجھے ربذہ میں قیام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے (آپ ربذہ میں قیام کریں) اور ہم آپ کو صدقے کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ دینے کا حکم صادر کرتے ہیں، وہ صبح و شام آپ کے پاس آئیں گے۔'' یہ سن کر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ابو ذر کو اپنے چند اونٹ ہی کافی ہیں۔'' پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور جب وہ دروازے پر پہنچے تو انھوں نے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''اے جماعت قریش! تم اپنے اموال کو سنبھال کر رکھو اور ہمیں ہمارے دین سمیت چھوڑ دو۔''

باب 4

فتنۂ خوارج اور شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

- قصہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ
- فتنہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ اور فسادیوں کی آمد
- دوران محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں کو خطاب
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فسادیوں سے لڑائی سے گریز
- بلوائیوں کے پیچھے نماز سے متعلق رائے
- دورانِ محاصرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مشاورت
- محاصرین کی طرف سے قتل کی دھمکی
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت
- شہادتِ عثمان سے متعلق صحابہ کرام کے تاثرات
- مسئلۂ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ
- تاریخ شہادت



سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل نہ کرو، بلکہ ان سے سبب ناراضی ختم کرو، اس لیے کہ دنیا میں کوئی امت ایسی نہیں ہے کہ جس نے اپنے نبی کو قتل کیا ہو اور پھر اللہ نے ان کے معاملے کی کبھی اصلاح کی ہو، یہاں تک کہ انھوں نے آپس میں ستر ہزار لوگوں کا خون نہ بہالیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی امت ہے جو اپنے خلیفہ کو قتل کرے اور پھر اللہ ان کے معاملے کی کبھی اصلاح کرے، یہاں تک کہ وہ اپنے چالیس ہزار لوگوں کی خون ریزی نہ کر لیں اور کوئی امت ہلاک نہیں ہو گی جب تک کہ وہ اپنے سلطانِ وقت (حکمران) کے خلاف قرآن نہ اٹھائے۔''

[السنة للخلال : ۲/۴۵۸ ، ح : ۷۱۱، و إسناده حسن لذاته]

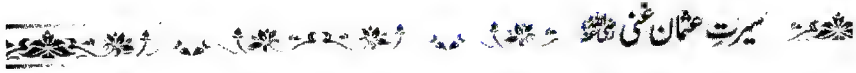
قصہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی علالت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک سال نکسیر پھوٹنے کی وبا پھیل گئی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی اتنی شدت کے ساتھ نکسیر پھوٹی کہ آپ حج پر بھی نہ جا سکے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت بھی کر دی۔ اس دوران قریش میں سے ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجیے۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: « وَ قَالُوْهُ ؟ » ''کیا لوگ ایسا کہتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کس کو (یہ لوگ خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)؟'' اس شخص نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر ایک اور شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، راوی کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھا، وہ بھی کہنے لگا: ''آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجیے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''لوگ ایسا کہتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' آپ نے پوچھا: ''(وہ) کس کو (خلیفہ بنانا چاہتے ہیں)؟'' اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: « فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا إِنَّهُ الزُّبَيْرُ » ''شاید وہ زبیر (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''ہاں!''

تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ ! إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الزبير بن العوام رضي الله عنه : ٣٧١٧]



''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے علم کے مطابق بھی وہ ان سب سے بہتر ہیں۔ بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کو بھی ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔''

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی

رسول اللہ ﷺ نے خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ عثمان! لوگ تجھ سے خلافت چھوڑنے کا مطالبہ کریں گے، لیکن تو اس خِلعت کو ان لوگوں کے کہنے پر نہ اتارنا۔ چنانچہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث نہ سناؤں؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں! ضرور سنائیں۔'' تو وہ فرمانے لگیں کہ ایک دفعہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے:

« يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَعَلَّهُ أَنْ يُقَمِّصَكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ » [كتاب السنة لابن أبي عاصم : ٢/ ٣٢٥، ح : ٤١٨، و إسناده حسن لذاته۔ ترمذي : ٣٧٠٥۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٦/ ٣٦٥، ح : ٣٢٠٣٦، ٧/ ٥١٤، ٥١٥، ح : ٣٧٦٤٤۔ مسند أحمد : ٦/ ١٤٩، ح : ٢٥١٦٢۔ ابن حبان : ٦٩١٥]

''اے عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمھیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر لوگ (یعنی منافقین) تم سے وہ قمیص اتروانا چاہیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔''

اسی بارے میں مروی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا مِنْ بَعْدِيْ، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ » [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١٠٦٧،

١٠٦٨، و إسناده صحيح۔ مسند أحمد : ٨٦/٦، ٨٧، ح : ٢٥٠٧٣، و إسناده صحيح]

"یقیناً اللہ تعالیٰ میرے بعد تمھیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر منافقین تم سے وہ قمیص اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسے ہرگز نہ اتارنا، یہاں تک کہ تم مجھ سے آ ملو۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « أُدْعُوْا لِي بَعْضَ أَصْحَابِيْ » "میرے صحابہ میں سے کسی کو بلاؤ۔" میں نے پوچھا: "ابوبکر رضی اللہ عنہ کو؟" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "عمر رضی اللہ عنہ کو؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو؟" آپ نے فرمایا: "نہیں۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پھر کہا: "کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو؟" تو آپ نے فرمایا: "ہاں!" پھر جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: "تم اُدھر (الگ) چلی جاؤ۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشیاں کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ (راویٔ حدیث ابوسہلہ کہتے ہیں کہ) پھر جس دن انھیں ان کے اپنے ہی گھر میں محصور کر دیا گیا تو ہم نے پوچھا: "اے امیر المومنین! کیا آپ لڑائی نہیں کریں گے؟" انھوں نے کہا:

« لَا، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّيْ صَابِرٌ نَفْسِيْ عَلَيْهِ » [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ٦٠٤/١، ٦٠٥، ح : ٨٠٤ و إسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة : ١٠٧٠/٣ ۔ ترمذي : ٣٧١١۔ مسند أحمد : ٥٩/١، ح : ٤٠٧۔ ابن حبان : ٦٩١٨]

"نہیں! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور یقیناً میں اس عہد کی پوری پاسداری کروں گا۔"

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھلوانا چاہا، تو

نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دو۔'' میں گیا تو وہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انھیں جنت کی خوشخبری سنائی، پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے بھی دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی خوشخبری دے دو۔'' اس مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری دی۔ پھر ایک تیسرے آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا، اس وقت آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے، تو آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

«اِفْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ»

''ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی خوشخبری سنا دو، لیکن انھیں دنیا میں آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا۔''

میں گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے، میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور جنت کی بشارت دی اور وہ بات بھی بتائی جو آپ ﷺ نے کہی تھی، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: «اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ» ''اللہ مدد کرنے والا ہے۔'' [بخاري، كتاب الأدب، باب من نكت العود في الماء والطين: ٦٢١٦۔ مسلم: ٢٤٠٣]

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اس دوران ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اِذْهَبْ وَافْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى شَدِيْدَةٍ تُصِيْبُهُ، فَفَتَحَ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ» [تاريخ المدينة المنورة للنميري: ١٠٧٢/٣، و إسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد: ٣٩٣/٤، ح: ١٩٥٠٩۔ كتاب السنة لابن أبي عاصم: ٦٢٣/٢، ح: ١٤٥٠۔ ابن حبان: ٦٩١١]

"جاؤ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور ساتھ اسے جنت کی خوشخبری بھی دے دو اس سخت مصیبت پر جو (دنیا میں) اسے پہنچے گی۔" جب اس کے لیے دروازہ کھولا تو وہ سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ تھے۔"

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ نَجا مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَوْتِيْ وَالدَّجَّالُ وَقَتْلُ خَلِيْفَةٍ مُصْطَبِرٍ بِالْحَقِّ مُعْطِيْهِ» [مسند أحمد : ٤/١٠٥، ١٠٦، ح : ١٦٩٧٣، وإسناده حسن لذاته۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٧/٤٩٠، ح : ٣٧٤٦٤۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٣/١٠٧٦۔ مستدرك حاكم : ٣/١٠٨، ح : ٤٥٤٨]

"جو تین چیزوں (یعنی تین فتنوں) سے بچا وہ نجات پا گیا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دہرائی، پھر فرمایا: "میری موت کے وقت، فتنۂ دجال کے وقت اور حق پر ڈٹ جانے والے صابر اور فیاض خلیفہ کے قتل (یعنی اس کی شہادت) کے موقع پر۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نصرانیوں کے ایک مذہبی سردار کے پاس بھیجا، میں اسے بلا لایا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا:

« وَ هَلْ تَجِدُنِيْ فِي الْكِتَابِ ؟ قَالَ نَعَمْ ! قَالَ كَيْفَ تَجِدُنِيْ ؟ قَالَ أَجِدُكَ قَرْنًا ، قَالَ فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ ، فَقَالَ قَرْنٌ مَهْ ؟ فَقَالَ قَرْنٌ حَدِيْدٌ أَمِيْنٌ شَدِيْدٌ ، قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِيْ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِيْ ؟ فَقَالَ أَجِدُهُ خَلِيْفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ ، فَقَالَ عُمَرُ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُثْمَانَ ثَلَاثًا ، فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِيْ بَعْدَهُ ؟ قَالَ أَجِدُهُ صَدَاءَ حَدِيْدٍ، قَالَ

فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ يَا دَفْرَاهُ ! يَا دَفْرَاهُ ! فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّهُ خَلِيْفَةٌ صَالِحٌ وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِيْنَ يُسْتَخْلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْلُوْلٌ وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ)) [أبو داؤد، كتاب السنة، باب في الخلفاء : ٤٦٥٦، و إسناده صحيح- تاريخ المدينة المنورة للنميري : ١٠٧٨/٣- تاريخ دمشق : ١٨٩/٣٩]

''کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟'' اس نے کہا: ''ہاں!'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''تم میرا کیا ذکر پاتے ہو؟'' اس نے کہا: ''میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قَرن ہیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا دُرّہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: ''قرن سے کیا مراد ہے؟'' اس نے کہا: ''بہت سخت فولادی قلعہ، انتہائی امین۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟'' اس نے کہا: ''میں اس کے بارے میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا، صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا: ''اللہ تعالیٰ عثمان (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے۔'' پھر پوچھا: ''ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟'' اس نے کہا: ''میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہو گا۔'' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہا: ''اے بدبودار، اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟)'' تو اس نے کہا: ''امیر المومنین! یہ صالح خلیفہ ہوگا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔''

ابو اشعث صنعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ملک شام میں خطباء (وعظ و نصیحت کے لیے) جمع ہوئے، ان میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ سب سے آخر میں مُرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: ''اگر میرے پاس ایک حدیث نہ ہوتی جو میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں (نصیحت کے لیے) کھڑا نہ ہوتا، (وہ یہ کہ) رسول اللہ ﷺ نے جلد آنے والے فتنوں کا ذکر کیا تو اس دوران ایک شخص وہاں سے گزرا اور اس نے اپنا سر ایک کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى»

"یہ شخص اس دن ہدایت (حق) پر ہوگا۔"

میں اس شخص کی طرف بڑھا تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، پھر میں نے ان کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف کیا اور پوچھا: "کیا یہی شخص؟" آپ ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ» "ہاں! (یہی شخص)۔" [ترمذي، كتاب المناقب، باب في عد عثمان تسميته شهيدًا و تجهيزه جيش العسرة : ٣٧٠٤، وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٦٢١، ٦٢٢، ح : ٨٢٨]

سیدنا مُرہ بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ فِيْ فِتْنَةٍ تَثُوْرُ فِيْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ كَأَنَّهَا صَيَاصِي الْبَقَرِ؟»

"تم اس فتنے میں کیا کرو گے جو زمین کے کناروں سے (اس طرح) اٹھے گا جس طرح گائے کے سینگ ابھرے ہوتے ہیں؟"

صحابہ نے کہا: "اے اللہ کے نبی! آپ ہی بتائیں اس وقت ہم کیا کریں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِهٰذَا وَأَصْحَابِهٖ»

"تم اس آدمی اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑ لینا۔"

سیدنا مُرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جلدی کی اور اس شخص کی طرف لپکا (جس کی

طرف آپ ﷺ نے اشارہ کیا تھا) میں نے کہا: ''اے اللہ کے نبی! کیا یہ شخص؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: « هٰذَا » ''(ہاں!) یہ شخص۔'' تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔''

[صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، باب ذكر الخبر الدال على أن عثمان بن عفان ...... الخ : ٦٩١٤، وإسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٣٥/٥ ، ح : ٢٠٦٤٣، هرمي بن الحارث وثقه ابن حبان والعجلي المعتدل وأسامة بن خريم، و قال ابن حبان له صحبة و وثقه العجلي]

موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ اپنے نانا ابو حبیبہ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، جب انھیں گھر میں محصور کر دیا گیا تھا، تو انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے (باغیوں کے ساتھ) بات کرنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

« إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا ، أَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً »

''بلاشبہ میرے بعد تمھیں فتنوں اور اختلافات کا سامنا ہوگا، یا یہ فرمایا کہ اختلاف اور فتنوں کا۔''

لوگوں میں سے کسی نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! ہم اس وقت کس کا ساتھ دیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْنِ وَ أَصْحَابِهِ ، وَ هُوَ يُشِيْرُ إِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ »

[فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ٥٥٠/١ ، ح : ٧٢٣، و إسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ٣٤٤/٢ ، ٣٤٥ ، ح : ٨٥٢٢۔ مستدرك حاكم : ٩٩/٣، ح : ٤٥٤١ ، ٤٣٣/٤ ، ح : ٨٣٣٥، وأبو حبيبة ثقة صدوق حسن الحديث]

''تم (اس وقت) امین (امانت دار) شخص اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا۔'' اور آپ ﷺ (یہ فرماتے ہوئے) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔''

فتنہ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ اور فسادیوں کی آمد

ثقہ تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی منقطع و مرسل روایت میں ہے کہ جب اہلِ مصر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف آمادۂ بغاوت ہو کر آئے تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''(باغی) لوگ الگ الگ ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں، لہٰذا ان کا معاملہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، اگر یہ متحد ہو کر آئیں گے تو پھر ان کا معاملہ خطرے کی علامت بن جائے گا۔'' امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں وہ متحد ہو کر آئے تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ جب انھوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگے:

«إِلَيْكَ عَنَّا يَا أَعْوَرَ ثَقِيفٍ!»

''بنو ثقیف کے کانے! ہم سے دور رہو۔''

اس پر مغیرہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور صورتِ حال سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا: «آتِ هٰؤُلَاءِ فَأَعْطِهِمْ كِتَابَ اللّٰهِ» ''ان لوگوں کے پاس جا کر ان کے سامنے کتاب اللہ کو پیش کرو۔''

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان پر کتاب اللہ کو پیش کیا مگر انھوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، تو وہ بھی واپس چلے گئے۔ اس پر وہ (آپس میں) کہنے لگے: ''تمھارے پاس تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد تشریف لائے اور تم پر کتاب اللہ کو پیش کیا مگر تم نے انھیں واپس لوٹا دیا۔'' اس پر انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور ان کی

پیش کش کو چند شرائط کے ساتھ قبول کر لیا۔ ابن عون امام ابن سیرین سے ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے ان شرائط میں سے بعض کو لکھ لیا اور بعض کو نہ لکھا۔ [تاریخ المدینة المنورة : ۱۱۳۸/۳، وإسناده صحیح إلی ابن سیرین]

ابو أسید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب مصری (باغی) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف چڑھائی کرنے آئے تو وہ ایک کمرے میں اکٹھے ہوئے۔ جب ہم ادھر آئے تو کمرے کے سوراخوں سے انھیں دیکھنے لگے۔ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر جو بھی اعتراضات کیے آپ رضی اللہ عنہ نے انھیں مسترد کر دیا۔ انھوں نے کہا: ''تم نے ہجرت کا دروازہ بند کر دیا ہے اور (سرکاری) چراگاہ کو ذاتی مقصد کے لیے استعمال کیا ہے۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَى الْحِمَى لِلصَّدَقَةِ، وَإِنَّهَا كَثُرَتْ وَزَادَتْ، فَزِدْتُّ فِي الْحِمَى عَلٰى قَدْرِ مَا زَادَتِ الصَّدَقَةُ، وَأَمَّا قَوْلُكُمْ أَغْلَقْتُ بَابَ الْهِجْرَةِ فَإِنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَرَى هٰذَا الْمَالَ إِلَّا لِمَنْ جَاهَدَ عَلَيْهِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُهَاجِرْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَجْلِسْ، ثُمَّ قَالَ وَيْحَكُمْ لَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تُهْلِكُوْا أُمَّتَكُمْ فَرَجَعَ الْقَوْمُ رَاضِيْنَ » [تاریخ المدینة المنورة : ۱۱۳۹/۳، وإسناده صحیح]

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے جانوروں کے لیے ایک چراگاہ بنائی تھی، اب ان جانوروں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا ہے، تو میں نے اسی تناسب سے چراگاہ کی حدود میں بھی اضافہ کر دیا۔ رہا تمھارا یہ اعتراض کہ میں نے ہجرت کا دروازہ بند کر دیا ہے تو میرے نزدیک اس مال پر صرف مجاہدین کا حق ہے۔ اگر کوئی ہجرت کرنا چاہے تو ایسا ضرور کرے اور اگر کوئی ایسا نہیں کرنا چاہتا تو گھر میں بیٹھا رہے۔'' (راوی بیان کرتا ہے کہ) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! خود ہی

اپنے آپ کو پاک نہ کہو اور نہ ہی اپنی امت کو ہلاک کرو۔'' اس پر وہ لوگ راضی خوشی واپس لوٹ گئے۔''

رِبعی بن حراش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تو وہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''رِبعی! اپنی قوم کے متعلق بتاؤ، کیا ان میں سے بھی کسی نے خروج کیا ہے؟'' انھوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا اور پھر انھیں کچھ لوگوں کے نام بتائے۔ یہ سن کر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ، قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ مَرَّةً مُسْتَذِلًّا لِلْإِمَارَةِ وَقَالَ مَرَّةً فَاسْتَذَلَّ الْإِمَارَةَ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا وَجْهَ لَهُ » [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١٤٤، و إسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق : ١٨/ ٤٣، ح : ٤١٧٩]

''جو شخص امارت کو بے وقعت کرتے ہوئے جماعت سے نکلا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا۔''

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں میرے پاس ایک انصاری شخص آیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات میں عیب نکالوں۔ اس نے بڑی طویل گفتگو کی، اس کی زبان میں ثقل تھا، اس وجہ سے وہ روانی سے بات نہیں کر پا رہا تھا۔ بہرحال جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو میں نے اس سے کہا:

« إِنَّا قَدْ كُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ، أَفْضَلُ أُمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ ! مَا نَعْلَمُ عُثْمَانَ فَعَلَ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقٍّ، وَلَا جَاءَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَيْئًا، وَلٰكِنْ هُوَ هٰذَا الْمَالُ إِنْ أَعْطَاكُمُوْهُ رَضِيْتُمْ، وَ إِنْ

أَعْطَى إِلَى قَرَابَتِهِ سَخِطْتُمْ، إِنَّمَا تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ، لَا يَتْرُكُوْنَ لَهُمْ أَمِيْرًا إِلَّا قَتَلُوْهُ»

''یقیناً ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت کے افضل ترین انسان ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ۔ یقیناً اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی ناحق کام کیا ہو یا انھوں نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔ بات صرف اس مال و زر کی ہے، اگر عثمان رضی اللہ عنہ یہ مال تمھیں دیں تو تم راضی اور اگر اپنے قرابت داروں کو دیں تو تم ناراض۔ تم اپنے آپ کو اہل فارس و روم کی طرح بنانا چاہتے ہو کہ ان میں جو بھی امیر بنتا ہے وہ اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (میری باتیں سن کر) اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگا: ''اے اللہ! ہم یہ نہیں چاہتے۔'' ابراہیم بن منذر کہتے ہیں: ''اس شخص سے مراد حبان بن منقذ تھا، اس کی زبان میں لکنت تھی۔'' [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١١٤، ١١١٥، وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/ ٩٤، ح : ٦٤۔ كتاب السنة للخلال : ١/ ٣٠١، ح : ٥٤٦۔ مسند الشاميين للطبراني : ٤/ ٢٣١، ح : ٣١٥٥، ٣/ ٤٠، ح : ١٧٦٤]

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کیوں نہیں کرتے (کہ وہ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو شراب نوشی پر حد لگائیں)؟'' انھوں نے کہا: ''میں نے کسی فتنے کا دروازہ کھولے بغیر ان سے گفتگو کی ہے، میں ایسا آدمی نہیں (بننا چاہتا) کہ سب سے پہلے کسی فتنے کا دروازہ کھلوانے والا بنوں اور میں کسی کی اس حد تک خوشامد نہیں کرتا کہ اگر اسے دو آدمیوں پر امیر بنا دیا جائے تو اسے کہوں کہ تو سب سے بہتر ہے، اس کے بعد کہ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن چکا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« يُجَاءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيْفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ أَيْ فُلَانُ! أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا أَفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهُ » [بخاري، كتاب الفتن، باب الفتنة التي تموج كموج البحر: ٧٠٩٨۔ مسند الحميدي: ١/ ٤٧٠، ح: ٥٥٧]

''ایک شخص کو (قیامت کے دن) لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اس میں گدھے کی طرح چکی پیسے گا، یعنی اپنی انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا۔ پھر دوزخ کے لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: ''اے فلاں! کیا تو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے روکا نہیں کرتا تھا؟'' وہ شخص کہے گا: ''میں اچھی بات کے لیے لوگوں کو کہتا تو ضرور تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور بری بات سے لوگوں کو روکتا تھا لیکن خود وہ برا کام کرتا تھا۔''

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ میری نسبت تم لوگ یہ خیال نہ کرنا کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے صحیح بات کہنے میں مداہنت اور سستی کرتا ہوں۔ کیا میں قیامت کے دن اپنا حال اس شخص کا سا کرلوں جو انتڑیوں کو اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح گھومے گا۔

دوران محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں کو خطاب

سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا وہ مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس جگہ گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ انھوں نے بتایا: « إِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُوْنِي بِالْقَتْلِ آنِفًا » ''یہ ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔'' ہم نے کہا:

« يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! »

''امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کو کافی ہوگا۔''

پھر انھوں نے کہا:

« وَ بِمَ يَقْتُلُوْنَنِي ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِيْ إِحْدَى ثَلَاثٍ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَوَاللّٰهِ ! مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا تَمَنَّيْتُ بَدَلًا بِدِيْنِي مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُوْنَنِي ؟ »

[مسند أحمد : ١/ ٦٥ ، ح : ٤٦٨، و إسناده صحيح۔ أبو داوٗد : ٤٥٠٢۔ ترمذي : ٢١٥٨۔ مستدرك حاكم : ٤/ ٣٤٩، ح : ٨٠٢٨]

''یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین طرح کے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے، ایک وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد اس کا انکار کرے (مرتد ہو جائے)، دوسرا وہ جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے اور تیسرا وہ جو بغیر قصاص کے کسی کو قتل کرے، تو اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا، نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں اور نہ ہی جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے (اسلام کی) ہدایت دی ہے اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے، تو پھر وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''جب باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا تو وہ اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے:

«عَلَامَ تَقْتُلُوْنِي ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنٰي بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ، فَوَاللّٰهِ ! مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَلَا قَتَلْتُ أَحَدًا، فَأُقِيْدَ نَفْسِيْ مِنْهُ وَلَا ارْتَدَدْتُّ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ» [مسند أحمد : ٦٣/١ ، ح : ٤٥٢، و إسناده حسن لذاته۔ الأحاديث المختارة للضياء المقدسي : ٤٩٧/١ ، ٤٩٨، ح : ٣٦٧ ، ٣٦٨]

''تم لوگ مجھے کس بنا پر قتل کرو گے؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے تین طرح کے لوگوں کے، وہ آدمی جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کر دیا جائے گا،

یا وہ شخص جو قتلِ عمد کا مرتکب ہو تو اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا، یا وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔'' تو اللہ کی قسم! میں نے نہ تو زمانۂ جاہلیت میں کبھی زنا کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد اور میں نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا کہ مجھے اس کے قصاص میں قتل کر دیا جائے اور میں اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد بھی نہیں ہوا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

ثقہ تابعی ابو لیلیٰ الکندی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے محاصرے کے دوران لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَقْتُلُوْنِيْ وَاسْتَتِيْبُوْنِيْ، فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ قَتَلْتُمُوْنِيْ لَا تُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا أَبَدًا، وَلَا تُجَاهِدُوْنَ عَدُوًّا جَمِيْعًا أَبَدًا، وَلَتَخْتَلِفُنَّ حَتّٰى تَصِيْرُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ﴾ [هود: ٨٩]» [الطبقات لابن سعد: ٥٢/٣، و إسناده حسن لذاته۔ تاريخ المدينة المنورة: ١١٨٩/٤، و إسناده حسن لذاته۔ مصنف ابن أبي شيبة: ٤٤٢/٧، ح: ٣٧٠٦٩۔ السنة للخلال: ٣٣٨/٢، ح: ٤٤٢۔ معجم ابن الأعرابي: ٦٩٩/٢، ح: ١٤١٦]

''لوگو! مجھے قتل نہ کرو، (اگر میری کوئی غلطی ہے تو) مجھ سے (اس کی) توبہ کروا لو، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر ڈالا تو تم کبھی بھی سب مل کر نماز ادا نہیں کر سکو گے اور نہ کبھی مل کر دشمن سے جہاد کر سکو گے اور تم باہم اختلاف کرتے رہو گے یہاں تک کہ تم اس طرح (یعنی باہم دشمن) ہو جاؤ گے۔'' پھر انھوں نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کیں اور یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ﴾ [هود : ٨٩]

''اور اے میری قوم! میری مخالفت تمھیں اس کا مستحق ہرگز نہ بنا دے کہ تمھیں اس جیسی مصیبت آپہنچے جو نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم کو پہنچی اور لوط کی قوم بھی ہرگز تم سے کچھ دور نہیں ہے۔''

ثقہ تابعی ثمامہ بن حزن القشیری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن بیتِ خلافت میں حاضر ہوا اور انھیں حالات سے مطلع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے (باغیوں سے مخاطب ہوکر) فرمایا:

«اُدْعُوْا لِيْ صَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ، فَدُعِيَا لَهُ فَقَالَ نَشَدْتُكُمَا اللّٰهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ مِنْ خَالِصِ مَالِهِ، فَيَكُوْنَ فِيْهَا كَالْمُسْلِمِيْنَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِيْ، فَجَعَلْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ أَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا بِئْرٌ يُسْتَعْذَبُ مِنْهُ إِلَّا رُوْمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْهَا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ، فَيَكُوْنَ دَلْوُهُ فِيْهَا كَدُلِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ، وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ ؟ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِيْ، فَأَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِيْ أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ صَاحِبُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ ؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ» [مسند أحمد زيادات عبد الله :

١/٧٤، ٧٥، ح: ٥٥٥، وإسناده صحيح. السنة لابن أبي عاصم: ٢/٥٩٥، ح: ١٣٠٨، وسماع هلال بن حق من الجريري قبل الاختلاط كما يظهر من رواية ابن أبي عاصم، وهذه الفائدة أخبرني به الشيخ الثقة أبو سيف حفظه الله]

''اپنے ان دونوں ساتھیوں کو بلاؤ جنھوں نے تمھیں میرے خلاف بھڑکایا ہے۔'' انھیں بلایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نمازیوں کے لیے تنگ پڑ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی اس قطعۂ زمین کو اپنے خالص مال سے خرید کر اس میں عام مسلمانوں کی طرح رہے گا تو اسے اس سے کہیں بہتر (قطعۂ زمین) جنت میں ملے گا؟'' تو میں نے اسے اپنے خالص مال سے خریدا اور اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، مگر آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روک رہے ہو۔'' پھر فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں ''بئر رومہ'' کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں موجود نہیں تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے خالص مال سے یہ کنواں خریدے گا اور اس پر اس کا استحقاق عام مسلمانوں کی طرح ہوگا تو اسے اس سے کہیں بہتر جنت میں ملے گا؟'' تو میں نے وہ کنواں اپنے خالص مال سے خریدا، لیکن آج تم مجھے ہی اس کا پانی پینے سے روک رہے ہو۔'' پھر فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ جیش العسرہ (غزوۂ تبوک) کو تیار کرنے والا بھی میں ہی ہوں؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں۔''

ثقہ تابعی ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محاصرے والے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

«هَاتَانِ رِجْلَايَ، فَإِنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ تَضَعُوْهُمَا فِي

الْقُيُوْدِ فَضَعُوْهُمَا)) [فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل : ١/ ٤٩٢ ، ح : ٧٩٧، وإسناده صحيح۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٤/ ١١٩٥۔ السنة للخلال : ٢/ ٣٣٠ ، ح : ٤٢٤، وإسناده صحيح۔ تثبيت الإمامة لأبي نعيم : ١/ ٣١٧، ح : ١٢٢]

''یہ میرے دو پاؤں ہیں، اگر تم کتاب اللہ میں کوئی ایسا حکم پاتے ہو کہ تم انھیں بیڑیاں پہنا دو تو پھر ایسا کر گزرو۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فسادیوں سے لڑائی سے گریز

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے محاصرے کے دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''آپ باہر نکلیں اور ان باغیوں سے لڑیں، آپ کے ساتھ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی مدد کی تھی جب وہ اس سے بھی کم تھے، اللہ کی قسم! ان لوگوں سے لڑنا حلال ہے۔''
اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لڑائی سے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ كَانَ لِيَ عَلَيْهِ سَمْعٌ وَطَاعَةٌ ، فَلْيُطِعْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ »

''جس پر میری سمع و طاعت فرض ہے وہ عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) کی اطاعت کرے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اس دن بیت خلافت کا امیر مقرر فرمایا اور خود آپ رضی اللہ عنہ اس دن روزے کی حالت میں تھے۔ [مصنف ابن أبي شيبة : ٤٤٢/٧ ، ح : ٣٧٠٧٣، و إسناده صحيح۔ الطبقات لابن سعد : ٥٢/٣، و إسناده صحيح۔ كتاب الزهد لأحمد ابن حنبل : ١٠٦/١، ح : ٦٨٧]

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیت خلافت میں محصور تھے تو اس وقت میں ان کے ساتھ تھا، انھوں نے فرمایا:

«أَعْزِمُ عَلٰى مَنْ كَانَ لَنَا عَلَيْهِ سَمْعٌ وَطَاعَةٌ لَمَا كَفَّ يَدَهُ وَسِلَاحَهُ، فَإِنَّ أَعْظَمَكُمْ عِنْدِي غَنَاءً الْيَوْمَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ وَسِلَاحَهُ » [تاريخ المدينة المنورة : ١٢٠٨/٤ ، إسناده صحيح]

”جس شخص پر میری سمع و طاعت واجب ہے میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنے ہاتھ اور ہتھیار روکے رکھے۔ آج میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو اپنے ہاتھ اور ہتھیار روکے رکھے گا۔“

ایک روایت میں سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

« إِنَّ أَعْظَمَكُمْ عِنْدِيْ غَنَاءً مَنْ كَفَّ سِلَاحَهُ وَ يَدَهُ » [مصنف ابن أبي شيبة : ٦/٣٦١، ح : ٣٢٠٣٨، و إسناده صحيح۔ الطبقات لابن سعد : ٣/٥١]

”تم میں سے میرا سب سے بڑا معاون و مددگار وہ ہے جو (آج) اپنے ہتھیار اور ہاتھ روک کر رکھے گا۔“



بلوائیوں کے پیچھے نماز سے متعلق رائے

عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ نظر بند تھے اور آپ سے عرض کی:

« إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَ نَزَلَ بِكَ مَا نَرٰى، وَ يُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ، وَنَتَحَرَّجُ »

''آپ سب لوگوں کے امیر ہیں اور آپ ایک ایسی آزمائش سے دوچار ہیں جسے ہم دیکھ رہے ہیں، صورتِ حال یہ ہے کہ فتنہ برپا کرنے والوں کا امام (عبدالرحمٰن ابن عُدیس بلوی) ہمیں نماز پڑھا رہا ہے اور ہم (اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں) تنگی محسوس کرتے ہیں۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« اَلصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ، وَ إِذَا أَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ » [بخاري، كتاب الأذان، باب إمامة المفتون و المبتدع : ٦٩٥ـ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/٥٢٦، ح : ٨٧٢]

''نماز لوگوں کے اعمال میں سے سب سے اچھا عمل ہے، لہٰذا جب لوگ اچھائی کریں تو تم بھی ان کے ساتھ مل کر اچھائی کرو اور جب لوگ برائی کریں تو تم

ان کی برائی سے بچو۔“

عبید اللہ بن عدی بن خیار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ”ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جنھوں نے اسلام میں ایک نئی چیز کو ایجاد کیا، جو بھی ایجاد کیا اور وہ ہمارے اور نماز کے درمیان حائل ہو گئے ہیں؟“ اس دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ باغیوں کے محاصرے میں تھے، تو انھوں نے (میرے سوال کے جواب میں) فرمایا:

« فَصَلِّ مَعَهُمْ فَإِنَّكَ لَمْ تُخَالِفْهُمْ فِي الصَّلَاةِ » [تاریخ المدینة المنورة: ۴/ ۱۲۱۷، وإسناده صحیح]

”ان کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو، اس لیے کہ تم نماز میں ان کے مخالف نہیں ہو۔“

دورانِ محاصرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مشاورت

دورانِ محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشاورت کی، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«اِسْتَشَارَنِي عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ، فَقَالَ مَا تَرَى فِيْمَا يَقُوْلُ الْمُغِيْرَةُ بْنُ الْأَخْنَسِ؟ قُلْتُ وَمَا يَقُوْلُ؟ قَالَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ إِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ أَنْ تَخْلَعَ هٰذَا الْأَمْرَ وَتُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ، قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ أَنْتَ فَعَلْتَ أَمُخَلَّدٌ أَنْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ لَا، قُلْتُ أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ، هَلْ يَزِيْدُوْنَ عَلٰى أَنْ يَقْتُلُوْكَ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ فَهَلْ يَمْلِكُوْنَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ فَإِنِّي لَا أَرَى أَنْ تَسُنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ فِي الْإِسْلَامِ، كُلَّمَا سَخِطُوْا أَمِيْرًا خَلَعُوْهُ، وَلَا أَنْ تَخْلَعَ قَمِيْصًا أَلْبَسَكَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ» [تاريخ المدينة المنورة : ٤/١٢٢٣، ١٢٢٤، وإسناده صحيح۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ١/٥٧٨، ٥٧٩، ح : ٧٦٧۔ تاريخ دمشق : ٣٩/٣٥٦۔ الطبقات لابن سعد : ٣/٤٨]

”محاصرے کے دوران سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا: ”مغیرہ بن اخنس کے قول کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟“ میں نے کہا: ”وہ کیا کہتا ہے؟“ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وہ کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ کہہ رہے

ہیں کہ آپ خلافت سے دست بردار ہو جاؤ اور آپ اس چیز کو چھوڑ دو جوان کے درمیان اور اس کے درمیان ہے۔" میں نے کہا: "آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ دست بردار ہو گئے تو کیا آپ دنیا میں ہمیشہ رہیں گے؟" سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "اگر آپ دست بردار نہ ہوں تو کیا وہ آپ کے ساتھ قتل سے بڑھ کر کوئی معاملہ کر سکتے ہیں؟" سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: "کیا وہ جنت اور جہنم کے مالک ہیں؟" سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں۔" تو میں نے کہا: "میں یہ ٹھیک نہیں سمجھتا کہ آپ اسلام میں یہ طریقہ جاری کر دیں کہ جب کوئی قوم اپنے امیر سے ناراض ہو تو وہ اسے (امارت سے) اتار دیں اور نہ ہی یہ ٹھیک سمجھتا ہوں کہ جو قمیص اللہ عز وجل نے آپ کو پہنائی ہے آپ اسے اتار دیں۔"

محاصرین کی طرف سے قتل کی دھمکی

سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا وہ مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس جگہ گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ انھوں نے بتایا: « إِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُوْنِيْ بِالْقَتْلِ آنِفًا » ''یہ ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے تھے۔'' ہم نے کہا:

« يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! »

''امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کو کافی ہوگا۔''

پھر انھوں نے کہا:

« وَ بِمَ يَقْتُلُوْنِيْ ؟ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا فِيْ إِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَوَاللّٰهِ ! مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا تَمَنَّيْتُ بَدَلًا بِدِيْنِيْ مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُوْنِيْ ؟ »

[مسند أحمد : ۱/ ۲۵ ، ح : ۴۶۸ ، و إسناده صحيح۔ أبو داوٗد : ۴۵۰۲۔ ترمذي : ۲۱۵۸۔ مستدرك حاكم : ۴/ ۳۴۹ ، ح : ۸۰۲۸]

”یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین طرح کے لوگوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے، ایک وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد اس کا انکار کرے (مرتد ہو جائے)، دوسرا وہ جو شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرے اور تیسرا وہ جو بغیر قصاص کے کسی کو قتل کرے، تو اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا، نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں اور نہ ہی جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے (اسلام کی) ہدایت دی ہے اپنے دین کو بدلنے کی تمنا کی ہے اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ تو پھر وہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کے حق خلافت کے معترف تھے، جیسا کہ درج ذیل روایات میں آ رہا ہے۔ چنانچہ ثقہ تابعی عمرو بن میمون رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت میں ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی تھے جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سب سے پہلے بیعت کی۔ [دیکھیے بخاري، کتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قصة البيعة والإتفاق علی عثمان بن عفان : ۳۷۰۰]

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ لوگوں کو بتا دو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں میری رائے جو سب سے اچھی ہے، یہ ہے:

« إِنَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، ثُمَّ اتَّقَوْا وَ آمَنُوْا، ثُمَّ اتَّقَوْا وَ أَحْسَنُوْا، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ » [مصنف ابن أبي شيبة : ۵۳۲/۷، ۵۳۳، ح : ۳۷۷۴۶ و إسناده صحيح، و ۳۶۷/۶، ح : ۳۲۰۵۱۔ مجموع فيه مصنفات أبي جعفر ابن البختري : ۳۷۸/۱، ح : ۵۵۳]

”یقیناً عثمان (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر وہ متقی بنے اور ایمان لائے، پھر وہ متقی بنے اور انھوں نے نیکی کی اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

ثقہ و متقن تابعی ابان بن عثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر مسلسل

سنگ باری کی جانے لگی تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''چچا جان! ہمیں تو پتھروں نے مار ڈالا۔'' انھوں نے فرمایا: ''میرے بھتیجے! چلو۔'' میں باہر نکلا تو وہ بھی میرے ساتھ باہر آگئے، پھر ان پر بھی اس قدر پتھر برسائے گئے کہ ان کے کندھے بے حس ہو کر رہ گئے، تو انھوں نے فرمایا:

« يَا ابْنَ أَخِيْ ! أَجْمِعْ حَشَمَكَ وَافْعَلْ كَمَا تَرَانِيْ أَفْعَلُ » [تاريخ دمشق : ٣٦٨/٣٩ ، ٣٦٩ و إسنادهٗ حسن لذاته۔ تاريخ المدينة المنورة : ١٢٢٠/٤ ، ١٢٢١]

''میرے بھتیجے! اپنے رعب و وقار کو قائم رکھو اور ایسے ہی کرو جیسے میں کر رہا ہوں۔''

ثقہ تابعی راشد بن کیسان ابو فزارہ عبسی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں محصور تھے تو انھوں نے پیغام بھیج کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا، لیکن ان کے اہل خانہ میں سے بعض افراد نے انھیں باہر جانے سے روک دیا۔ ان کا موقف تھا کہ بیت خلافت کے راستے میں باغیوں کے کئی دستے موجود ہیں، ان کی موجودگی میں تمھارا وہاں پہنچنا ممکن نہیں۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے اسے سر سے اتارا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاصد کی طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''جو کچھ تو نے (یہ معاملہ) دیکھا ہے اس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مطلع کر دینا۔'' پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر مدینہ منورہ کے بازار ''احجار الزیت'' پہنچے تو انھیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، جسے سن کر وہ کہنے لگے:

« اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِهِ أَنْ أَكُوْنَ قَتَلْتُ، أَوْ مَالَأْتُ عَلٰى قَتْلِهِ » [الطبقات لابن سعد : ٥٠/٣، وإسناده صحيح إلى راشد بن كيسان۔ تاريخ المدينة المنورة : ١٢٢١/٤]

''اے اللہ! میں تیرے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کے (ناحق) خون سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے نہ تو انھیں قتل کیا ہے اور نہ ہی کسی کو ان کے قتل پر ابھارا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے بری ہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (بصرہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام) ''مِربد'' میں قاتلینِ عثمان پر لعنت کر رہی ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ چہرے تک بلند کرتے ہوئے دو یا تین مرتبہ فرمایا:

«وَ أَنَا أَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ» [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل: ١/ ٤٥٥، ٤٥٦، ح: ٧٣٣، وإسناده صحيح۔ مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٥٣٨، ٥٣٩، ح: ٣٧٧٨٢، وإسناده صحيح]۔

''اور میں بھی قاتلینِ عثمان پر لعنت کرتا ہوں، ان لوگوں پر میدانوں اور پہاڑوں میں (ہر جگہ) اللہ کی لعنت ہو۔''

مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ قاتلینِ عثمان پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یوں بدعا کی:

«لَعَنَ اللّٰهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ وَالْبَرِّ وَالْبَحْرِ» [مصنف ابن أبي شيبة: ٧/ ٥٣٨، ٥٣٩، ح: ٣٧٧٨٢، و سنده صحيح]

''اللہ تعالیٰ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر میدانوں، پہاڑوں، خشکی اور تری میں لعنت کرے۔''

فتنۂ قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ کی سنگینی کا اندازہ اس روایت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''شہادتِ عثمان کے دن لوگ بہت دہشت زدہ ہو گئے اور تلوار کا سونتا جانا ہم پر بارِ گراں ثابت ہوا۔ میں حالات سے بددل ہو کر گھر بیٹھ گیا، پھر مجھے کسی کام

سے بازار جانا پڑا تو میں گھر سے نکلا، دیکھا تو قصرِ خلافت کے سائے میں تقریباً چالیس لوگ بیٹھے ہیں اور اس کے دروازے پر زنجیر پڑی ہے۔ میں نے اندر جانا چاہا تو پہرے داروں نے مجھے روک دیا، مگر لوگوں نے کہا کہ اسے جانے دو۔ میں اندر داخل ہوا تو وہاں کئی سرکردہ لوگ موجود تھے۔ اس دوران ایک خوبرو آدمی حلّہ زیب تن کیے ہوئے آیا، اس نے قمیص نہیں پہنی ہوئی تھی اور (سر پر) پگڑی بھی نہیں تھی، وہ بیٹھ گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔'' [مستدرك حاكم : ١/ ٤٥٧، ٤٥٨، ح : ١٦٨٤، وإسناده حسن لذاته۔ الأحاديث المختارة : ٢/ ٦٠، ٦١، ح : ٤٣٨۔ المطالب العالية : ٨/ ٢٨١، ح : ٣٧٤١]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے تھے۔ [دیکھیے تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١٣١، ٤/ ١٢٧٥، ١٢٧٦، وإسناده حسن لذاته]

سیدنا ابو محمد انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« شَهِدْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يُقْتَلُ بِالدَّارِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ يُضَارِبُ عَنْهُ حَتّٰى جُرِحَ فَرُفِعَ فِيْ بَنِيْ زَمْعَةَ جَرِيْحًا » [تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١٣١، ٤/ ١٢٧٥، وإسناده صحيح]

''میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھیں ان کے گھر میں قتل کرنے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کا دفاع کر رہے تھے، یہاں تک کہ انھیں بھی زخمی کر دیا گیا۔ پھر انھیں زخمی حالت ہی میں بنو زمعہ کے ہاں منتقل کر دیا گیا۔''

صرف سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے شدید زخمی نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے چھوٹے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی شدید زخمی ہو گئے تھے۔ [دیکھیے تاريخ

المدینة المنورة : ۱۱۳۱/۳، و إسناده حسن لذاته، کنانة صدوق حسن الحدیث وثقه الجمهور]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دو مرتبہ زرہ پہنی۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع بیان کرتے ہیں:

«لَبِسَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الدِّرْعَ يَوْمَئِذٍ مَرَّتَيْنِ، قَالَ سُلَيْمٌ يَعْنِيْ يَوْمَ الدَّارِ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ» [تاریخ المدینة المنورة : ۱۲۷۰/٤، و إسناده صحیح۔ معجم ابن الأعرابي : ۱۰۰۰/۳، ح : ۲۱۳٤۔ تثبیت الإمامة لأبي نعیم الأصبهانی : ۳۳۲/۱، ح : ۱٤۳۔ فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل : ۵۷۲/۱، ح : ۷٦۳]

''اس دن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو مرتبہ زرع پوش ہوئے۔'' راوی سلیم بن اخضر کہتے ہیں: ''اس دن سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا گھیراؤ اور ان کی شہادت کا دن ہے۔''

ثقہ تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس حال میں شہید کیا گیا کہ اس وقت ان کے پاس بیت خلافت میں سات سو (۷۰۰) لوگ موجود تھے، جن میں حسین بن علی اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ اگر امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ انھیں اجازت دیتے تو وہ باغیوں کو مار مار کر شہر کے گلی کوچوں سے باہر نکال دیتے۔'' [تثبیت الإمامة لأبي نعیم الأصبهانی : ۳۳۲/۱، ح : ۱٤٤، وإسناده حسن لذاته إلی ابن سیرین۔ و أبوحامد بن جبلة صدوق حسن الحدیث، وثقه الضیاء المقدسي، وأبو نعیم وابن حجر بتصحیح حدیثه، انظر المختارة : ۱۰۳/۳، ح : ٦۹۲ و الإصابة في تمییز الصحابة : ۲۳۹۲/٤، ترجمة أبي هریرة رضي اللّٰه عنه]



سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

دوران محاصرہ شہادت کے متعلق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خواب

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کے وقت لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا:

«رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ يَا عُثْمَانُ! أَفْطِرْ عِنْدَنَا، فَأَصْبَحَ صَائِمًا وَ قُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ» [مصنف ابن أبي شيبة : ١٨١/٦، ح : ٣٠٥٠٢، و إسناده صحيح۔ مستدرك حاكم : ١٠١/٣، ١٠٢، ح : ٤٥٥٤]

''میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے عثمان! آج (روزہ) ہمارے ہاں افطار کرنا۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صبح کو روزہ رکھا اور اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا المناک واقعہ

سیدنا ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہلِ مصر کا وفد آیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اس وقت آپ مدینہ سے باہر ایک بستی میں موجود تھے۔ جب انھوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی ادھر موجودگی کا سنا تو وہ آپ سے ملاقات کے لیے اس جگہ آئے جہاں آپ موجود تھے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ

میرا خیال ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وفد کی مدینہ آمد کو ناپسند جانا۔ وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''قرآن منگوائیں۔'' آپ نے قرآن منگوایا تو انھوں نے کہا: ''ساتویں سورت نکالیں۔'' وہ لوگ سورۂ یونس کو ساتویں سورت کا نام دیتے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کرنے لگے، یہاں تک کہ جب اس آیت پر آئے:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ [يونس : ٥٩]

''کہہ کیا تم نے دیکھا جو اللہ نے تمھارے لیے رزق اتارا، پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال بنا لیا۔ کہہ کیا اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔''

تو وہ کہنے لگے: ''ہمیں یہ بتائیں کہ تم نے جو چراگاہ بنائی ہے اس کی اجازت کیا آپ کو اللہ نے دی ہے یا پھر تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« أَمْضِهِ، أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا، وَ أَمَّا الْحِمَى فَإِنَّ عُمَرَ حَمَى الْحِمَى قَبْلِيْ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا وُلِّيْتُ زَادَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ فَزِدْتُّ فِي الْحِمَى لِمَا زَادَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ »

''اس آیت کو پیش نہ کرو، یہ تو فلاں فلاں امور کے متعلق نازل ہوئی ہے اور جہاں تک چراگاہ کا تعلق ہے تو مجھ سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ چراگاہ صدقے کے اونٹوں کے لیے مخصوص کی تھی۔ پھر جب مجھے خلیفہ بنایا گیا تو صدقے کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا، اس پر میں نے بھی صدقے کے اونٹوں میں اضافے کے حساب سے چراگاہ میں توسیع کر دی۔''

مگر وہ تھے کہ اس آیت کی بنیاد پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مؤاخذہ کرتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ برابر فرماتے رہے کہ اسے پیش نہ کرو، یہ تو فلاں فلاں امور کے متعلق نازل ہوئی..... پھر انھوں نے

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اور بھی کئی اعتراضات کیے جن کا (ان کے خیال میں) آپ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، مگر آپ ان سب سے آگاہ تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ »

''میں اللہ سے بخشش کا خواست گار ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت فرمایا: ''آخر تم چاہتے کیا ہو؟'' اس پر انھوں نے آپ سے ایک عہد لیا۔ راوی ابوسعید مولیٰ ابی اُسید کہتے ہیں کہ مصریوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ تحریری شرائط پر معاملہ طے کیا اور آپ نے ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے بدلے میں مسلمانوں کی اجتماعیت کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی جماعت سے الگ ہوں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر ان سے پوچھا: ''تم اور کیا چاہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''ہم چاہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ عطیات وصول نہ کریں، کیونکہ اس مال پر مجاہدین اور بزرگ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔'' اس کے بعد وہ راضی ہو گئے اور خوشی خوشی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ آ گئے۔

مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

«وَاللّٰهِ ! إِنِّيْ مَا رَأَيْتُ وَفْدًا هُمْ خَيْرٌ لِحَوْبَاتِيْ مِنْ هٰذَا الْوَفْدِ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلَيَّ »

''اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی وفد نہیں دیکھا جو میرے گناہوں کے لیے اس وفد سے بہتر ہو جو اب میرے پاس آیا ہے۔''

راوی ابوسعید نے دوسری مرتبہ کہا کہ میرا خیال ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو اہلِ مصر کے اس وفد سے بہتر ہو۔'' پھر فرمایا:

« أَلَا ! مَنْ كَانَ لَهُ زَرْعٌ فَلْيَلْحَقْ بِزَرْعِهِ وَ مَنْ كَانَ لَهُ ضَرْعٌ فَلْيَحْتَلِبْ ، أَلَا ! إِنَّهُ لَا مَالَ لَكُمْ عِنْدَنَا إِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِمَنْ قَاتَلَ عَلَيْهِ وَلِهٰذِهِ الشُّيُوْخِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ »

’’(لوگو!) سنو! جس کے پاس کھیت ہیں وہ اپنے کھیتوں میں چلا جائے اور جس کے پاس دودھ دینے والے جانور ہیں وہ جا کر ان کا دودھ دوہے۔ کیونکہ اب تمھارے لیے ہمارے ہاں کوئی مال نہیں ہے۔ یہ مال صرف مجاہدین اور بزرگ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔‘‘

یہ سن کر لوگ غضب ناک ہو کر کہنے لگے:

« هٰذَا مَكْرُ بَنِي أُمَيَّةَ »

’’یہ بنوامیہ کا مکر وفریب ہے۔‘‘

بعد ازاں مصری وفد راضی خوشی واپس چلا گیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اونٹ پر سوار ایک شخص کبھی ان کے سامنے آتا اور کبھی ان سے الگ ہو جاتا۔ پھر واپس آتا اور پھر ان سے الگ ہو کر انھیں گالی گلوچ کرنے لگ جاتا۔ مصریوں نے اس شخص سے کہا: ’’تجھے کوئی مسئلہ درپیش ہے، تو کیا چاہتا ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور مصر میں ان کے عامل کے پاس جا رہا ہوں۔‘‘ انھوں نے اس کی تلاشی لی تو اس سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا ہوا ایک خط برآمد ہوا، جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مہر بھی ثبت تھی اور وہ مصر کے عامل کے نام لکھا گیا تھا، جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس وفد کے ارکان کو سولی دے دے یا انھیں قتل کر دے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ تو وہ وہیں سے واپس پلٹے اور مدینہ منورہ آ گئے۔ یہاں وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہنے لگے:

« أَلَمْ تَرَ إِلٰى عَدُوِّ اللّٰهِ أَمَرَ فِينَا بِكَذَا وَكَذَا، وَاللّٰهِ! قَدْ أُحِلَّ دَمُهُ، قُمْ مَعَنَا إِلَيْهِ »

’’کیا تم نے اللہ کے دشمن کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے بارے میں یہ یہ حکم دیا ہے؟ اللہ کی قسم! اس کا خون حلال ہے، آپ اس کے پاس جانے کے

لیے ہمارے ساتھ آئیں۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" پھر وہ (خود ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور) ان سے کہنے لگے: "تم نے ہمارے بارے میں یہ خط کیوں لکھا؟" سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں نے تمھارے بارے میں قطعاً کوئی خط نہیں لکھا۔" یہ سن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، پھر ایک دوسرے سے (بطورِ تعجب) کہنے لگے: "کیا تم اتنی سی بات پر قتال کرو گے، یا تم اتنی سی بات پر غضب ناک ہو گے؟" سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور مدینہ سے باہر ایک بستی میں چلے گئے۔ باغیوں نے پھر پوچھا: "تم نے ہمارے بارے میں ایسے ایسے کیوں لکھا ہے؟" تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (اس سے انکار کرتے ہوئے) فرمایا:

« إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ أَنْ تُقِيمُوْا عَلَيَّ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ يَمِيْنِي بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا كَتَبْتُ وَلَا أَمْلَيْتُ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْكِتَابَ يُكْتَبُ عَلٰى لِسَانِ الرَّجُلِ وَقَدْ يُنْقَشُ الْخَاتَمُ عَلَى الْخَاتَمِ »

"اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو دو مسلمان آدمی میرے خلاف گواہی دے دیں یا پھر میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں کہ نہ تو میں نے خط لکھا ہے اور نہ ہی کسی کو املا کروایا ہے۔ تم بھی جانتے ہو کہ خط کسی دوسرے آدمی کی طرف سے بھی لکھا جا سکتا ہے (یعنی جعلی خط بھی لکھا جا سکتا ہے) اور مہر جیسی دوسری مہر بھی بنوائی جا سکتی ہے۔"

اس پر وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

« قَدْ وَاللّٰهِ! أَحَلَّ اللّٰهُ دَمَكَ وَنَقَضَ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ »

"اللہ کی قسم! اللہ نے تمھارا خون حلال کر دیا ہے اور اس نے (ہمارے درمیان طے پانے والے) عہد و پیمان کو ختم کر دیا ہے۔"

ابو سعید مولیٰ ابی اُسید بیان کرتے ہیں کہ پھر ان لوگوں نے قصرِ خلافت میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا اور ''السلام علیکم'' کہا، لیکن کسی آدمی کو بھی ان کا جواب دیتے ہوئے نہیں سنا گیا، ہاں! اگر کسی نے اپنے دل میں خاموشی سے جواب دیا ہو تو الگ بات ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ رُوْمَةَ بِمَالِيْ لِأَسْتَعْذِبَ بِهَا فَجَعَلْتُ رِشَائِيْ فِيْهَا كَرِشَاءِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ؟»

''میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میں نے میٹھا پانی حاصل کرنے کے لیے اپنے مال سے ''بئر رومہ'' خریدا تھا اور اس میں میرا اتنا ہی حصہ تھا جتنا کہ عام مسلمانوں کا۔''

انھوں نے کہا: ''ہاں!'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''(اگر ایسے ہی ہے) تو پھر تم مجھے اس کا پانی پینے سے کیوں روکتے ہو، یہاں تک کہ مجھے سمندر کے (کڑوے اور نمکین) پانی سے روزہ افطار کرنا پڑتا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

«أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ عَلِمْتُمْ أَنِّي اشْتَرَيْتُ كَذَا وَكَذَا مِنَ الْأَرْضِ فَزِدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قِيْلَ نَعَمْ! قَالَ فَهَلْ عَلِمْتُمْ أَحَدًا مِّنَ النَّاسِ مُنِعَ أَنْ يُصَلِّيَ فِيْهِ قَبْلِيْ؟»

''میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اتنی اتنی زمین خرید کر اس مسجد نبوی کی توسیع کی تھی؟'' جواب ملا: ''ہاں!'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم ایسے کسی بھی شخص کو جانتے ہو جسے مجھ سے پہلے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟''

انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

ہوں، کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ انھوں نے میرے بارے میں کسی چیز کا اس اس طرح ذکر فرمایا ہو؟'' ابو سعید کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ رضی اللہ عنہ نے مفصل سورتوں (سورۂ حجرات سے سورۂ ناس تک) کی کتابت کا ذکر بھی فرمایا۔ پھر محاصرے کی خبر عام ہو گئی اور لوگ کہنے لگے: ''امیر المومنین سے رُک جاؤ۔'' ابو سعید کہتے ہیں کہ پھر اشتر کھڑا ہوا، مجھے نہیں معلوم کہ وہ اسی دن کھڑا ہوا یا کسی اور دن اور کہنے لگا: ''شاید کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) اور تم لوگوں کے ساتھ کوئی چال چلی گئی ہے۔'' تو (خارجی) لوگوں نے اسے (پاؤں کے نیچے) روند دیا، یہاں تک کہ اسے تکلیف و درد پہنچا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر ان کی طرف دیکھا اور پند و نصائح کی مگر ان پر کسی چیز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لوگوں کا یہ حال ہو گیا تھا کہ وہ پہلی دفعہ نصیحت سنتے تو اس کا اثر لیتے، لیکن جب انھیں دوبارہ نصیحت کی جاتی تو ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور مصحف کو اپنے سامنے رکھ لیا۔

ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

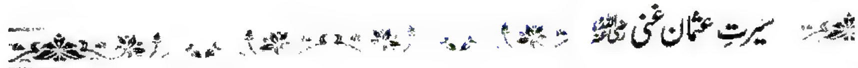
«بَيْنِي وَبَيْنَكَ كِتَابُ اللّٰهِ»

''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔''

تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر باہر نکل گیا، پھر ایک اور آدمی اندر داخل ہوا جسے ''الموت الاسود'' (سیاہ موت) کہا جاتا تھا، اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا اور پھر (دوبارہ) آپ رضی اللہ عنہ کا گلا گھونٹا، پھر وہ (بدبخت) باہر نکلا اور کہنے لگا:

«وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ هُوَ أَلْيَنُ مِنْ حَلْقِهِ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ خَنَقْتُهُ حَتّٰى رَأَيْتُ نَفْسَهُ مِثْلَ نَفَسِ الْجَانِّ تَرَدَّدُ فِي جَسَدِهِ»

''اللہ کی قسم! میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی (کیونکہ وہ ضعیف العمر تھے) اور اللہ کی قسم! میں نے (بہت زور سے) ان کا گلا گھونٹا،



یہاں تک کہ میں نے ان کی سانس کو (یوں اکھڑتا ہوا) دیکھا جیسے کسی سانپ کا سانس اس کے جسم میں ہوتا ہے (یعنی جیسے سانپ موت کے وقت تڑپتا ہے ایسے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تڑپے تھے)۔''

پھر ایک اور آدمی اندر آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی۔'' اور اس وقت قرآن مجید آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے (کھلا ہوا) تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار سے وار کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے وار کو روکنا چاہا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ ہاتھ کٹ کر جسم سے الگ ہو گیا تھا یا نہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّهَا لَأَوَّلُ كَفٍّ قَطُّ خَطَّتِ الْمُفَصَّلَ»

''اللہ کی قسم! یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل سورتوں (حجرات سے لے کر ناس تک) کی کتابت کی تھی۔''

پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ بنت فُرافِصَہ نے اپنا زیور اتار کر اپنی گود میں رکھ لیا اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے کی بات ہے۔ پھر جب انھیں شہید کر دیا گیا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ پر جھک گئیں، اس پر ان میں سے کسی (بدبخت) نے کہا:

«قَاتَلَهَا اللّٰهُ، مَا أَعْظَمَ عَجِيزَتَهَا»

''اللہ اسے ہلاک کرے، اس کے کولہے کتنے بڑے ہیں۔''

اس پر آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نائلہ رضی اللہ عنہا جان گئی کہ اللہ کے یہ دشمن صرف دنیا کے حصول کا ارادہ لے کر آئے ہیں۔ [مصنف ابن أبي شيبة : ٧/ ٥٢٠، ٥٢١، ح : ٣٧٦٧٩، و إسناده صحيح۔ مسند إسحاق بن راهويه : ٢/ ٣٣٢، ح : ٨٥٩۔ فضائل الصحابة زوائد عبد الله : ١/ ٤٧٠، ح : ٧٦٥۔ تاريخ المدينة المنورة للنميري : ٣/ ١١٣٢ تا ١١٣٤۔ مسند البزار : ٢/ ٤٢، ح : ٣٨٩۔ صحيح ابن حبان : ٦٩١٩]

ثقہ تابعی عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پاک کی اس آیت پر گرا:

﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ [البقرة : ١٣٧] [تاريخ المدينة المنورة : ١٣١٠/٤ ، وإسناده صحيح]

''پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

ثقہ تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن تشریف لائے اور خطبۂ جمعہ دینے لگے، اس دوران بائیں جانب سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''میں آپ سے کتاب اللہ کا سوال کرتا ہوں۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: « وَيْحَكَ ، أَلَيْسَ عِنْدَكَ كِتَابُ اللّٰهِ ؟ » ''تجھ پر افسوس، کیا تیرے پاس اللہ کی کتاب نہیں ہے؟'' حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس شخص نے اسے اس کام سے منع کیا۔ اس پر ایک آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ایک دوسرا آدمی اُس کے ساتھ بھی کھڑا ہو گیا، پھر ایک آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ایک دوسرا آدمی اُس کے ساتھ کھڑا ہو گیا، (یوں کچھ لوگ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور کچھ اس کے ساتھ) یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے اور ایک دوسرے کو کنکریاں مارنے لگے، اتنی زیادہ کہ مجھے لوگوں کے چہرے بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ گویا کہ میں (آج بھی) اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جس کے پاس قرآن مجید تھا اور اسے امہات المومنین میں سے کسی ایک نے بھیجا تھا، وہ مسجد کی دیوار پر چڑھا اور لوگوں کو پکار کر کہنے لگا:

« أَلَا إِنَّ هٰذَا يَنْهَاكُمْ عَمَّا تَفْعَلُوْنَ ، إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ بَرِءَ مِمَّنْ فَرَّقَ دِيْنَهُ وَكَانَ شِيَعًا » [تاريخ المدينة المنورة : ١١٠٩/٣ ، وإسناده صحيح۔ تاريخ دمشق : ٣٢٦/٣٩]

''خبردار! یہ قرآن تمھیں اس کام سے منع کرتا ہے جو تم کر رہے ہو اور یقیناً محمد ﷺ اس شخص سے بے زار ہیں جو اپنے دین میں تفریق ڈالے اور کئی گروہ بنا لے۔''

ثقہ تابعی حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے قاتلینِ عثمان کو دیکھا کہ انھوں نے لوگوں کو اس قدر کنکریاں ماریں کہ مجھے آسمان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس دوران امہات المومنین میں سے کسی کے حجرے سے قرآن بلند کیا گیا اور کہا گیا:

((يَعْلَمُهُ مَنْ عَرَفَ أَنَّ مُحَمَّدًا بَرِيءٌ مِمَّنْ فَرَّقَ دِيْنَهُ وَكَانَ شِيَعًا))

[تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١٠٩، وإسناده صحيح۔ تاريخ دمشق : ٣٩/ ٣٢٥]

''اسے ہر وہ شخص جانتا ہے جو اس امر سے آگاہ ہے کہ محمد ﷺ ہر اس شخص سے بے زار ہیں جو اپنے دین میں تفریق ڈالے اور کئی گروہ بنا لے۔''

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل کس قدر آخرت کے انجام سے اندھے ہو چکے تھے کہ خود ہی اپنے قاتل ہونے کا اعلان کرتے دندنا رہے تھے۔ چنانچہ ثقہ وصدوق تابعی کنانہ مولیٰ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ قَاتِلَ عُثْمَانَ، رَجُلًا أَسْوَدَ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، وَهُوَ فِي الدَّارِ رَافِعًا يَدَيْهِ، أَوْ بَاسِطًا يَدَيْهِ ، يَقُوْلُ أَنَا قَاتِلُ نَعْثَلٍ)) [مسند علي بن الجعد، ح : ٢٦٦٤ و إسناده حسن لذاته۔ الطبقات لابن سعد : ٣/ ٦١، وإسناده حسن لذاته۔ تاريخ دمشق : ٣٩/ ٤١٢]

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کو دیکھا، وہ سیاہ رنگ کا مصری تھا (جسے جبلہ کہا جاتا تھا) وہ بیت خلافت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یا پھیلائے ہوئے اعلان کر رہا تھا کہ اس بے وقوف بوڑھے کا قاتل میں ہوں۔''

شہادتِ عثمان سے متعلق صحابہ کرام کے تاثرات

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران ایک آدمی کھڑا ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ سے بدتمیزی کرنے لگا، میں نے اسے منع کیا تو اس کا ایک ساتھی اسے کہنے لگا:

« لَا يَمْنَعُكَ مَكَانُ ابْنِ سَلَامٍ أَنْ تَسُبَّ نَعْثَلًا فَإِنَّهُ مِنْ شِيْعَتِهِ »

'' تجھے عبد اللہ بن سلام کا مقام و مرتبہ اس بے وقوف بوڑھے (نعوذ باللہ) کو گالی گلوچ کرنے سے نہ روکے، یہ اس کا حمایتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا:

« لَقَدْ قُلْتَ الْقَوْلَ الْعَظِيْمَ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِلْخَلِيْقَةِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ »

[تاريخ المدينة المنورة : ٣/ ١١١٠، وإسناده حسن لذاته ـ تاريخ دمشق : ٣٩/ ٣٢٧]

''تو نے نوح علیہ السلام (کے متعلق کہی جانے والی گستاخانہ بات) کے بعد قیامت کے دن (گناہ) کے اعتبار سے بہت بڑی (گستاخانہ) بات کہی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے قریب رہتے تھے اور وہ ہر جمعہ کے روز گدھے پر مدینہ منورہ تشریف لاتے اور نماز جمعہ

سے فارغ ہو کر واپس لوٹ جاتے۔ پھر جب باغی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے برانگیختہ ہوئے تو وہ ان کے پاس آئے اور فرمانے لگے:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَقْتُلُوْا عُثْمَانَ وَاسْتَعْتِبُوْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أُمَّةٍ قَتَلَتْ نَبِيَّهَا فَيُصْلِحُ اللّٰهُ أَمْرَهُمْ أَبَدًا حَتّٰى يُهْرِيْقُوْا دِمَاءَ سَبْعِيْنَ أَلْفًا، وَلَا قَتَلَتْ أُمَّةٌ خَلِيْفَتَهَا فَيُصْلِحُ اللّٰهُ أَمْرَهُمْ أَبَدًا حَتّٰى يُهْرِيْقُوْا دِمَاءَ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا مِنْهُمْ، وَلَا هَلَكَتْ أُمَّةٌ حَتّٰى يَرْفَعُوا الْقُرْآنَ عَلَى السُّلْطَانِ»

''اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل نہ کرو، بلکہ ان سے سبب ناراضی ختم کرو، اس لیے کہ دنیا میں کوئی امت ایسی نہیں ہے کہ جس نے اپنے نبی کو قتل کیا ہو اور پھر اللہ نے ان کے معاملے کی کبھی اصلاح کی ہو، یہاں تک کہ انھوں نے آپس میں ستر ہزار لوگوں کا خون نہ بہا لیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی امت ہے جو اپنے خلیفہ کو قتل کرے اور پھر اللہ ان کے معاملے کی کبھی اصلاح کرے، یہاں تک کہ وہ اپنے چالیس ہزار لوگوں کی خون ریزی نہ کر لیں اور کوئی امت ہلاک نہیں ہوگی جب تک کہ وہ سُلطانِ وقت (حکمران) کے خلاف قرآن نہ اٹھائے۔''

راوی سلیمان بن مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے حمید بن ہلال سے پوچھا: ''سلطان کے خلاف قرآن اٹھانے سے کیا مراد ہے؟'' انھوں نے فرمایا: ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ نفسانی خواہشات کے پجاری کس طرح قرآن کی غلط تاویل کرتے اور اس کی آڑ میں سلطان پر لعن طعن کرتے ہیں۔'' (ان سے کہا گیا کہ) تم لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل مت کرو، مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر جب ان لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے راستے میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ جب وہ تشریف لائے تو سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا:

''اے علی! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟'' انھوں نے فرمایا: ''میں عراق جانا چاہتا ہوں۔''
عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا:

«اِرْجِعْ إِلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ فَإِنَّكَ إِنْ فَارَقْتَهُ لَمْ تَرَهُ أَبَدًا»

''آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی طرف لوٹ جائیں، اس لیے کہ اگر آپ (اب) اس سے جدا ہو گئے تو پھر اسے کبھی بھی دیکھ نہیں سکیں گے۔''

یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کسی ساتھی نے کہا: ''اگر اجازت ہو تو ہم اسے قتل کر دیں؟''
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا:

«مَهْ ، هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رَجُلٌ مِّنَّا صَالِحٌ» [السنة للخلال : ٤٥٨/٢ ، ح : ٧١١ ، و إسناده حسن لذاته، والنسخة الأخرى : ٣٦٠/١، ٣٦١، ح : ٧١١۔ تاريخ المدينة المنورة : ١١٧٦/٤۔ المطالب العالية : ٦٠٦/٨ ، ٦٠٧، ح : ٤٣٨١، وإسناده صحيح ۔ تاريخ دمشق : ٣٥١/٣٩ ، ٣٥٢]

''رک جا، یہ عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) ہیں، یہ ہم میں سے نیک آدمی ہیں۔''

ثقہ تابعی کثیر بن افلح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے ہجوم میں سے گزر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

«اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَقْتُلُوْا عُثْمَانَ، فَإِنَّهُ حَقَّهُ عَلَيْكُمْ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ»

''لوگو! اللہ سے ڈرو اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مت قتل کرو، یقیناً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا تم لوگوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ باپ کا اپنے بیٹے پر ہوتا ہے۔''

لوگ کہنے لگے: ''کیا ہم انھیں قتل کر دیں گے؟ (نہیں) اللہ کی قسم! ہم انھیں قتل نہیں کریں گے۔'' تو سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا:

«وَاللّٰهِ! لَتَقْتُلُنَّهُ»

''اللہ کی قسم! تم لوگ انھیں ضرور قتل کرو گے۔''

کثیر بن افلح کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلسل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی مخالفت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے اپنے دل میں محسوس کیا کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ انھیں کس قدر سختی سے روک رہے ہیں۔ [أخبار المدينة المنورة للنميري : ۲۲۶/۲، ح : ۲۰۵۱، و إسناده صحيح]

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

« وَاللّٰهِ ! لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مُوْثِقِيْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتَهُ وَمَا أَسْلَمَ ، وَاللّٰهِ ! لَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْقَضَّ » [تاريخ المدينة المنورة للنميري : ۱۲۴۱/۴، ۱۲۴۲، وإسناده صحيح۔ بخاری، كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه : ۳۸۶۷، ۳۸۶۲]

”اللہ کی قسم! میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے قبل مجھے اور اپنی بہن کو اسلام لانے کی پاداش میں مضبوط باندھ رکھا تھا اور اللہ کی قسم! تم لوگوں نے عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو یہ اس کے لائق ہے۔“

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ثقہ تابعی یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں :

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مقام ”ربذہ“ کی طرف منتقل ہو گئے اور پھر مرتے دم تک وہیں مقیم رہے۔“ [تاريخ المدينة المنورة : ۱۲۴۲/۴، و إسناده صحيح]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

ثقہ تابعی ابو خالد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (شہادتِ عثمان پر دکھ وغم کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا:

« يَا أَبَا خَالِدٍ ! اسْتَتَابُوْهُ حَتَّى تَرَكُوْهُ كَالثَّوْبِ الرَّحِيْضِ ثُمَّ قَتَلُوْهُ »

[تاريخ المدينة المنورة : ٤/ ١٢٤٢ ، و إسناده حسن لذاته]

''اے ابو خالد! انھوں نے (یعنی قاتلینِ عثمان نے پہلے تو) ان سے تلافیٔ مافات کے مطالبات کیے، یہاں تک کہ انھیں دُھلے ہوئے کپڑے کی طرح چھوڑ دیا اور پھر انھیں قتل کر ڈالا۔''

عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (شورش پسندوں سے) فرمایا:

« نَقَمْتُمْ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلَاثًا : بِدْعَةَ الْعَصَا ، وَتَأْمِيْرَ الْفَتَى ، وَالْغَمَامَةَ الْمُحْمَاةَ ، ثُمَّ مَصَيْتُمُوْهُ كَمَا يَمُصُّ الثَّوْبَ الصَّابُوْنَ ، حَتّٰى إِذَا أَنْقَيْتُمُوْهُ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ مِنَ الدَّنَسِ اسْتَحْلَلْتُمْ مِنْهُ الْفُقَرَ الثَّلَاثَ : حُرْمَةَ الْخِلَافَةِ ، وَحُرْمَةَ الشَّهْرِ ، وَحُرْمَةَ الْبَلَدِ فَقَتَلْتُمُوْهُ » [تاريخ المدينة المنورة : ٤/ ١٢٤٣ ، و إسناده حسن لذاته]

''تم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر ان تین باتوں کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہو: لاٹھی کی بدعت، نوجوانوں کو امیر مقرر کرنا اور چراگاہ کو اپنی ذات کے لیے مخصوص کرنا، حالانکہ اس پر سب لوگوں کا حق ہے۔ پھر تم نے انھیں اس طرح چوس لیا جس طرح صابن کپڑے کی میل کچیل کو چوس لیتا ہے، یہاں تک کہ جب تم نے انھیں اس طرح صاف کر لیا جس طرح کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے تو پھر خود تم نے تین چیزوں کو پامال کر دیا، یعنی خلافت کی حرمت، مہینے کی حرمت اور شہر



(مدینہ) کی حرمت کو، پھر تم نے انھیں قتل کر ڈالا۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما

ثقہ تابعی رِبعی بن حراش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس رات انھوں نے پوچھا: ''یہ کون سی رات ہے؟'' پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، مَا شَهِدْتُّ، وَلَا قَتَلْتُ وَلَا مَالَأْتُ عَلٰى قَتْلِهِ » [تاريخ المدينة المنورة : ١٢٤٨/٤، وإسناده حسن لذاته]

''اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تیرے حضور براءت کا اظہار کرتا ہوں، میں نہ تو اس موقع پر حاضر ہوا، نہ میں نے انھیں قتل کیا اور نہ ہی کسی کو اس کا اشارہ کیا۔''

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

« لَنْ تَسْتَخْلِفُوْا بَعْدَهُ إِلَّا أَصْغَرَ أَوْ أَبْتَرَ، وَ الْآخِرُ فَالْآخِرُ شَرٌّ »

[تاريخ المدينة المنورة : ١٢٤٩/٤، وإسناده صحيح]

''تم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جسے بھی خلیفہ مقرر کرو گے وہ (ان کے مقابلے میں) چھوٹا و بے نام ونشاں ہوگا اور بعد میں آنے والے میں پہلے کے مقابلے میں خیر کم ہوگی۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ثقہ تابعی زہدم الجرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''میں تمھیں ایک ایسی حدیث سناؤں گا جو نہ تو رازدارانہ ہے اور نہ ہی علانیہ۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اسے تم سے نہیں چھپاؤں گا اور جہاں تک تمھارا تعلق ہے تو میں نہیں چاہتا کہ تم اس کا اعلان کرتے پھرو۔ وہ یہ کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ اس معاملے (یعنی خلافت) سے الگ رہیں۔'' انھوں نے کہا: ''مجھے تو اس معاملے میں پیش قدمی ہوتی نظر آرہی ہے، اللہ کی قسم! اس پر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا غلبہ رہے گا۔ اس کی تصدیق اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہوتی ہے:

﴿وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٣]

[تاريخ المدينة المنورة للنميري: ١٢٥٥/٤، و إسناده حسن لذاته]

''اور جو شخص قتل کر دیا جائے، اس حال میں کہ مظلوم ہو تو یقیناً ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے۔''

دوسری روایت میں زہدم الجرمی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں تمھیں ایک ایسی بات بتانا چاہتا ہوں جس کے بارے میں میں نہیں جانتا کہ وہ راز دارانہ ہے یا علانیہ، وہ یہ کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ اپنی سواریوں پر سوار ہوں اور مکہ چلے جائیں، لوگ یقیناً تمھاری پیروی کریں گے اور تم ان کی مجبوری بن جاؤ گے۔'' مگر انھوں نے میری بات نہیں مانی، لیکن اللہ کی قسم! معاویہ رضی اللہ عنہ ان پر غالب آجائیں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے:

﴿وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٣]

''جو شخص قتل کر دیا جائے، اس حال میں کہ مظلوم ہو تو یقیناً ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے۔''

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''آپ اس معاملے سے الگ رہیں، اگر آپ کسی پتھر میں بھی چھپے ہوں

گے تو آپ کو وہاں سے بھی نکال لیا جائے گا اور اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) تم پر ضرور حکومت کریں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴾ [بني إسرائيل : ٣٣] [تاريخ المدينة المنورة : ١٢٥٥/٤، ١٢٥٦، وإسناد حسن لذاته]

''اور جو شخص قتل کر دیا جائے، اس حال میں کہ مظلوم ہو تو یقیناً ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے۔ پس وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے، یقیناً وہ مدد دیا ہوا ہوگا۔''

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جن دنوں ہمیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی ان دنوں میں بھر پور جوان تھا، میں سمجھتا تھا کہ میں دشمن سے قتال کر سکتا ہوں۔ لہٰذا میں باہر نکلا اور میں نے دل میں سوچا کہ چلو لوگوں کے پاس جا کر ان کے حالات و واقعات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ جب میں مقام ''ربذہ'' پہنچا تو دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو عصر کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ اس دوران سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے اور کہنے لگے: ''امیر المومنین! میں آپ سے بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔'' پھر وہ رونے لگے، تو اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« لَا تَبْكِ وَتَكَلَّمْ وَلَا تَحِنَّ حَنِيْنَ الْجَارِيَةِ »

''رووَ مت، بات کرو اور لڑکیوں کی طرح غم ناک انداز میں سسکیاں نہ لو۔''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

« إِنَّ النَّاسَ حَصَرُوْا عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَطْلُبُوْنَهُ بِمَا يَطْلُبُوْنَ،

إِمَّا ظَالِمِيْنَ وَ إِمَّا مَظْلُوْمِيْنَ، فَأَمَرْتُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ النَّاسَ وَتَلْحَقَ بِمَكَّةَ حَتّٰى تَؤُوْبَ إِلَى الْعَرَبِ غَيْرَ آذِنٍ لِكَلَامِهَا، فَأَبَيْتَ ثُمَّ حَصَرُوْهُ فَقَتَلُوْهُ فَأَمَرْتُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ النَّاسَ، فَوَاللّٰهِ! لَوْ كُنْتَ فِيْ جُحْرِ ضَبٍّ لَضَرَبَتِ الْعَرَبُ إِلَيْكَ آبَاطَ الْإِبِلِ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ مِنْهُ، فَغَلَبْتَنِيْ، وَأَنَا آمُرُكَ الْيَوْمَ أَنْ لَا تَقْدَمَ الْعِرَاقَ، وَأُذَكِّرُكَ اللّٰهَ أَنْ تُقْتَلَ بِمَضْيَعَةٍ»

''لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا اور وہ ان سے مطالبہ کرتے تھے جو بھی مطالبہ کرتے تھے، وہ لوگ یا تو ظالم ہیں یا پھر مظلوم۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں اور مکہ چلے جائیں، جہاں آپ ان کی باتوں کی طرف توجہ دیے بغیر (اپنی قوم) عرب سے جا ملیں، مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر باغیوں نے ان کا محاصرہ کر کے انھیں قتل کر دیا تو میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ لوگوں سے الگ رہیں، اللہ کی قسم! اگر آپ گوہ کی بل میں بھی ہوں گے تو عرب لوگ آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے اور آپ کو اس سے باہر نکال لیں گے۔ مگر آپ نے میری یہ بات بھی تسلیم نہیں کی۔ آج میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ عراق جانے کا ارادہ ختم کر دیں، ورنہ آپ کو اس ہلاکت خیز مقام پر قتل کر دیا جائے گا۔''

اس کے جواب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

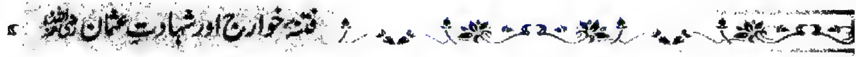
«أَمَّا قَوْلُكَ تَأْتِيْ مَكَّةَ، فَوَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ لِأَكُوْنَ الرَّجُلَ تُسْتَحَلُّ بِهِ مَكَّةُ، وَأَمَّا قَوْلُكَ حَصَرَ النَّاسُ عُثْمَانَ، فَمَا ذَنْبِيْ إِنْ كَانَ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَ عُثْمَانَ مَا كَانَ، وَأَمَّا قَوْلُكَ اعْتَزِلِ الْعِرَاقَ، فَوَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ لِأَكُوْنَ مِثْلَ الضَّبُعِ تَسْتَمِعُ لِلَّدْمِ» [تاريخ المدينة المنورة للنميري :

٤/١٢٥٦، ١٢٥٧، و إسناده حسن لذاته]

’’جہاں تک آپ کے اس قول کا تعلق ہے کہ میں مکہ چلا جاؤں تو اللہ کی قسم! میں ایسا انسان نہیں بننا چاہتا جس کی وجہ سے مکہ مکرمہ کی حرمت پامال کر دی جائے اور تم نے جو یہ کہا کہ لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا تو اگر ان میں اور عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ باقی رہا تمھارا یہ مشورہ کہ میں عراق جانے سے احتراز کروں تو اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں ہوں کہ کسی بزدل کی طرح (موت کے خوف سے) بیٹھا رہوں۔‘‘

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

صدوق اور حسن الحدیث تابعی کنانہ مولیٰ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں: ’’میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر موجود تھا۔ اس وقت میری عمر چودہ (۱۴) سال تھی۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کے لیے خچر پر ہودج تیار کریں۔ تو ہم نے ان کے لیے ہودج تیار کر دیا، پھر ہم انھیں اپنے حصار میں لیے بیتِ خلافت کے دروازے پر پہنچے، تو وہاں اشتر نخعی اور اس کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے۔ اشتر نے انھیں واپس اپنے گھر لوٹ جانے کو کہا، لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ اس پر اشتر نے خچر کو نیزہ مارا، جس سے وہ اچھلا اور ام المومنین کا کجاوہ ایک طرف جھک گیا، یہاں تک کہ وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔ جب انھوں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگیں: ’’مجھے واپس چھوڑ آؤ، مجھے واپس چھوڑ آؤ۔‘‘ اس دوران چار قریشیوں کو بیتِ خلافت سے اٹھا کر باہر لایا گیا، انھیں زدوکوب کیا گیا تھا۔ وہ لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے اور وہ سیدنا حسن بن علی، عبداللہ بن زبیر، ابو حاطب رضی اللہ عنہم اور مروان بن حکم رحمہ اللہ تھے۔ میں نے کہا: ’’کیا خلیفۃ المسلمین کا خون کرنے میں محمد بن ابو بکر کا بھی کوئی کردار ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’معاذ اللہ، وہ اندر گئے تھے مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ بات چیت کی تو وہ باہر آ گئے، ان کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘ محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں



نے کنانہ سے پوچھا: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کس نے شہید کیا؟'' اس نے کہا: ''جبلہ بن ایہم نے جس کا تعلق مضر قبیلے سے تھا اور اس نے اس بات کا تین بار اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا: ''میں اس بے وقوف بوڑھے کا قاتل ہوں۔'' محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کنانہ سے پوچھا: ''اس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہاں تھے؟'' اس نے کہا: ''بیتِ خلافت میں۔'' [مسند إسحاق بن راهويه : ٢٦١/٤ ، ح : ٢٠٨٨، وإسناده حسن لذاته ـ المطالب العالية : ٦١٣/٨ ، ح : ٤٣٩٧ ـ تاريخ المدينة المنورة : ١٢٩٨/٤، ١٢٩٩]

سیدنا ابومحمد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے کہ اس دوران ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہنے لگیں:

« مَا نَقَمْتُمْ عَلٰى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَأَنَا لَهُ ضَامِنَةٌ »

''امیر المومنین سے تم جس بات کا انتقام لے رہے ہو میں اس کی ضامن ہوں۔''

تو اشتر نخعی آگے بڑھا اور پوچھنے لگا: ''یہ کون ہیں؟'' اس نے کہا: ''یہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔'' تو اس پر وہ ان کے خچر کے منہ پر کوڑے مارنے لگا، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ گئیں۔ ثقہ و متقن محدث عمر بن شبہ النمیری کہتے ہیں کہ جب عاصم نے ہمیں یہ حدیث سنائی تو کہنے لگے:

« لَوَدِدْتُ أَنْ تَدْعُوَ عَلَيْهِ، وَاللّٰهِ ! كَانَتْ قَطَعَتْهُ حِيْنَ يَسْتَخِفُّ بِحُرْمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [تاريخ المدينة المنورة : ١٣١١/٤، وإسناده حسن لذاته]

''میں تو چاہتا ہوں کہ وہ اس (بدبخت) کے لیے بددعا کرتیں۔ اللہ کی قسم! ان کی بددعا اسے ضرور کاٹ کر رکھ دیتی، جب اس نے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پامال کیا تھا۔''

محاصرے کے دنوں میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کھانا پہنچاتی تھیں۔ چنانچہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام کنانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے

آگے آگے چل رہا تھا، وہ باغیوں کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے ہٹانا چاہتی تھیں۔ اشتر نے انھیں دیکھا تو ان کے خچر کے چہرے پر ضرب لگائی، یہاں تک کہ وہ ایک طرف جھک گئیں، تو انھوں نے فرمایا:

« رُدُّوْنِي لَا يَفْضَحُنِيْ هٰذَا الْكَلْبُ »

''مجھے واپس لے جاؤ، کہیں یہ کتا مجھے رسوا نہ کر دے۔''

پھر انھوں نے اپنے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان ایک لکڑی رکھ دی جس کے ذریعے سے وہ آپ رضی اللہ عنہ تک کھانا اور پانی بھجوایا کرتی تھیں۔ [تاريخ المدينة المنورة : ٤/ ١٣١١، و إسناده حسن لذاته ، الطبقات لابن سعد : ٨/ ١٠١، وحسن إسناده ابن حجر في الإصابة: ٨/ ٢١٢، ترجمة سيده صفية بنت حيي رضي الله عنها]

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ

ثقہ و متقن تابعی یزید بن یزید بن جابر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو مسلم عبد اللہ بن ثوب خولانی رحمہ اللہ اہل مدینہ کے وفد کو مخاطب کر کے فرمانے لگے:

« هٰؤُلَاءِ شَرٌّ مِنْ ثَمُوْدَ »

''یہ قوم ثمود سے بھی بدتر ہیں۔''

وہ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی شکایت کی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو مسلم خولانی سے پوچھا: ''آپ نے ان سے کیا کہا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا کہ میں نے ان سے کہا ہے:

« هٰؤُلَاءِ شَرٌّ مِنْ ثَمُوْدَ، عَقَرُوا النَّاقَةَ، وَهٰؤُلَاءِ قَتَلُوا الْخَلِيْفَةَ »

[تاريخ المدينة المنورة : ٤/ ١٢٥٢، ١٢٥٣، و إسناده صحيح]

''یہ لوگ قوم ثمود سے بھی بدتر ہیں، انھوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں لیکن انھوں نے تو خلیفہ ہی کو قتل کر ڈالا۔''

حسین بن خارجہ رحمہ اللہ

ثقہ تابعی حسین بن خارجہ اشجعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور فتنہ بپا ہوا تو میں نے دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ أَرِنِي مِنَ الْحَقِّ أَمْرًا أَتَمَسَّكُ بِهِ »

''اے اللہ! مجھے کوئی ایسی سچی بات دکھا جس کے ساتھ میں مضبوطی سے وابستہ ہو جاؤں۔''

پھر میں نے خواب میں دنیا اور آخرت کو دیکھا، ان دونوں کے درمیان ایک دیوار تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر میں اس دیوار پر چڑھ کر نیچے اتروں تو شاید میں بہادر مقتولین (شہداء) کو پا لوں تو وہ مجھے خبر دیں۔ تو میں دیوار سے نیچے اترا، دیکھا تو میرے سامنے ایک درختوں والی زمین اور کچھ لوگ موجود تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: ''کیا تم شہداء ہو؟'' انھوں نے کہا: ''ہم فرشتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''تو پھر شہداء کہاں ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''بلند درجات چڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔'' میں پہلے درجے پر چڑھا، اس کے حسن و جمال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، پھر میں دوسرے درجے پر چڑھا تو ادھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ان کے پاس سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی موجود تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے تھے: « اِسْتَغْفِرْ لِأُمَّتِي » ''میری امت کے لیے بخشش کی دعا کریں۔'' تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

« إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ، إِنَّهُمْ قَتَلُوْا إِمَامَهُمْ وَهَرَاقُوْا دِمَائَهُمْ ، أَلَا فَعَلُوْا كَمَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ سَعْدٌ »

''آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے (دین میں) کیا نئی باتیں نکال لی تھیں، انھوں نے اپنے امام کو قتل کر دیا اور آپس میں ایک دوسرے کے خون بہائے۔ انھوں نے اس طرح کیوں نہ کیا جس طرح میرے دوست سعد نے کیا۔''

حسین بن خارجہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ''میں نے ایک خواب دیکھا ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ مجھے اس سے کوئی فائدہ پہنچائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ کن لوگوں کے ساتھ ہیں، تو میں بھی ان کا ساتھ دوں گا، پھر میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں اس واقعہ سے آگاہ کیا، جسے سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

«قَدْ خَابَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلًا »

''یقیناً وہ شخص نامراد ہوا جس کے ابراہیم علیہ السلام خلیل نہ ہوں۔''

میں نے کہا: ''آپ کس گروہ کے ساتھ ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''میں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوں۔'' میں نے کہا: ''پھر میرے لیے کیا حکم ہے؟'' وہ کہنے لگے: ''تیرے پاس بکریاں موجود ہیں؟'' میں نے کہا: ''نہیں!'' تو فرمانے لگے: ''پھر بکریاں خرید لو اور ان کے پاس رہا کرو۔'' [مجموع فيه مصنفات أبي جعفر بن البختري : ١/ ٣١١ ، ح : ٣٨٤، و إسناده حسن لذاته۔ مستدرك حاكم : ٣/ ٥٠٠ ، ٥٠١ ، ح : ٦١٢٦ ، ٤/ ٤٥١ ، ح : ٨٣٩٤۔ أخبار المدينة المنورة : ٤/ ١٢٥١ ، ١٢٥٢، الحسين بن خارجة ذكره ابن حبان في الثقات وثقه الحاكم والذهبي بتصحيح حديثه ولم يضعفه أحد فيما أعلم]

مسئلہ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ

سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے مہم

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم (بصرہ سے) مدینہ منورہ آئے، ہمارا ارادہ فریضۂ حج ادا کرنے کا تھا۔ ہم منزل بمنزل طے کر رہے تھے۔ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: ''لوگ گھبراہٹ کے عالم میں مسجد میں جمع ہیں۔'' میں گیا تو لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان میں سیدنا علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ ہم مسجد ہی میں تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے، کہا گیا کہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اندر داخل ہوئے، انھوں نے زرد رنگ کے کپڑے سے اپنا سر ڈھانپ رکھا تھا۔ انھوں نے فرمایا:

«هَاهُنَا عَلِيٌّ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا الزُّبَيْرُ ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا طَلْحَةُ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ هَاهُنَا سَعْدٌ ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِيْ فُلَانٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهُ بِعِشْرِيْنَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ أَلْفًا، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ ابْتَعْتُهُ، قَالَ اجْعَلْهُ فِيْ مَسْجِدِنَا وَلَكَ أَجْرُهُ ؟ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ رُوْمَةَ

غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ قَدِ ابْتَعْتُهَا، قَالَ اجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَجْرُهَا لَكَ؟ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ، فَقَالَ مَنْ جَهَّزَ هٰؤُلَاءِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، يَعْنِيْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَجَهَّزْتُهُمْ حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُوْا خِطَامًا وَلَا عِقَالًا ؟ قَالَ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ ! قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا»

''یہاں علی رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں زبیر رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' انھوں نے کہا: ''یہاں سعد رضی اللہ عنہ ہیں؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں!'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو شخص فلاں قبیلے کا باڑہ خریدے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا'' تو میں نے اسے بیس یا پچیس ہزار میں خریدا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انھیں بتایا کہ میں نے وہ جگہ خرید لی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے مسجد میں شامل کر دو تمھیں اس کا اجر ملے گا؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں!'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا: ''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو شخص ''بئر رومہ'' خریدے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا'' تو میں نے اسے اتنی اتنی قیمت میں خریدا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس سے آگاہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دو، تمھیں اس کا اجر ملے گا؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں! (ایسے ہی ہے)۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا:

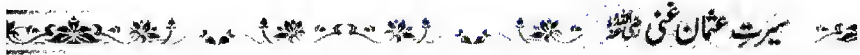
''میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو شخص اس تنگی والے لشکر (غزوۂ تبوک) کو تیار کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔'' تو یہ لشکر بھی میں نے تیار کیا، یہاں تک کہ لوگوں نے ایک نکیل اور رسی کو بھی گم نہیں پایا؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ! ہاں! (ایسے ہی ہے)۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ۔''

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں (وہاں سے) چلا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''تم دونوں مجھے کس کے بارے میں حکم دیتے ہو اور کسے میرے لیے پسند کرتے ہو؟ میرے خیال میں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔'' ان دونوں نے کہا: ''ہم تمھیں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیتے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کیا تم دونوں مجھے ان کے بارے میں حکم دیتے اور انھیں میرے لیے پسند کرتے ہو؟'' انھوں نے فرمایا: ''ہاں!'' احنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حج کے لیے نکلا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ ابھی ہم وہیں تھے کہ ہمیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی۔ اس وقت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ میں ان سے ملا اور پوچھا: ''آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کا حکم دیں گی؟'' انھوں نے فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ کی۔'' میں نے کہا: ''کیا آپ مجھے ان کی بیعت کا حکم دیتی ہیں اور انھیں میرے لیے پسند کرتی ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں!'' اس کے بعد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ میں آیا اور ان کی بیعت کی، پھر میں اہل بصرہ کی طرف لوٹ گیا۔ میرے خیال میں سارا معاملہ ٹھیک ہو چکا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم مقام'' خریبہ'' کے پاس فروکش ہو چکے ہیں۔ میں نے پوچھا: ''وہ کس مقصد کے لیے ادھر آئے ہیں؟'' اس نے کہا: ''وہ آپ کی طرف آئے ہیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے تم

سے مدد کے خواہاں ہیں، جو مظلوم قتل کیے گئے ہیں۔'' میرے لیے یہ خبر انتہائی پریشان کن تھی۔ میں نے کہا: ''میرے لیے اس گروہ سے علیحدہ ہونا جس میں ام المومنین (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور حواریِ رسول (زبیر رضی اللہ عنہ) ہیں، بڑا مشکل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد کے ساتھ جنگ کرنا بھی میرے لیے بڑا مشکل کام ہے، اس کے بعد کہ انھوں نے خود ہی مجھے ان سے بیعت کرنے کا حکم دیا تھا۔'' جب میں ان کے پاس حاضر ہوا تو وہ کہنے لگے: ''ہمیں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے تمھاری مدد کی ضرورت ہے، انھیں ناحق قتل کیا گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''ام المومنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے آپ سے پوچھا نہیں تھا کہ آپ مجھے کس کی بیعت کرنے کا حکم دیتی ہیں تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا؟ پھر میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے ان کی بیعت کرنے کا حکم دیتی ہیں اور انھیں میرے لیے پسند کرتی ہیں تو آپ نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا تھا؟'' انھوں نے فرمایا: ''یہ سب ٹھیک ہے مگر علی رضی اللہ عنہ بدل گئے ہیں۔'' پھر میں نے کہا: ''اے زبیر! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور اے طلحہ! میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا میں نے تم سے پوچھا نہیں تھا کہ تم مجھے کس کے بارے میں حکم دیتے ہو تو تم نے علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا؟ پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم ان کے بارے میں مجھے حکم دیتے ہو اور انھیں میرے لیے پسند کرتے ہو تو تم نے اس کا جواب اثبات میں دیا تھا؟'' تو وہ دونوں کہنے لگے: ''کیوں نہیں! (ایسے ہی ہے) مگر اب علی رضی اللہ عنہ بدل گئے ہیں۔'' یہ سن کر میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! نہ تو میں تم سے قتال کروں گا، کیونکہ تمھارے ساتھ ام المومنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور نہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد سے قتال کروں گا، جن کی بیعت کرنے کا تم نے مجھے حکم دیا تھا۔ تم میری طرف سے تین باتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلو، یا تو تم میرے لیے ''باب الجسر'' کھول دو، تاکہ میں غیر عرب زمین میں جا بسوں، یہاں تک کہ اللہ نے میرے بارے میں جو فیصلہ کرنا ہے کر دے، یا پھر میں مکہ

مکرمہ چلا جاؤں اور پھر وہیں مقیم رہوں، یہاں تک کہ اللہ نے جو فیصلہ میرے بارے میں کرنا ہے کر دے، یا میں فریقین سے الگ بھی رہوں اور ان کے قریب بھی۔'' وہ کہنے لگے: ''ہم اس کے متعلق مشورہ کرتے ہیں۔'' مشاورت کے دوران انھوں نے ان امور پر غور و خوض کیا کہ اگر ہم اس کے لیے ''باب الجسر'' کھولتے ہیں تو جماعت سے الگ ہو کر بے یار و مددگار چھوڑے جانے والے اس سے جا ملیں گے اور اگر یہ مکہ میں رہائش پذیر ہوتا ہے تو قریش میں رہ کر تمھارے درپے ہو گا اور انھیں تمھارے حالات و واقعات سے آگاہ کرتا رہے گا۔ ان دونوں باتوں میں سے کچھ بھی مناسب نہیں ہے۔ اسے ادھر کہیں قریب ہی رہنے دو، جہاں تم اسے درست بھی رکھ سکو اور اس کی نگرانی بھی کر سکو۔''

راوی حدیث کہتا ہے کہ اس پر احنف بن قیس رحمہ اللہ بصرہ سے دو فرسخ دور ''جلحاء'' کے مقام پر لوگوں سے الگ ہو کر بیٹھ گئے اور تقریباً چھ ہزار (۶۰۰۰) لوگوں نے مزید ان کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ پھر فریقین کی آپس میں ڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے قتل ہونے والے طلحہ اور کعب ابن سُور تھے۔ کعب نے اس وقت مصحف اٹھا رکھا تھا۔ وہ فریقین کو سمجھاتے رہے، یہاں تک کہ خود ہی ان کے درمیان قتل ہو گئے اور زبیر رضی اللہ عنہ ''سفوان'' کے مقام پر پہنچے جو بصرہ سے اتنا ہی دور ہے جتنا تم سے قادسیہ ہے۔ وہاں انھیں بنو مجاشع کا ''نعر'' نامی ایک شخص ملا، اس نے پوچھا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ میرے پاس آئیں میں آپ کا ذمہ دار ہوں، آپ تک کوئی شخص نہیں پہنچ پائے گا۔'' اس پر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ہو لیے، تو ایک آدمی احنف رحمہ اللہ کے پاس آیا اور انھیں آ کر بتایا کہ زبیر رضی اللہ عنہ مقام ''سفوان'' پر مقیم ہیں۔ وہ کہنے لگے: ''زبیر رضی اللہ عنہ کیسے پُر امن رہیں گے، جبکہ انھوں نے مسلمانوں کو آپس میں ٹکرا دیا، یہاں تک کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر تلواریں برسانے لگے اور وہ خود اپنے گھر اور اہل و عیال میں جا بیٹھے ہیں۔'' یہ بات عمیر بن جرموز، بنو تمیم کے ایک غلط کار شخص، فضالہ بن حابس اور



نُفیع نے سنی تو وہ ان کی تلاش میں لگ گئے۔ آخر کار جب وہ ''نُغر'' کے ساتھ کسی جگہ موجود تھے تو ان کی ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی۔ عمیر بن جرموز نے ان کے پیچھے سے ان پر وار کیا، اس وقت عمیر ایک کمزور سے گھوڑے پر سوار تھا، اس لیے وہ ان پر نیزے کا کمزور سا وار ہی کر سکا۔ پھر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر جوابی حملہ کیا اور وہ اس وقت ''ذوالخمار'' نامی گھوڑے پر سوار تھے، عمیر نے سمجھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ اسے قتل کرنے والے ہیں تو اس نے اپنے دونوں ساتھیوں فضالہ اور نُفیع کو مدد کے لیے پکارا، پھر انھوں نے مل کر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ پر اس قدر زور سے وار کیا کہ انھیں شہید کر دیا۔'' [مصنف ابن أبي شيبة: ٦/١٩٧، ح: ٣٠٦٢٠، و إسناده حسن لذاته ٧/٥٣٩، ٥٤٠، ح: ٣٧٧٨٧]

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں بر بنائے اجتہاد جو باتیں وقوع پذیر ہوئیں ان میں ہر فریق کے لیے بوجہ اجتہاد اجر وثواب ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جن کا اجتہاد درست ہے ان کے لیے دگنا اجر ہے اور جن کے اجتہاد میں خطا ہے ان کے لیے بھی اللہ کی طرف سے ایک اجر ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ تمام کے تمام درجہ بدرجہ ایمان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں اور سب کے سب اللہ کی رضا و خوشنودی کا پروانہ حاصل کر چکے ہیں اور تمام کے تمام دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ چنانچہ ثقہ تابعی علقمہ بن وقاص لیثی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب سیدنا طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو اس جماعت کی قیادت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ جب یہ لوگ مقام ''ذاتِ عرق'' پر پہنچے تو انھوں نے عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو چھوٹا خیال کرتے ہوئے واپس لوٹا دیا۔ علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تنہائی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں اور اپنی ڈاڑھی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا: ''اے ابومحمد! میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ تنہائی زیادہ پسند کرتے ہیں اور اپنی ڈاڑھی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں، اگر آپ کو یہ (قصاص والا) معاملہ ناپسند

ہے تو اسے ترک کر دیں، اس کے لیے آپ پر کوئی زبردستی تو نہیں کرتا۔" وہ کہنے لگے:

«يَا عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ! لَا تَلُمْنِيْ ، كُنَّا أَمْسِ يَدًا وَاحِدَةً عَلٰى مَنْ سِوَانَا فَأَصْبَحْنَا الْيَوْمَ جَبَلَيْنِ مِنْ حَدِيْدٍ ، يَزْحَفُ أَحَدُنَا إِلٰى صَاحِبِهِ»

[مستدرك حاكم : ۳/۱۱۸ ، ح : ٤٦٠٧، وإسناده حسن لذاته ، محمد بن عثمان ابن أبي شيبة صدوق حسن الحديث، وثقه الجمهور، و ۳/ ۳۷۱، ۳۷۲، ح : ٥٥٩٥، و إسناده صحيح]

"اے علقمہ بن وقاص! مجھے ملامت نہ کر، ہم کل تک دوسروں (یعنی کافروں) کے مقابلے میں بہت بڑی قوت تھے، جب کہ آج ہم لوہے کے دو پہاڑ بن چکے ہیں اور ہم ایک دوسرے کی طرف گھسٹتے چلے جا رہے ہیں۔"

ابو اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

«لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَأَنْقَطِعَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ شَرِكْتُ فِيْ دَمِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ» [المعجم الكبير للطبراني: ۱/ ۸۷، ح : ۱۳۲۔ تاريخ المدينة المنورة : ٤/ ۱۲٥٠، و إسناده صحيح۔ أمالي المحاملي : ۱/ ۱۰٥، ح : ۱۹۲]

"اگر میں آسمان سے گروں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خون کرنے میں شریک ہوتا۔"



تاریخ شہادت

ثقہ امام یحییٰ بن بکیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری بروز جمعۃ المبارک اٹھاسی (۸۸) سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔'' [معرفة الصحابة لأبي نعيم : ۱/۶۵، ح : ۲۵۱، و إسناده صحيح]

ثقہ تابعی ابو عثمان عبدالرحمن بن مل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں شہید کیا گیا۔'' [الطبقات لابن سعد : ۳/۵۸، وإسناده صحيح۔ معجم الصحابة للبغوي : ۴/۳۳۴]

مدت خلافت

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت بارہ (۱۲) سال چھ (۶) ماہ ہے۔'' [مسند أبي داوٗد الطيالسي : ۲/۴۳۰، ح : ۱۲۰۳، و إسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد : ۵/۲۲۰، ح : ۲۱۹۱۹۔ أبو داوٗد : ۴۶۴۶۔ ابن حبان : ۶۹۴۳]

نماز جنازہ

ثقہ تابعی امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

﴿ صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلٰى عُثْمَانَ، وَدَفَنَهُ وَكَانَ أَوْصٰى إِلَيْهِ ﴾ [مسند أحمد : ۱/۷۴، ح : ۵۴۹، و إسناده صحيح إلٰى قتادة۔ تاريخ دمشق : ۳۹/۵۲۸]

''سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی تدفین بھی کی، کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں وصیت کی تھی۔''

کفن دفن

ثقہ تابعی عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میرے والد قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کفن بھیجا تو ان کی زوجہ محترمہ رملہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ کی رشتہ داری کو ملائے، ہمارے پاس کپڑا موجود ہے جس میں ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کفن دیں گے۔'' اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ''کوکب'' نامی باغ میں دفن کیا گیا۔'' [تاریخ دمشق: ٥٢٥/٣٩، وإسناده حسن لذاته، المطلب بن عبد الله بن قيس صدوق حسن الحديث ذكره ابن حبان في الثقات (٥٠٦/٧) وثقه الحاكم والذهبي بتصحيح حديثه و حسن له الترمذي، انظر مستدرك حاكم (٦٠٣/٢، ٦٠٥، ح: ٤١٨٣، ٤١٩١) و ترمذي (٣٦١٩)]

ثقہ تابعی مالک بن ابو عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« كُنْتُ فِيمَنْ دَفَنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، دَفَنَّاهُ لَيْلاً ثُمَّ تَفَرَّقْنَا فِي السِّكَكِ، وَ كُنْتُ سَادِسَ سَنَةٍ » [تاريخ دمشق: ٥٢٨/٣٩]

''میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین کی، ہم نے انھیں رات کے وقت دفن کیا، پھر ہم گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے اور اس وقت میری عمر چھ (٦) سال تھی۔''





یادداشت



دار الاندلس

4- لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

بالمقابل سفاری پارک گلشن اقبال کراچی
+92-21-34835502

Head Office : Cell + 92-322-4006412 Email: dar_ul_andlus@yahoo.com

010054647